الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
ترغیب الاذکار
المعروف بہ
فضائلِ ذکر
تصنیف
عبدِ مصطفےٰ غلام رضا محمد محبت علی قادری
حزب الاحناف گنج بخش روڈ، لاہور

ترغیب الاذکار

المعروف بہ

فضائلِ ذکر

تصنیف

عبدِ مصطفےٰ غلام رضا محمد محبت علی قادری

از خدام سید السادات سند الصلحا پیر طریقت رہبر شریعت

سید اعجاز علی شاہ گیلانی

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

ناشر:

مکتبہ قادریہ سکندریہ

حزب الاحناف گنج بخش روڈ۔ لاہور

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام ----- ترغیب الاذکار (فضائل ذکر)

مصنف ----- محمد محبت علی قادری ابن محمد علی کھرل

المتوطن گہنہ گڑھی ضلع شیخوپورہ تحصیل ننکانہ نزد سید والہ

صفحات ----- ۳۳۸

اشاعت ----- جمادی الاول ۱۴۲۲ھ / اگست ۲۰۰۱ء

تعداد ----- چھ صد (۶۰۰)

کمپوزر ----- محمد حسنین عباس، نقوی کمپیوٹر گرافکس 7113966

طابع ----- اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

زیر سرپرستی ----- صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی

ناظم اعلیٰ دار العلوم حزب الاحناب لاہور

ناشر ----- مکتبہ قادریہ سکندریہ لاہور

ہدیہ ----- 200.00 ฿

ملنے کا پتہ
مکتبہ قادریہ سکندریہ

دار العلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

نوٹ: گنج بخش روڈ اور دربار مارکیٹ کے تمام کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

انتساب

قدوۃ الصالحین سید المفسرین سند المحدثین شیخ المشائخ امام اہلسنت استاذ الاساتذہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج ابوالبرکات سید احمد شاہ مشہدی قادری رضوی اشرفی فضل رحمانی قدس سرہ الربانی بانی وامیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے نام۔

اور آپ کے تلمیذ رشید اور مرید خاص حجۃ الکاملین امام المفسرین سند المحدثین زینۃ الفقہاء مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالعلا مفتی محمد عبداللہ قادری رضوی اشرفی فضل الرحمانی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور کے نام جن کے علمی اور روحانی فیض سے بندہ احقر تصنیف وتدریس کے مقام کو پہنچا یہ وہ پاکباز والوالعزم ہستیاں ہیں جن کی زندگیاں یادحق تعالیٰ اور عشق ومحبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع سنت میں گزریں اور شب وروز درس وتدریس اور خدمت دین وترویج واشاعت مسلک حق اہلسنت میں گزرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان علمائے حق کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی زندگی کو مشعل راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین وبحرمۃ رسولک الکریم الامین

احقر العباد فقیر

محمد محبت علی قادری

اسمائے گرامی علماءِ مصححین

(۱) استاذ الاساتذہ سرمایہ اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری دروازہ لاہور وخادم شعبہ تعلیم وتربیت جماعت اہل سنت پاکستان

(۲) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ رضاء المصطفےٰ علوی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور ابن محقق عصر مناظر اسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا الحاج محمد علی رحمت اللہ علیہ۔

(۳) فخر اہلسنت رئیس العلماء وزبدۃ الصلحاء حضرت علامہ مولانا حاجی محمد حسین رضوی صاحب خطیب اعظم موڑ کھنڈا۔

(۴) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالغفور گولڑوی خطیب جامع مسجد حنفیہ چوہان روڈ لاہور

(۵) استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خان چشتی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ فریدیہ سانده لاہور۔

(۶) خویدم العلماء اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد شریف سعیدی صاحب مدرس مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

(۷) فخر اسلام مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار قادری ایم اے عربی' اسلامیات' فاضل درس نظامی خطیب اعظم دفتوہ قصور

(۸) خطیب العصر ضیاء اہل سنت صاحبزادہ پیر ضیاء المصطفےٰ حقانی ایم اے' ناظم تعلیمات جامعہ حنفیہ غوثیہ شیراکوٹ' ابن استاذ اساتذہ جامع المنقول والمعقول حضرۃ العلام قاری عبدالرشید سیالوی۔

(۹) محترم المقام سید نورالحسن گیلانی ناظم تعلیمات حزب الاحناف لاہور۔

(۱۰) استاذ القراء الحافظ القاری حضرت مولانا غلام فرید الحسینی صدر مدرس جامعہ ہجویریہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۱) حضرت علامہ مولنا صاحبزادہ محمد احمد رضا ابن استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد سعید قادری مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد قادریہ ساندہ روڈ لاہور۔

(۱۲) استاذ الحفاظ حضرت مولانا الحافظ القاری محمد جمال الخیری صاحب مدرس شعبہ حفظ جامعہ حزب الاحناف لاہور

(۱۳) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا خلیل احمد مدرس شعبہ درس نظامی دارالعلوم نعیمیہ لاہور

(۱۴) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محبوب احمد چشتی مدرس شعبہ درس نظامی دار العلوم نعیمیہ لاہور

(۱۵) فخر الخطباء خطیب اہل سنت مقرر شیریں بیان حضرت علامہ مولانا عطا محمد گولڑوی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ عطاالقرآن اکرم پارک ساندہ خورد بندروڈ خطیب مرکزی جامعہ مسجد اقصی بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

(۱۶) محترم المقام حضرت مولانا الحاج محمد عمر فاروق صاحب بی ایس سی سرپرست مسلم

کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

(۱۷) محترم جناب حافظ سید منور حسین شاہ قادری ایم اے اسلامیات ٹھٹہ قلندر شاہ ضلع شیخوپورہ

(۱۸) خطیب اہل سنت جناب محترم مولانا نور حسن صاحب خطیب جامع مسجد چک نمبر ۶۰ ضلع قصور۔

(۱۹) جناب محترم رائے محمد شریف صاحب کھرل بی اے برادر اصغر فقیر مصنف

(۲۰) استاذ القراء الحافظ القاری حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب خطیب اعوان ٹاون لاہور

(۲۱) صاحبزادہ قاری محمد حنیف چشتی گہنہ گڑھی سیدوالہ ضلع شیخوپورہ۔

مقدمہ

از

استاد العلماء والقرآء الحافظ القاری حضرۃ العلام

مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ العالی

صدر مدرس مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف

لاھور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عام معنی میں لفظ ذکر کا استعمال ۲۶۷ مرتبہ فرمایا ہے جبکہ یہی لفظ ذکر الٰہی کے معنی میں ۷۵ بار ارشاد ہوا ہے اس سے ذکر الٰہی کی اہمیت وفضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ذکر الٰہی کے متعلق قرآن پاک ہی کی بتائی ہوئی حقیقت ولذکر اللہ اکبر (عنکبوت ۴۵) کہ "یقیناً اللہ کا ذکر ہی بہت بڑی شئی ہے" واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے۔

اسی وجہ سے حدیث کی کتابوں میں دعاؤں اور اذکار کے باقاعدہ باب قائم کئے گئے اور اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں اپنے صحابہ کرام کو جہاد وقتال اور دعوت وتبلیغ کی تعلیم ارشاد فرماتے ہیں وہاں ذکر واذکار کی تلقین بھی کرتے ہیں اور یہی طریقہ امت کے علماء ومشائخ

میں ہر دور کے اندر قائم رہا کہ وہ حضرات اپنے تلامذہ و مریدین کی تربیت و اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کیلئے شریعت کی پابندی کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی بھی اوراد وظائف کی صورت میں کرواتے کیونکہ دعوت وتبلیغ کا کام ہو یا جہاد وقتال کے مراحل ذکر الٰہی کی افادیت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ میدان جہاد میں اگر صبر وثبات کو ضروری قرار دیا گیا ہے تو ساتھ ہی ذکر الٰہی کو بھی جزو لازم ٹھہرایا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' (الانفال ۴۵)

اے ایمان والو جب تمہیں سامنا ہو کسی مخالف فوج کا تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر جاری رکھو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ہے جو دراصل ارشاد خداوندی ہی ہے یعنی حدیث قدسی ہے ''اِنَّ عَبْدِیْ کُلَّ عَبْدِی الَّذِیْ یَذْکُرُنِیْ ----- عِنْدَ الْقِتَالِ '' (سنن ترمذی ابواب الدعوات)

میرا کامل بندہ وہ ہے جو مجھے اپنے دشمن سے لڑتے وقت بھی یاد کرتا ہو۔ مذکورہ بالا سورۂ انفال کی آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت قتادہ بیان فرماتے ہیں۔ ''اِفْتَرَضَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ عِنْدَ اَشْغَلِ مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدَ الضِّرَابِ بِالسُّیُوْفِ '' (تفسیر ابن کثیر سورۂ انفال آیت نمبر ۴۵) اللہ نے اپنا ذکر تمہاری مشغول ترین حالت یعنی تلوار چلانے کے وقت بھی فرض کیا ہے۔

اسی طرح رب العٰلمین اپنے خاص بندے جو تجارت میں مصروف رہتے ہیں

ان کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔"لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله "(النور) کہ ان کو تجارت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی یعنی تجارت بھی وذکر الٰہی جاری رہتے ہیں۔

ہتھ کار وَلّے دل یار وَلّے

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ذکر بالقلب ۔ذکر باللسان اور ذکر بالعمل میں مکمل ہم آہنگی موجود ہے اگر کوئی بندہ بیک وقت کاروبار بھی کرنا چاہے اور ساتھ ساتھ ذکر الٰہی بھی جاری رکھنا چاہے تو ایسا نہ صرف ممکن ہے بلکہ کئی خوش نصیب اس لذت سے آشنا رہتے ہیں۔اور انہی لوگوں کو تزکیہ نفوس اور اصلاح قلوب کی آشنائی حاصل ہوتی ہے۔لیکن صرف زبانی ذکر انسان کو برائیوں سے روکنے اور بھلائیوں کے اختیار کرنے میں موثر اور مفید ثابت نہیں ہوسکتا ابن عطیہ غرناطی (متوفی ۵۴۱ھ) کہتے ہیں

"ر" کر النافع هو مع العلم واقبال القلب وتفرّغه الا من الله تعالیٰ واما مالا يتجاوز اللسان ففی رتبة اخری " (المحرر الوجیز لابن عطیہ ص ۴۰۰ ج نمبر ۱۱ العنکبوت آیت ۴۵) نفع پہنچانے والا ذکر وہی ہے جو علم' توجہ اور ماسوئ اللہ کے خیالات سے دل کی فراغت کے ساتھ کیا جائے اور جو زبان سے نیچے نہ اترتا ہو اس کا مرتبہ الگ ہے۔یعنی الفاظ کے معنی ومفاہیم دل میں مستحضر ہوں اور پورا دھیان اللہ کی طرف ہو تو ایسا ذکر ہی دلوں کو روحانی زندگی سے ہمکنار کرتا ہے اس کے بغیر دل کی غفلت دور نہیں ہوسکتی۔ ارشاد خداوندی ہے "وَلاَ تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ

عَنْ ذِکْرِ نَا'' الخ۔اور اس شخص کی بات نہ مانوجس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا تابع ہے۔

اور غفلت ونسیان کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے''وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' (الحشر ۹۵۔۹۱)اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول چکے تو اللہ نے بھی بھلا دیا ہے ان سے اپنے ہی نفسوں کو یہی لوگ فاسق ہیں۔قرآن وحدیث میں کئی قسم کے اذکار کی تعلیم خود اللہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے دی ہے۔فرمایا''وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا'' (الاعراف ۸۔۱۸۰)اور اللہ ہی کیلئے ہیں اچھے نام پس پکارو اللہ کو ان ناموں سے''وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ'' (المزمل)اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے پاک نام کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔الغرض بیسیوں ایسی آیات ہیں جن میں ذکر الٰہی کی رغبت دلائی گئی ہے۔سنن ترمذی اور ابوداؤد کی مندرجہ ذیل احادیث میں (جوکہ بذاتِ خود ذکر الٰہی بھی ہیں)اسم اعظم بتایا گیا ہے کہ اس سے جب بھی دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔''انت اللّٰہ لاالہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولدولم یکن لہ کفوا احد ''تو ہی اللہ ہے تنہا ہے کوئی معبود تیرے سوا نہیں بے نیاز ہے جس کی کوئی اولادنہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اورنہیں ہے اس جیسا کوئی''لک الحمد لا الہ الا انت الحنان المنان بدیع السمٰوٰت والارض یا ذالجلال والاکرام یاحیُّ یا قیوم اسئلک'' تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں تیرے سوا کوئی معبودنہیں

تو بڑا مہربان اور بہت زیادہ احسان کرنے والا ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اے جلال واحسان والے اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے سارے جہان کا انتظام کرنے والے میں تجھی سے مانگتا ہوں۔"الھکم الہ واحد لاالہ الاھو الحی القیوم" اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان ہے وہ ہمیشہ زندہ ہے اور سارے جہان کو سنبھالنے والا ہے۔اسی طرح قرآن مجید کے ناموں میں سے ایک نام ذکر بھی ہے جو قرآن کریم ہی کے اندر ایک آیت میں موجود ہے۔'انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" ہم نے ہی ذکر اتارا (قرآن) اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔یہ نام قرآن پاک کی ۲۱ آیات میں ذکر ہوا ہے۔ابن جریر طبری نے اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی آخرت یاد دلائی ہے جس سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے تھے اور ان کو اپنے احکام وفرائض یاد دلائے تاکہ وہ زندگی کے مقصد کو نہ بھولیں (تفسیر ابن جریر ۴۴ ج نمبر۱) ترمذی شریف کی ایک حدیث میں فرمایا گیا 'تفارق الدنیا ولسانک رطب من ذکر اللہ "بہترین عمل یہ ہے کہ تو دنیا کو اس حال میں چھوڑے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو (ترمذی عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بخاری شریف میں ایک حدیث قدسی کے الفاظ یہ ہیں'ان اللّٰہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذذکرنی وتحرک بی شفتاہ" حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میری یاد

میں حرکت کرتے ہیں مضمون طویل ہو رہا ہے اور مواد اتنا ہے کہ دل نہیں چاہ رہا کہ اس کو چھوڑا جائے مسلم شریف کی ایک حدیث پر بات ختم کرتا ہوں جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ مکہ کے راستے جمدان نامی پہاڑ سے گزرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔"سبق المفردون قالوا وما المفردون قال الذاکرون اللّٰہ کثیرا والذاکرات "(مسلم کتاب الدعوات)مفردون نمبر لے گئے عرض کیا آقا مفردون کون ہیں؟ فرمایا کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔

زیر نظر کتاب اس موضوع پر اپنی مثال آپ ہے جس میں ذکر الٰہی کے تمام گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے ۔اور حضرت العلام محترم المقام واجب الاحترام مولانا محبت علی قادری زید مجدہ نے اس کو بڑی محبت سے ترتیب دیا ہے۔ یقیناً یہ کتاب ذاکرین کیلئے ایک نہایت ہی گراں قدر تحفہ ثابت ہو گی اور ان کی روحانی ترقی کیلئے نہایت مفید ممد اور معاون بنے گی۔اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کو جزائے خیر سے نوازے ان کے علم وفضل میں اور عمر وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ تاکہ ان کے فیوض و برکات سے ہم مستفید ہوتے رہیں۔ ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

والسلام مع الاکرام دعا گو وطالب دعا۔

غلام حسن قادری

مدرس دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ۲۰۰۱-۳-۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی نَوَّرَ قُلُوْبَ الذّٰکِرِیْنَ بِذِکْرِہٖ وَزَیَّنَ اَسْرَارَ الْعَارِفِیْنَ بِسِرِّہٖ وَنَزَّلَ الْقُرْآنَ عَلٰی عَبْدِہٖ فِیْہِ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَمُتَّبِعِیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ بَعْثِہٖ. اَمَّابَعْدُ

راقم الحروف عرض گزار ہے کہ اس کتاب کو میں نے ذکر اللہ کے فضائل و فوائد کے بیان میں لکھنے کا عزم کیا ہے اُس مناسبت سے اس کا نام ترغیب الاذکار رکھا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں ہاتھ اٹھائے سائل ہوں کہ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم کے تصدق سے اسے قبول فرما کر نافع خلائق اور بندہ عاصی کیلئے ذریعہ نجات بنائے آمین یا رَبَّ الْعَالَمِیْن بجاہ رَسُوْلِہ الْکَرِیْم وما تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْل نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر۔

اس کے باب اول میں چند فصلیں ہیں فصل اول میں قرآن مجید سے ذکر پر آیات اور ان آیات سے متعلق احادیث وتفاسیر سے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں

(۱) ''فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْ لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ '' س بقرہ پ ۲ ع ۲۔پس تم میری یاد کروں میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔یعنی تم مجھے حمد وثناء تسبیح وتہلیل وتقدیس سے یاد کرو میں فرشتوں میں تمھارا چرچا کروں گا تم توبہ استغفار سے مجھے یاد کرو میں مغفرت وبخشش سے تمہیں یاد رکھوں گا تم دعاء وسوال سے یاد کرو میں جودوعطا سے یاد کروں گا تم طاعت وعبادت سے یاد کرو میں نعمت ورحمت سے یاد کروں گا' تم راحت وسکون میں یاد کرو میں بلاؤں اور مصیبتوں کے وقت تمہیں یاد کروں گا' تم اخلاص ومحبت سے مجھے یاد کرو میں قرب ولقاء سے یاد کروں گا۔

ذکر کی قسمیں

یاد رہے کہ ذکر تین طرح کا ہے ذکر باللسان ذکر بالقلب ذکر بلجوارح۔

(ذکر باللسان)

زبان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ،تسبیح وتہلیل تلاوت قرآن وغیرہ کرنا (ذکر بالقلب)دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اس ذکر کی تفصیل تو طویل ہے مگر مختصر یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی کبریائی وقدرت وتقدس اور صفات کمالیہ غیر متناہیہ کے تصور میں مستغرق رہنا اور ان دلائل میں غور وفکر کرنا جو اللہ جل مجدہ الکریم کی توحید اور صفات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ پر دلالت کریں اور ذات وصفات کے مظاہر تصرفات وتاثیرا

ت کے تصورات میں دل کو مشغول رکھنا نیز قرآن وحدیث کے رموز واسرار اور احکام شرعی کی کیفیت ومراتب میں غور کرنا اہل تصوف کی اصطلاح میں ذکر بالقلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے مقصود بالذکر کا تصور دل میں لا کر سانس کے ذریعے ادا کرنا۔

(ذکر بالجوارح)

یعنی اعضاء کا ذکر اس کی تفصیل بھی طویل ہے مختصر یہ کہ اعضاء کو ایسے کاموں میں استعمال کرنا جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی رضا نظر آئے۔اور ایسے افعال سے انہیں دور رکھنا جو ان کی ناراضگی کا باعث بنتے ہوں۔

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ فلاح پاؤ

(۲) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً (الاحزاب) س۔ پ۲۲۔ ع۳۔ اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو۔ ترجمہ کنز الایمان از امام اھلسنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ صاحب تفسیر روح البیان اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ''فِیْ جَمِیْعِ الْاَوْقَاتِ لَیْلاً وَّنَهَارًا صَیْفاً وَّ شِتَاءً وَّ فِیْ عُمُوْمِ الْاَمْکِنَةِ بَرًّا وَّبَحْرًا سَهْلاً وَّ جَبَلاً وَّ فِیْ کُلِّ اَحْوَالِ حَضَرًا وَّ سَفَرًا صِحَّةً وَّ سُقْماً سِرًّا وَّ

عَلانِيَةً قِيَاماً وَّ قُعُوْدًا و عَلَى الجَنُوبِ. الخ ‘‘یعنی اس سے مراد تمام اوقات میں یاد کرنا ہے رات و دن میں گرمی و سردی میں اور اس میں جگہوں کا بھی عموم ہے جنگل اور دریا میں میدان اور پہاڑ میں اور تمام احوال میں یاد کرنا گھر اور سفر میں صحت اور بیماری میں خفی اور جہری اٹھتے اور بیٹھتے اور لیٹے ہوئے پہلوؤں پر۔ مذکورہ آیہ مبارکہ کی مختصر تشریح۔ سبحوہ یعنی اللہ کو سبحان کہو یہ عام کے بعد خاص ہے کیونکہ عموم ذکر میں یہ بھی شامل تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا امر الگ خصوصیت سے دیا یہ اس لیے کہ باقی اسمآء کے ذکر میں ذاکر اللہ تعالیٰ کی خوبیوں کا اقرار کرتا ہے مگر سبحان اللہ کا ذکر کرنے والا اللہ کی خوبی پاکی کے ساتھ اللہ سبحانہ تعالیٰ کیلئے ہر عیب سے برات کا بھی قرار کرتا ہے‘ نیز فرمایا ’’بُکرَۃً وَّ اَصِیلاً‘‘ یعنی صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو یہ اس لیے کہ صبح و شام شب و روز کے ملائکہ جمع ہونے کے اوقات ہیں اور جو فرشتے بدلی کے بعد آسمانوں پر جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور ذاکرین کے ذکر کی گواہی دیتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صبح و شام رات و دن کی طرفوں کا ذکر کرنے میں ہمہ وقت مشغولیت ذکر کی تاکید کی طرف اشارہ ہے۔

ذکر والوں کیلئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے

(۳) ’’و اذاکرین اللہ کثیرا وَّ اذ کرات اَعدَّ اللہُ لَھُم مَغفِرَۃً وَّ اَجرًا عظیماً‘‘ س الاحزاب۔ پ۲۲۔ ع۲۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت

یاد کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ نے مغفرت اور بہت بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اسی آیت مبارکہ کے متعلق حدیث شریف میں یوں ارشاد ہے۔ ''عَــن اَبِــی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُ اَنَّ رَسُول اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ سَلَّمَ قَالَ سَبَقَ المُفَرَّ دُونَ قَالُوا وَمَا المُفَرَّ دُونَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاکِرُون اللّٰهَ کَثِیرًا وَّ الذّٰکِرٰتُ'' کتاب الاذکار للعلامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مفردون سبقت لے گئے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ مفردون کون ہیں فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنیوالے مرد اور عورتیں ۔ وضاحت۔ سبقت لیجانے سے مراد یہاں بلندی درجات اور قرب الٰہی کا حصول ہے۔

عقل والوں کیلئے تخلیق کائنات میں نشانیاں ہیں

(۴) ''اِنَّ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَاختِلاَفِ الَّیل والنَّھار لاٰ یـاتٍ لّاُولِی الا لبَابِ ط اَلَّذِینَ یَذکُرُون اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلٰی جُنُوبِھِم و یَتَفَکَّرُونَ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ وَالارضِ '' س آل عمران پ۴۔ع۱۰۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے۔ ترجمہ کنز الایمان۔ یعنی جن کی عقل کدورت سے

پاک ہو اور مخلوقات کے عجائب وغرائب کو اعتبار واستدلال کی نظر سے دیکھتے ہوں۔
حاشیہ علیٰ کنز الایمان للعامہ صدر الافاضل مولنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (تصریح) پہلی آیہ مبارکہ میں بیان ہوا کہ یہ سب نشانیاں جو اللہ کی ذات و صفات کی معرفت کا ذریعہ ہیں صرف عقلمندوں کو پہچان الہی پر مفید ہیں تو انسانی ذہنوں میں سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ وہ عقلمند کون ہیں لہذا دوسری آیت میں عقلمندوں کی دو صفتیں بتائی گئیں ایک یہ کہ وہ تمام احوال و اوقات میں علی الدوام اللہ کا ذکر کرتے ہیں دوسری یہ کہ وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کر کے اس کے عجائب و غرائب کا جائزہ کرتے ہیں اور وجود کائنات میں اپنے رب کی کمال قدرت وحکمت اور عجیب و بے مثل کاری گری کے مناظر مشاہدہ کرتے ہیں اور اجزاء کائنات کے ہر جز کو اللہ سبحانہ کی صفات کاملہ کا مظہر پاتے ہیں۔

وجود کائنات ذات حق کی معرفت کا وسیلہ ہے

واضح رہے کہ متعدد آیات سے ثابت ہے کہ وجود کائنات میں صفات الہیہ کی نشانیاں ہیں لہذا معرفت صفات کیلئے وجود کائنات میں غور وفکر کرنا ضروری ہوا کیونکہ یہ معرفت صفات کیلئے وسیلہ ہے اسی طرح معرفت صفات الہیہ ذات حق کیلئے وسیلہ ہیں اس لئے کہ ذات حق اس سے بلند و بالا ہے کہ حواس انسانی اس کا ادراک یا اس تک رسائی کر سکیں تو جس چیز تک حواس کو رسائی نہ ہو وہ عقل کے دائرہ اختیار

میں نہیں ہوتی اسی لئے حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''تفکّرُوا فی الخلق و لا تفکّرُوا فِی الخالِقِ ''تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۱۴۵ یعنی مخلوق میں غور و فکر کرو اور خالق کے بارے عقلیں نہ دوڑاؤ۔

اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے

(۵) ''واقم الصّلوٰة انّ الصّلوٰة تنْهٰی عن الفحْشآء و المُنْکر و لذکرُ اللہ اکبرُط ''سورہ العنکبوت پارہ ۲۱۔ اور نماز قائم رکھو۔ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری باتوں سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اسی آیت کے زیر تفسیر علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں فرماتے ہیں ''ای وَ الصَّلٰوۃُ اکبَرُ من سائر الطّاعات و انّما عبّر عنها بالذّ کر کما فی قوله تعالی فا سعوا الی ذکر اللہ للا ذان بانّ ما فیها من ذکره تعالیٰ هو عُمدةٌ فی کُو نها مُفضّلةً علی الحسنات ناهیة عن السّیاٰت و ولذکرُ اللہ افضلُ الطّاعات لا نّ ثواب الذّکر هو الذّکرُ کما قال تعالی فاذ کُرُوْنیْ اذ کُرْ کُمْ ''تفسیر روح البیان جز ۲۰ ص ۴۷۵ یعنی نماز سب طاعات پر فضیلت رکھتی ہے اور اس سے ذکر کو تعبیر اسی طرح کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد'' فاسعوا الی ذکر اللہ ''میں اذان کیلئے اس لئے کہ جو اس (نماز) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے وہ عمدہ ہے کیونکہ تمام نیکیوں پر فضیلت رکھتا ہے اور برائیوں سے روکنے والا ہے یا اللہ کا ذکر اس لئے سب عبادتوں پر فضیلت

رکھتا ہے کہ ذکر کا صلہ ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ (۶) ''فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ '' س جمعہ۔ پارہ ۲۸۔ ع ۱۱۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ ترجمہ کنزالایمان للامام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ۔ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید الالوسی البغدادی رضی اللہ عنہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔ ''وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا وَلَا تَخُصُّوْا ذِكْرَهٗ بِالصَّلٰوةِ '' یعنی اللہ کا بہت ذکر کرو اور اس کے ذکر کو صرف نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہ کرو۔ غرض یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نعمتیں اور احسان وانعام بے شمار ہیں لہٰذا ان کے شکر میں اس ذات کا ذکر بھی بے حدوشمار ہونا چاہیے صاحب تفسیر قرطبی علامہ ابوعبداللہ محمد ابن احمد الانصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ آیہ مبارکہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔ ''وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا بِالطَّاعَةِ وَ اللِّسَانِ وَبِالشُّكْرِ عَلٰى مَا بِهٖ اَنْعَمَ عَلَيْكُمْ مِنَ التَّوْفِيْقِ لِاَدَاءِ الْفَرَائِضِ '' جزء ۲۸ ص ۱۰۹ یعنی اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اطاعت وزبان اور شکر گزاری سے اس انعام پر جو اس نے تمہیں ادائے فرائض کیلئے توفیق عطا کی۔ گو کہ صاحب تفسیر فرما رہے ہیں کہ ذکرو عبادت پر عابد و ذاکر کو اپنی خوبی وکمال نہیں جاننا چاہیے بلکہ اسے توفیق الٰہی اور عطا الٰہی سمجھنا چاہیے۔

(اللہ کے بندوں کو ذکر سے خرید وفروخت غافل نہیں کرتی)

(۷) ''رِجَالٌ لَّاتُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ '' پ نور۔ پ۱۸۔ع۱۱۔ وہ مرد جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرے نہ خرید وفروخت۔ شیخ ابو جعفر محمد جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر جامع البیان جز۱۸ص۱۴۶پر مذکورہ آیہ مقدسہ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔ ''يَقُولُ تَعَالىٰ ذِكْره لاَ يَشغَلُ هٰؤُلاَءِ الرِّجَالُ الَّذِينَ يُصَلُّونَ فِي هٰذه المَسَاجِد الَّتِي اذن اللّٰهُ ان تُرفَعَ عَن ذِكرِ اللّٰهِ وَاقامُ الصَّلٰوةِ تِجارَةٌ وَ لاَ بَيعٌ. ''یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے ذکر سے نہیں روکتی ان مردوں کو جو ان مساجد میں نماز پڑھتے ہیں جن کا اللہ نے حکم دیا کہ ان میں اللہ کا ذکر بلند کیا جائے اور نماز قائم کی جائے خرید وفروخت۔ گو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی مذکورہ آیت میں تعریف و خوبی بیان کی جن کو دنیا کی عزیز سے عزیز تر چیز بھی اللہ کے ذکر سے اپنی طرف راغب نہیں کر سکتی۔ صاحب جامع البیان نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول یوں بیان کیا ہے۔

''عَن ابنِ مَسعُودٍ اِنّه رَءَىٰ قَوماً مِن اَهلِ السُّوق حيثُ نُودِيَ بِالصَّلٰوة تَرَكُوا بياعاتِهِم اِلَى الصَّلٰوة فَقَالَ هٰؤُلاءِ الَّذِينَ ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتابه لاَ تُلهِيهِم تِجارَةٌ وَّ لاَ بَيعٌ عَنِ ذِكرِ اللّٰهِ ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ

آپ نے بازار والوں سے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جب نماز کیلئے اذان کہی گئی تو وہ اپنی خرید و فروخت چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیئے پس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں فرمایا کہ انہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر در منثور جزء ۵ ص ۵۰ پر مذکورہ آیہ شریفہ کی تفسیر میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ ''وَاَخرَجَ الحاکِمُ وَ صَححَہٗ وَ اِبنُ مَردَوِیۃَ عَن عَلقَمَۃ بنِ عامِرٍ عَن رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجمَعُ النَّاسُ فِی صعِدٍ واحدٍ ینفُذُھُمُ النصرُ وَ یَسمَعُھُمُ الدَّاعِی فَینادِیٰ مُنادٍ سَیعلَمُ اھلُ الجمعِ لِمنِ الکَرَمُ الیوم ثلاث مَرّاتٍ ثُمَّ یَقُولُ اینَ الَّذِینَ تَتجافِی جُنُوبُھُم عَنِ المَضاجِعِ ثُمَّ یَقُولُ اینَ الَّذِینَ کانَتْ لاتُلھِیھِمْ تِجارَہ وَلا بَیْعٌ عَنْ ذِکرِ اللہِ ثُمَّ یَقُولُ اَینَ الحامِدُونَ الَّذِینَ کانُوا یَحمَدُونَ رَبَّھُم '' اور حاکم نے روایت کیا اور اسے صحیح کہا اور ابن مردویہ نے علقمہ بن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک ہی گھاٹی میں جمع کیے جائیں گے کہ نظر ان سے گزرے گی اور سنیں گے وہ بلانے والے کو تو ندا دینے والا تین بار ندا دے گا کہ اب اہل جمع جان لیں گے جسے اللہ آج کے روز عزت بخشے گا پھر کہے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کی کروٹیں آرام گاہوں سے دور رہتی تھیں پھر کہے گا کہاں ہیں وہ جن کو تجارت اور خرید وفروخت نے اللہ کے ذکر سے غافل نہ کیا پھر کہے گا کہاں ہیں وہ حمد کرنے

والے جو اپنے رب کی حمد کرتے رہے۔

اللہ کے ڈر والوں کو خوشخبری

(۸) ''وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ'' س حج۔پ۱۷۔ع۱۲۔ اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔ ترجمہ کنزالایمان علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیہ مبارکہ کی تفسیر یوں بیان کی ہے۔

''وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ) قَالَ مُجَاهِدُ الْمُطْمَئِنِّيْنَ وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَالْقَتَادَةُ اَلْمُتَوَاضِعِيْنَ وَ قَالَ اسدى الْوَجِلِيْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ اَوسٍ اَلْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَظْلِمُوْنَ اِذَا ظُلِمُوْا لَمْ يَنْتَصِرُوْا وَقَالَ الثَّوْرِىُّ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الْمُطْمَئِنِّيْنَ الرَّاضِيْنَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَالْمُسْلِمِيْنَ لَهُ وَ اَحْسَنُ مَا يُفَسَّرُ بِمَا بَعْدَهُ وَهُوَ قَوْلُه .اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُم. اى خَافَتْ مِنْهُ قُلُوْبُهُم ''تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۳۵۲ المخبتین کے متعلق حضرت' مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اطمینان والے ہیں اور ضحاک و قتادہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا تواضع والے ہیں اور سدی نے فرمایا ڈر والے ہیں اور حضرت عمرو بن اوس نے کہا وہ جو ظلم نہیں کرتے اور ان پر ظلم کیا جائے تو انتقام پر مدد نہیں چاہتے اور حضرت سفیان ثوری نے فرمایا (وبشر المخبتین) سے مراد اطمینان والے اللہ کی قضا پر راضی رہنے والے اور اس

کے حضور سر تسلیم خم کرنے والے ہیں اور زیادہ اچھی تفسیر وہ ہے جو اس کے مابعد نے کی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (اَلَّذِینَ اِذَا ذُکِرَ اللہُ وَ جِلَتْ قُلُوبُھُمْ) یعنی جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کے حصول کیلئے صرف زبانی ذکر کر لینا کافی نہیں بلکہ ذکر کے ساتھ اللہ سے خوف و رجا اطمینان اور اس کی قدر و قضاء پر راضی رہنا بھی ضروری ہے۔

اللہ کے ذکر میں دلوں کا چین ہے

(۹) ''اَلَّذِینَ اٰمَنُوا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللہِ اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ '' س رعد پ ۱۳ ع ۹۔ وہ جو ایمان لائے اور انکے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ ترجمہ کنز ایمان للامام اھل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی آیت کی زیر تفسیر علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں فرماتے ہیں۔

''اَلَّذِینَ اٰمَنُوا بدَلُ مِمَّنْ اَنَابَ وَخَبرُ مُبْتَدَاءِ مَحذُوفٍ اَی ھُم اَلَّذِینَ اٰمَنُوا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُم ''و آرام مى يابدد لها ايشاں (بذكر الله) اِذَا سَمِعُوا ذِکرَ اللہِ اَجِبُوہُ وَاسْتَانِسُوا بِہٖ وَدُلَّ فِی الذِّکرِ القُرآنِ فَالمُؤْمِنُوْنَ یَسْتَانِسُوْنَ بِالْقُرآنِ وَذِکْرِ اللّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ الاِسْمُ الاَعْظَمُ وَ یُحِبُّوْنَ اِسْتِمَاعِھَا وَ الْکُفَّارُ

یَفْرَحُونَ بِالدُّنیَاوَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِذِکْرِ غَیْرِ اللّٰہِ کَماَ قَالَ تعَالٰی(وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ اشْمَازَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ بِالاٰخِرۃِ وَاِذَا ذُکِرَالَّذِینَ مِن دُونِہ اِذَاھُم یَستَبشِرُونَ)(اَلاَ) (بِذِکرِ اللّٰہِ تطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ) قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ یَسْتَقِرُّ فِیھاَ الْیَقِیْنُ فَقُلُوْبُ الْعَوَامِ تَطْمَئِنُّ بِالتَّسْبِیْحِ وَ الثَّنَاءِ وَقُلُوْبُ الْخوَاصِ بِالْحقَائِقِ الاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی وَقُلُوْبُ اَخصّ بِمُشَاھِدَۃِاللّٰہِ تَعَالیٰ)

(تفسیر روح البیان ج ۴ص۳۷۲)یعنی اَلَّذِینَ اٰمَنُوا مَن اَنَابَ سے بدل ہے یا مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ھُم مبتداء محذوف ہے (وتَطْمَئِنَّ الْقُلُوْبُ) اور ان کے دل آرام پاتے ہیں (بِذِکرِ اللّٰہ) اللہ کے ذکر کے ساتھ جب وہ اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو انہیں پسند آتا ہے اور اس سے انس حاصل کرتے ہیں اور اس میں قرآن کے ذکر ہونے پر دلالت ہے پس اہل ایمان قرآن سے انس پاتے ہیں اور اللہ کے اسم أعظم کا ذکر سننا انہیں محبوب لگتا ہے اور کفار دنیا کے حصول پر راضی ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا کے ذکر پر خوش ہوتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب اللہ ایک کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل غیظ سے گرنا جاتے ہیں وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب غیر اللہ کا ذکر ہو تو جبھی وہ خوشیاں کرتے ہیں سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دل چین پاتے ہیں۔ یعنی مومنین کے دلوں میں یقین بختہ ہوتا ہے پس عامۃ المسلمین کے دل تسبیح وثناء کے ساتھ چین حاصل کرتے ہیں اور خواص کے دل اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے حقائق کے

ساتھ اور اخص الخواص کے دل اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کے ساتھ سکون پاتے ہیں۔اسی آیت کے زیر تفسیر جلالین شریف میں یوں ہے۔(اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ)تَسْکُنُ (قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ)اَیْ وَعْدِهٖ (اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ)اَیْ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ) یعنی تطمئن سے مراد ہے کہ دل سکون پاتے ہیں بذکر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا اجر پر وعدہ کے ساتھ تطمئن القلوب سے مراد ہے کہ مومنین کے دل چین پاتے ہیں۔اسی پر صاحب تفسیر صاوی اس طرح بیان فرماتے ہیں (قَوْلُهٗ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا)اَیِ اتَّصَفُوْا بِالتَّصْدِیْقِ الْبَاطِنِیِّ النَّاشِیْ عَنْ اِذْعَانٍ وَقَبُوْلٍ(وَقَوْلُهٗ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ) هٰذِهٖ عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ الْکَامِلِ وَالطَّمَانِیَّةُ بِذِکْرِ اللّٰهِ هِیَ ثِقَةُ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ وَالْاِشْتِغَالُ بِهٖ عَمَّنْ سِوَاهُ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ هٰذِهٖ آیَةٌ تُفِیْدُ اِنَّ ذِکْرَ اللّٰهِ تَحْصُلُ بِهِ الْوَجَلُ وَالْخَوْفُ فَمُقْتَضٰی ذٰلِکَ اَنَّهٗ بَیْنَ آیَتَیْنِ تَنَافٍ وَاُجِیْبُ بِاَنَّ الطَّمَانِیَّةَ هُنَا مَعْنَاهَا السُّکُوْنُ اِلَی اللّٰهِ وَالْوُثُوْقُ بِهٖ فَیَنْشَاءُ عَنْ ذٰلِکَ عَدَمُ خَوْفِ غَیْرِهٖ وَعَدَمُ رِجَاءِ فِیْ غَیْرِهٖ فَلَا یُنَافِیْ حُصُوْلَ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ وَالْوَجَلِ مِنْهُ وَ هٰذَا مَعْنٰی آیَتِهِ الْاَنْفَالِ)تفسیر صاوی جزء ثانی ص ۲۳۰ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) یعنی وہ لوگ جو تصدیق باطنی سے متصف ہیں جو یقین اور قبول حق سے پیدا ہوتی ہے اور ذکر سے دلوں کا چین پانا یہ مومن کامل کی نشانی ہے اور اللہ کے ذکر سے طمانیت سے مراد اللہ پر یقین کا مضبوط ہونا اور اس کے سوا سب سے یک طرف ہو کر اللہ کی طرف متوجہ رہنا پھر خوب جان لے کہ یہ آیت فائدہ دیتی ہے کہ بیشک اللہ کے ذکر سے دل چین

پاتے ہیں جب کہ سورۂ انفال کی آیت فائدہ دیتی ہے کہ بیشک اللہ کے ذکر سے دلوں پر ڈروخوف طاری ہوتا ہے پس اس کا مقتضٰی یہ ہوا کہ دونوں آیتوں کے درمیان تضاد ہے اس کا جواب دیتا ہوں کہ تحقیق طمانیت کا معنی اس جگہ یہ کہ اللہ کی طرف سکون حاصل کرنا اور اسی کے ساتھ وثوق پانا اس سے اللہ کے سوا کا عدم خوف حاصل ہوتا ہے اور اس کے سوا سے عدم امید پس یہ اللہ سے حصول خوف اور اس سے ڈر کے منافی نہیں اور یہی معنی انفال کی آیت کا ہے۔

اللہ کی یاد سب سے زیادہ کرو

(۱۰)(فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ط)س بقرہ پ ۲- ع ۸ پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔ترجمہ کنزالایمان الامام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔اس آیت کا شان نزول یوں ہے کہ اہل عرب بعد از فراغت حج کعبہ شریف کے پاس جمع ہو کر اپنے اپنے خاندانی وآباؤ اجداد کے فضائل وکمالات فخریہ طور پر نظم ونثر میں بیان کرتے جس سے ان کا مقصد حصول شہرت وعزت ہوتا تو اس بُری رسم کو مٹانے کیلئے اس آیت کا نزول ہوا کہ تم جو جوش وجذبہ سے اپنے آباؤ اجداد کا دچہ چا کرتے ہو اس سے بڑھ کر اللہ جل شانہ کا ذکر کرو بلکہ اللہ جل جلالہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر

جوش وجذبہ سے کیا جائے

(آیت مبارکہ سے ذکر بالجھر کا ثبوت)

فائدہ مذکورہ آیت مبارکہ سے ذکر بالجھر وذکر بالجماعت ثابت ہوا کیونکہ اہل عرب اپنے اپنے نسبی وآبائی فضائل وکارنامے فخریہ مجمعوں میں بلند بانگ بیان کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ جوشو جذبہ سے اپنے ذکر کا حکم دیا۔

(اللہ کا ڈر والوں کے قرآن سن کر رنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں)

(۱۱)''اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰباً مُّتَشَابِهاً مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ ''س الزمر پ۲۳۔ع۶۔اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں ۔ترجمہ کنزالایمان اسی کے حاشیہ پر مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الٰہی سے ان کے بال کھڑے ہوتے جسم لرزتے اور دل چین پاتے ہیں ۔صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ اسی آیت کی زیر تفسیر دو قول

بیان فرماتے ہیں۔

"قَالَ النّھر جوری رحمۃ اللہ علیہ۔ وَصَفَ اللّٰہُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ سَمَاعَ الْمُرِیْدِیْنَ سَمَاعَ الْعَارِفِیْنَ قَالَ سَمَاع مُرِیدِینَ بِاِظْھَارِ الْحَالِ عَلَیْھِمْ وَسَمَاعَ الْعَارِفِیْنَ بِالْاِطْمِنَانِ وَالسَّکُوْنُ فَالْاِ قْشِعْرَارُ صِفَتُ اَھْلِ الْبِدَایَۃِوَ اللَّیْنُ صِفَتُ اَھْلِ النِّھَایَۃِ۔ وَعَنْ شَھْرِ بْن حَوْشَبٍ قَالَتْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ. رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اِنَّمَا الْوَجَلُ فِیْ قَلْبِ الرَّجُلِ کَاحْتِرَاقِ السَّعْفَۃِ اَمَا تَجِدُ الْاِقْشَعْرِیْرَۃَ قُلْتُ بَلٰی فَادْعِ اللّٰہَ فَاِنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ ذٰلِکَ مُسْتَجَابٌ۔" تفسیر روح البیان ج۸ ص۹۹۔

النّھر جوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی راہ سلوک پر چلنے والوں کے سماع اور عارفین کے سماع کی صفت بیان کی اور پھر فرمایا کہ ابتدائی راہ سلوک والوں کا سماع ان پر حال کے اظہار کے ساتھ ہے اور عارفین کا سماع اطمینان و سکون کے ساتھ ہے پھر بدن کے بالوں کا کھڑا ہونا اھل ابتداء کی صفت ہے اور دلوں میں رقت کا طاری ہونا منزل رسید گان کی صفت ہے اور شہر بن حوشب سے ہے کہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا آدمی کے دل میں خوف ایسا ہو جیسا کہ گھر کے سامان جلنے کا اندیشہ فرمایا کیا تو بدن پر لرزہ محسوس کرتا ہے میں نے کہا۔ہاں فرمایا تو اللہ سے دعا کر پس بلاشبہ اس وقت کی دعا مقبول ہے۔

(ذکر کی فضیلت احادیث مبارکہ سے)

فصل دوم ذکر کی فضیلت پر احادیث کے بیان میں

(ذاکر زندہ اور غافل مردہ کی طرح ہے)

(۱) ''حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ '' بخاری ج ثانی باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ ۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مثال اس کی جو اپنے رب کا ذکر کرتا اور اس کی جو ذکر نہیں کرتا مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

(روح کی غذا اللہ کا ذکر ہے)

(تشریح اول) جیسے جسم کی غذا ماکولات و مشروبات ہیں اسی طرح روح کی غذا ذکر اللہ ہے لہٰذا یہ بدیہی امر ہے کہ جسم کو غذا نہ ملنے سے اس کی موت واقعہ ہو جاتی ہے ایسے ہی روح کو اس کی غذا نہ ملنے سے مردہ ہو جاتی ہے اسی لیے حدیث میں اہل ذکر کو زندہ اور غافل کو مردہ سے تشبیہ دی دوم جیسے زندہ اپنی حیات سے خود نفع اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ دے سکتا ہے ایسے ہی اہل ذکر خود بھی نفع حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روحانی فیضان کا نفع دیتے ہیں لہٰذا اصل میں بھی یہی زندہ ہیں۔ جب کہ ذکر سے محروم نہ اپنے کو آخرت کا نفع دے سکتے ہیں نہ دوسروں کو پہنچا سکتے ہیں۔ اسی لئے یہ مردوں جیسے ہیں فائدہ حدیث سے معلوم ہوا کہ

اہل ذکر بعد از موت بھی زندہ ہیں کیونکہ حدیث میں ذاکرین کو غافلین کے بالمقابل زندہ کہا گیا ہے لہذا جیسے غافلین ظاہری زندگی کے باجود مردہ ہیں ایسے ہی ذاکرین بعد از موت بھی زندہ ہیں فائدہ دوم معلوم ہوا کہ بعد از موت بھی اہل اللہ کا فیض و نفع جاری رہتا ہے کیونکہ ذکر اللہ سے جو انہیں روحانی عروج اور فیض و نفع پہنچانے کی قوت حاصل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا انعام و عطا ہے تو جو انعام و عطا من اللہ زندگی میں موجود ہو وہ بعد از موت بھی نہیں چھینا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔''اِنَّ اللّٰہ لا یُضِیْعُ اجْرَ الْمُحْسِنِیْن '' بے شک اللہ تعالیٰ نیکی والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بندوں کے ذکر سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔

(۲)''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِیَۃُ عَلٰی حَلْقَۃٍ فِی الْمَسْجِد فقالَ مَا اجْلَسکُمْ قالُوْا جلسْنا نذْکُرُ اللّٰہ قال آللّٰہُ ما اجْلَسَکُمْ اِلَّا ذاک قالُوْا وَاللّٰہِ مَا اجْلسنا اِلَّا ذاک قَالَ امَا اِنِّیْ ما اسْتحْلِفکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ وَمَا کَان احدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْل اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہ وَ آلہٖ وَسلَّمَ اَقلُّ عَنْہ حدِیْثاً منِّیْ وانّ رسُوْل اللّٰہ صلی اللّٰہُ عَلیْہ و آلہٖ وَسلّم خرج عَلٰی حلْقَۃٍ مِنْ اَصْحابِہٖ فقال ما اجْلسکُمْ قالُوْا جلسْنا نذْکُرُ اللّٰہ و نحْمدُہٗ علٰی ماھدٰنا وَ منَّ بِہٖ عَلَیْنَا قَالَ اللّٰہُ مَا اجْلسکُمْ اِلَّا ذَاک قالَ اِمَا اِنِّیْ لَمْ اسْتخْلفکُمْ تہمۃً لَّکُمْ وَلٰکنَّہٗ اتانیْ جبْرِیْلُ فاخْبرنیْ انّ اللّٰہ عزَّوجلّ یُبا ھیْ بکُمْ الْملٰئکۃ'' مسلم ج۲ ص۳۴۶ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا حضرت معاویہ رضی اللہ

عنہ مسجد میں ایک حلقہ پر سے گزرے تو پوچھا تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا انہوں نے کہا کہ ہم اس لئے بیٹھے کہ اللہ کا ذکر کریں اس نے کہا بقسم پوچھتا ہوں کہ تمہیں اس کے سوا کسی اور چیز نے تو نہ بٹھایا وہ بولے اللہ کی قسم ہمیں اس کے سوا کسی اور چیز نے نہ بٹھایا فرمایا میں نے تم پر تہمت دے کر حلف نہ لیا اور میرے جیسا کسی کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب نہ تھا اس کے باوجود میں ہی آپ سب سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہوں اور بات یوں ہے کہ تحقیق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ پر گزرے تو فرمایا تمہیں یہاں کس غرض نے بٹھایا انہوں نے عرض کیا ہم محض اللہ کے ذکر وحمد کیلئے اس انعام کے اعتراف میں بیٹھے جو اس نے ہمیں ہدایت دی اور اس کے ساتھ ہم پر احسان کیا فرمایا تم سے بقسم پوچھتا ہوں کہ تمہیں اس کے علاوہ کسی اور امر نے نہ بٹھایا پھر فرمایا میں نے تم سے بطور تہمت حلف نہ لیا لیکن بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت جبریل آئے پس مجھے بتایا بے شک اللہ عزوجل تمہارے اس عمل سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔

(حدیث مبارکہ سے ذکر بالجہر پر استدلال)

(فائدہ اول) مذکورہ حدیث سے شریف ذکر بالجماعت کا استحباب اور ذکر بالجہر ثابت ہوا ذکر بالجماعت کا استحباب تو ظاہر ہے ذکر بالجہر یوں ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے ایک دوسرے کا ذکر سنا تب ہی انہوں نے اپنے سوا دوسروں کی حلفا

گواہی دی کہ ہم سب قسم باخدا اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

(حضور کے امتیوں کا عمل اللہ کے ہاں فرشتوں کے عمل سے بھی زیادہ محبوب ہے)

(فائدہ دوم) معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوات و التسلیمات کے امتیوں کا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرشتوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذکر سے فرشتوں پر فخر کرتا یعنی انکے ذکر کی بزرگی ملائکہ پر ظاہر فرماتا ہے۔ حالانکہ ملائکہ ہمہ وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ امتی کے عمل کی محبوبیت اور مقبولیت کی اول وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں عمل کرتا ہے دوم یہ کہ انسان کو نیکی و بدی دونوں پر قوت حاصل ہے اور فرشتوں کو بدی پر طاقت میسر نہیں تو کمال اس میں ہے کہ قوت ہوتے ہوئے محض اللہ کی رضا کیلئے بدی سے باز رہا جائے سوم یہ کہ انسان کو شیطان و نفس امارہ نیکی سے روکتے اور بدی پر رغبت دیتے ہیں اور وہ انہیں اللہ کا دشمن جان کر ان سے مقابلہ وجہاد کر کے نیکی کرتا ہے اور برائی سے اجتناب کرتا ہے جب کہ فرشتوں میں نہ نفس امارہ ہے اور نہ شیطان کی ان تک رسائی لہذا انہیں اللہ تعالیٰ کے ان دونوں مخالفوں سے جہاد میسر نہیں اس لئے انسان کا عمل ان پر فوقیت رکھتا ہے۔ اہل ذکر کو فرشتے اپنے نورانی پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔

(۳)''حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ
صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ
مَلٰئِکَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْنَ قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ
اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ
فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُ یُسَبِّحُوْنَکَ
وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ
فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْکَ قَالَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ
کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا قَالَ یَقُوْلُ
فَمَا یَسْئَلُوْنَ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ قَالَ یَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَ
اللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا
کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ
قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا
قَالَ یَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَاَشَدَّ
لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَکٌ مِنَ
الْمَلٰئِکَةِ فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی
جَلِیْسُهُمْ'' بخاری ج۲ باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ

فرشتے ہیں جو راستوں میں گھومتے اہل ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں تو جب وہ ایسے
لوگوں کو پالیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو دوسرے ملائکہ کو ندیٰ کرتے ہیں کہ اپنے
مقصد کی طرف آؤ فرمایا وہ فرشتے ان ذاکرین کو اپنے پروں سے ڈھانپ کر آسمان
تک پھیل جاتے ہیں فرمایا پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے
زیادہ جانتا ہے میرے بندے کیا کہتے تھے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری تسبیح
و بڑائی اور حمد و بزرگی بولتے تھے فرمایا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا
ہے فرمایا ملائکہ عرض کرتے ہیں نہیں اللہ تیری قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا فرمایا پس
اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہوگی فرمایا فرشتے کہتے ہیں اگر
وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت عبادت کرتے اور تیری بہت بزرگی بولتے اور بہت تسبیح
بیان کرتے فرمایا اللہ پوچھتا ہے وہ کیا مانگتے تھے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت
مانگتے تھے فرمایا للہ فرماتا ہے کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے ملائکہ عرض کرتے ہیں نہیں
اے پروردگار اللہ تیری قسم انہوں نے اسے نہیں دیکھا فرمایا اللہ فرماتا ہے۔ پھر ان
کا کیا حال ہوتا اگر وہ اسے دیکھتے فرمایا عرض کرتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس
پر زیادہ حریص ہوتے اور اسے بہت طلب کرتے اور اس میں بہت رغبت کرتے فرمایا
وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں آگ سے فرمایا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب تیری قسم
انہوں نے اس کو نہیں دیکھا فرمایا اللہ نے فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان کی کیا

کیفیت ہو گی فرمایا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں اور اس سے زیادہ ڈریں فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتوں میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ تحقیق میں نے انہیں بخش دیا۔

(اہل ذکر کی محفل میں بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں رہتا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے ان میں فلاں شخص بھی تھا جو ان کے ذکر میں شامل نہ تھا وہ صرف اپنی حاجت کیلئے آیا تھا اللہ فرماتا ہے وہ ذاکرین تو ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

(کسی امر کے متعلق پوچھنا عدم علم کی دلیل نہیں)

اولاً اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی امر کے متعلق پوچھنا پوچھنے والے کے عدم علم کی دلیل نہیں دیکھو اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہونے کے باوجود فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے تھے البتہ پوچھنے کے لئے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں کبھی امتحاناً پوچھا جاتا ہے جیسے استاد کا اپنے شاگرد سے پوچھنا حالانکہ وہ خود پہلے شاگردوں کو وہ چیز بتا چکا ہوتا ہے پوچھتا اس لئے ہے کہ ان کی ذہانت و محنت کیسی ہے اور کبھی سائل مسئول دونوں کو پہلے ہی اس کا علم ہوتا ہے لیکن پوچھنے کا مقصد دوسروں کو تعلیم دینا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی

موجودگی میں بعض اوقات حضرت جبریل علیہ السلام سے کچھ پوچھ لیا کرتے تھے تاکہ انہیں مسئلہ معلوم ہو جائے۔ ثانیاً معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی صحبت میں ایک لمحہ بیٹھنے سے وہ کچھ ملجاتا ہے جو سالھا کی عبادت و ریاضت سے نہیں مل سکتا دیکھو حدیث پاک میں جس شخص کا ذکر ہے وہ تو محض اپنی کسی حاجت وغرض سے ذکر والوں کے پاس گیا نہ اس نے ذکر کیا نہ اس کی ان سے عقیدت معلوم پھر بھی بخشش کا مژدہ مل گیا تو جو عقیدت سے طلب رضا مولا تعالیٰ کیلئے اللہ والوں کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اس کو کیا کچھ مل نہ جائے گا۔ یک زمانہ صحبت باولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا۔

(۴) ''حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰے وَ اِبْنُ بِشَارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاق يُحَدِّثُ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِيْ مُسْلِمٍ اَنَّهُ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم اَنَّهُ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ ''مسلم ج۲ ص۳۴۵۔ ترمذی جزء ثانی ص۱۷۵ ابن ماجہ باب فضل الذکر۔

(جو اللہ کا ذکر کریں اللہ ان کا ذکر فرشتوں میں کرتا ہے)

اغرابی مسلم سے مروی کہ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں ابوہریرہ اور ابو سعید خدری پر کہ ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہی دی کہ بلا شبہ آپ

نے فرمایا نہیں بیٹھتی کوئی قوم جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں مگر فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور سکینہ ان پر اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں واضح رہے کہ سکینہ سے مراد یا تو وہ خاص فرشتے ہیں جنہیں اس لقب سکینہ سے ملقب کیا گیا ہے یا مراد وہ نور قلبی ہے جو ذکر سے میسر ہوتا ہے یا مراد ولی چین وسکون ہے جو ذکر کی بدولت عطا ہوتا ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے)

(۵) ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ. ''جامع ترمذی جزء ثانی ص۱۷۶ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

(۶) ''عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكٰهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَ اَرْفَعُهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ وَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَ الْوَرَقِ وَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ يَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ: قَالَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاشَیْءٌ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ '' جامع ترمذی جز ثانی ص۱۷۳ ابن ماجہ باب فضل الذکر۔

(اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بہتر عمل ہے)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہتر کی اطلاع نہ دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک ان سب سے زیادہ ستھرا کرنے والا ہو اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرے اور تمہارے سونا چاندی خرچ کرنے سے زیادہ نفع بخش ہو اور اس سے تمہارے لئے بہتر ہو کہ تم دشمن سے جہاد میں ان کی گردنیں اتارو اور وہ تمہیں شہید کریں صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔

(اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

(۷) ''حَدَّثَنَا اَبُوبَکْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ عُبَیْدِ اللہِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ھُوَ ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ شَفَتَاہُ'' ابن ماجہ باب فضل الذکر ص ۲۷۷ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرے اور

میرے ذکر سے اس کے لب حرکت میں آئیں ۔ اس حدیث شریف سے ذکر کی فضیلت مع الخصوصیت معلوم کہ دوسرے اعمال سے جنت ملتی ہے لیکن ذکر سے خالق جنت ۔ مخفی نہ رہے کہ معیت سے مراد معیت مکانی نہیں کیونکہ قرب و بعد زمانی و مکانی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف جائز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان کا محتاج نہیں وہ اس وقت بھی موجود تھا جب زمان و مکان نہ تھے یہاں معیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی مدد اجابت اور رحمت اور تقرب ہے جو کہ ذاکر پر خصوصی توجہ ہوتی ہے۔

(۸) ''حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ ثَنَا زَیْدُ بْنُ الْحِبَّانِ اَخْبَرَنِیْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ صَالِحٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُوبْنُ قَیْسٍ الْکِنْدِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ اِعْرَابِیاً قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَنْبِئْنِیْ مِنْھَا بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ'' ابن ماجہ باب فضل الذکر ص ۲۷۷ ۔

(اللہ کے ذکر سے ہمیشہ رطب اللسان رہے)

حدیث مبارکہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض گزار ہوا کہ تحقیق اسلامی احکام مجھ پر کثیر ہو گئے پس مجھے ان میں سے کوئی عمل ایسا بتا دیجئے جسے میں مضبوطی سے تھاموں فرمایا وہ

یہ ہے کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

(جب نفی کی نفی ہو تو اثبات کا فائدہ حاصل ہوتا ہے)

(تشریح) زَالَ یَذَالُ یَزِیلُ کا مصدر زَیلٌ ہے بمعنی جدا کرنا ہٹانا گوکہ یہ ثابت کی نفی میں مستعمل ہوتا ہے جب یزال پر لانفی داخل ہوئی تو نفی کی نفی ہوئی فائدہ اثبات کا دیا معنی یہ ہوا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہے صبح ہو یا شام شب ہو یا روز کیونکہ اللہ تعالیٰ ذکر یا بطور حمد کیا جاتا ہے یا بطور شکر اور شکر نعمت پر ہوتا تو اس کی نعمتیں لامحدود ہیں ارشاد ہے (وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوْهَا) لہذا شکر بھی بے شمار ہونا چاہیے اگر ذکر بطریق حمد ہو تو اس کی حمد بھی لامحدود ہے بریں تقاضیٰ ذکر بھی بے حساب ہونا مناسب ہے۔

(ذکر سب عبادتوں سے زیادہ جنت میں درجہ بلند کرتا ہے)

(۹) ''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللهَ كَثِیْرًا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَازِیِّ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِهٖ فِی الْكُفَّارِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰی یَنْكَسِرَ وَ یَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرِیْنَ اللهِ كَثِیْرًا اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً'' جامع ترمذی جزء ثانی ۱۷۳ حضرت ابوسعید

خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ روز قیامت بندوں میں سے بلند درجہ والے کون ہوں گے فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ کی راہ میں لڑنے والے سے بھی فرمایا اگر وہ کفار ومشرکین کے قتل کرنے کو اتنی تلوار چلائے کہ ٹوٹ جائے اور خون میں رنگ جائے تب بھی اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے اس سے درجہ میں افضل ہوں گے۔

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے امتیوں کا آخرت میں مقام جانتے ہیں)

(فائدہ اول) اس سے معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہر امتی کا آخرت میں مرتبہ ومقام معلوم ہے فائدہ دوم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں کہ میری امت سے کونسے لوگ روز قیامت اللہ کے قرب اور جنت کا بلند درجہ حاصل کریں گے اور یہ قرب ومرتبہ انہیں کس سبب سے حاصل ہوگا فائدہ سوم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ سعیدہ تھا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبر دینے میں کسی فرشتے کے محتاج نہیں بلکہ جو چاہیں جب چاہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب بتا سکتے ہیں دیکھیں حدیث شریف میں یہ نہیں ہے

له ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہو یا رسول اللہ جبریل سے پوچھ کر بتائیے
یامت کو کونسے لوگوں کا مقام بلند ہوگا بلکہ یہ عرض کی آپ بتائیے۔

(۱۰) ''وَعَنْ سَعْدَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّکْسِبَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ
اَلْفَ حَسَنَۃً فَسَئَلَہُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِہٖ کَیْفَ یَکْسِبُ اَلْفَ حَسَنَۃً قَالَ یُسَبِّحُ
مِائَۃَ تَسْبِیْحَۃً فَیُکْتَبُ لَہٗ اَلْفُ حَسَنَۃً اَوْ یُحَطُّ عَنْہُ اَلْفُ خَطِیْئَۃً'' ریاض الصالحین
ص۴۲۰ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا ہم رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک
دن میں ایک ہزار نیکی کرنے سے بے بس ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آپ کے پاس حاضرین میں سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا ہزار نیکیاں کوئی
کیسے کرے گا فرمایا ایک سو بار سبحان اللہ پڑھ لے تو اس کیلئے ہزار نیکیاں لکھی
جائیں گی۔ یا ایک ہزار بدیاں مٹا دی جائیں گی۔

(انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے)

(۱۱) ''وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ
سُلَامِیٰ مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ وَ کُلُّ تَہْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ وَ کُلُّ
تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَ نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَ یُجْزِیءُ

مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی " ریاض الصالحین ص۴۲۰ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر روز تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے تو ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ پڑھنا صدقہ ہے اور ہر اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا کہنا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور جو دو رکعت نماز اشراق کی پڑھے ان سب سے کفایت کرتی ہے۔

(جو ذکر کے حلقے میں بیٹھے اللہ اس کو اپنی پناہ دیتا ہے)

(۱۲) "وَعَنْ اَبِیْ وَاقِدِ الحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا ھُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَہٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اِثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَذَھَبَ وَاحِدٌ فَوَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَرَاٰی فُرْجَۃً فِی الْحَلْقَۃِ فَجَلَسَ فِیْھَا وَ اَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَھُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاھِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَۃِ اَمَّا اَحَدُھُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰہِ فَاٰوَاہُ اللّٰہُ وَاَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْیَا فَاسْتَحْیَا اللّٰہُ مِنْہُ وَاَمَّا الْآخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ " ریاض الصالحین ص۴۲۶ اور ابوواقد الحارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھا اور کچھ لوگ آپ کے پاس موجود تھے کہ تین اشخاص آئے اور دو ان

پس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک چل دیا تو دو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ٹھہرے ان دونوں میں سے ایک نے حلقہ ذکر میں خالی جگہ دیکھی پس وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور بہرحال تیسرا پس وہ پیٹھ دیکر چلتا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فارغ ہوئے فرمایا کیا تم کو تین شخصوں کے متعلق نہ بتاؤں ان میں ایک نے تو اللہ کی پناہ لی پس اللہ نے اسے پناہ دی اور دوسرے نے حیا کی تو اللہ نے اس سے حیا کی اور تیسرے نے منہ پھیرا پس اللہ نے اس سے نظر رحمت موڑ لی۔

(۱۳) ''اَوَّلُ مَنْ یُّدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللہَ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ۔ '' حجۃ اللہ البالغہ جزء ثانی ص۲۷ فرمایا سب سے پہلے جو جنت کی طرف بلائے جائیں گے وہ ہوں گے جو اللہ کی حمد وثنا راحت وتکلیف میں کرتے ہیں۔

(ذاکر ہرے درخت کی طرح ہے)

(۱۴) ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاکِرُ اللہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالشَّجَرَۃِ فِیْ وَسَطِ الْھَشِیْمِ۔ '' احیاء العلوم ج۱ ص۲۵۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والا غافلوں میں ایسے ہے جیسے خشک درختوں میں ہرا درخت۔

(۱۵) ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاکِرُ اللہِ فِی

الْغَافِلِيْنَ كَا الْمُقَاتِلِ بَيْنَ الْفَارِّيْنَ ''احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۵۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والا غافلوں میں ایسے ہے جیسے جہاد سے پیٹھ دکھا کر
بھاگنے والوں کی بنسبت لڑنے والا۔

(جہاد دو طرح کا ہے)

جاننا چاہیے کہ جہاد دو طرح کا ہے ایک اعلائے کلمہ حق کیلئے کفار سے جہاد
اس میں ثابت قدم رہنے ولا غازی اور اللہ کی رضاء و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے دوسرا
جہاد بالنفس یعنی آرام و نفسانی خواہشات کو ترک کر کے مجاہدوں ریاضتوں اور ذکر فکر
میں مشغول رہنا اس پر ثابت و قائم رہنے والا اللہ کا مقرب و ولی ہے تو جیسے سرسبز
درخت آب و ہوا سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور مخلوق کو سایہ و پھل دیتا ہے جب کہ
خشک درخت بے جان کی طرح نہ خود آب و ہوا سے کچھ فائدہ حاصل کر سکتا نہ مخلوق
کو فائدہ دے سکتا ہے ایسے ہی اللہ کا ذاکر ذکر سے روحانی فائدہ حاصل کرتا ہے اور
خلق خدا کو بھی روحانی فیض پہنچاتا ہے جبکہ ذکر سے غافل خشک درخت کی مانند نہ خود
روحانیت پاتا ہے اور نہ دوسروں کو کچھ روحانی فائدہ دے سکتا ہے۔

(مرتے دم تک اللہ کا ذکر تمہاری زبان پر رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت)

(۱۶) ''عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آخِرُ كَلِمَةٍ فَارَقْتُ عَلَيْهَا

رَسُوْلَ اللهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطَبٌ مِنْ ذِکْرِ اللهِ تَعَالٰی ''عمل الیوم واللیلۃ ص ۵ تالیف حافظ ابی بکر احمد بن محمد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا آخری بات جس پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جدا کیا یعنی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا وہ یہ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ عزوجل کے یہاں سب اعمال سے پسندیدہ عمل بتایئے فرمایا وہ یہ کہ تو اس حال میں مرے کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

(اہل ذکر روز قیامت اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے)

(۱۷) ''وَقَالَ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مِنْ جُمْلَتِهِمْ رَجُلٌ ذَکَرَ اللهَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ مِنْ خَشْیَةِ اللهِ'' احیاء العلوم جزء اول ص ۳۵۱ تصنیف علامہ ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات شخص وہ ہیں جن پر اللہ عزوجل اپنا سایہ رحمت کریگا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ان سب میں ایک وہ شخص ہوگا جس نے اللہ کا ذکر تنہائی میں کیا اور اس کی آنکھوں نے اللہ

کے خوف سے آنسو بہائے۔

(ذکر وضو اور نماز سے شیطانی گرہیں کھل جاتی ہیں)

(۱۸) ''اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اِبْنِ طَاءُوْسٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا نَامَ عَقَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ ثَلٰثَ عُقَدَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاِذَا اسْتَیْقَظَ وَذَکَرَ اللّٰهَ حَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِذَا تَوَضَّاءَ حَلَّتْ اُخْرٰی فَاِذَا صَلّٰی حَلَّتِ الثَّالِثَةُ فَیُصْبِحُ طَیِّبَ النَّفْسِ'' مصنف عبدالرزاق جلد۔ ۱۱ ص۳۹ حضرت طاؤس اپنے باپ سے راوی کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک انسان جب سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں شیطانی عمل کی لگا دیتا ہے پس جب وہ بیدار ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے پس جب وہ وضو کرتا ہے دوسری کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری کھل جاتی پس وہ پاکیزہ نفس ہو کر صبح کرتا ہے۔ شیطانی گرہوں سے مراد وہ شیطانی اثرات ہیں جن کے باعث طبیعت پر ملال و بوجھل ہو جاتی ہے اور شیطانی وسوساس و خیالات ذہن میں گردش کرتے ہیں دل میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں نیکی کرنا ثقل محسوس ہوتا اور ذکر و وضو اور نماز کی برکت سے یہ کیفیت دور ہو جاتی ہے۔

(اللہ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہنے لگیں)

(۱۹)''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَاللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْنَ مَجْنُوْنٌ'' عمل الیوم واللیلۃ ص۶ مقاصد الحسنہ للعلامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ص۹۴ الترغیب و الترھیب ج۲ ص ۳۹۹۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں۔

(۲۰)''لِلْبَیْھَقِیْ مِنْ حدیثِ عمرِ بْنِ مالکٍ عَنْ اَبِیْ جَوْزَاءِ وَ رَفعَہٗ مُرْسَلاً. اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اَنَّکُمْ مُرَاؤُوْنَ'' مقاصد الحسنہ ص۹۴ الترغیب والترھیب ج۲ ۳۹۹ یعنی اللہ کا ذکر بہت کرو حتی کہ منافق تم کو ریا کار کہنے لگیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اھل ذکر کو ریا کار کہنا منافقین کا شیوہ ہے دور حاضر میں یہ کام وہابیوں دیوبندیوں کے حصہ میں آیا ہے کہ وہ بعد از جماعت بلند ذکر و درود پڑھنے پر مسلمانوں کو ریاکاری کا الزام دیتے ہیں۔ فائدہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان پر بلا وجہ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان کے متعلق نیک گمان رکھو۔

(۲۱)''عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلَّم اذا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْ قَالُوْا مَارِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حَلَقُ الذِّکْرِ ''مشکوٰۃ باب

ذکر اللہ۔

(ذکر کے حلقے جنتی کیاریاں ہیں)

حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ چرلیا کرو لوگوں نے عرض کی جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے۔ تصریح حدیث پاک میں چرلیا کرو اس لئے فرمایا کہ جس طرح زمینی کھیتوں میں چرنے سے چار پائیوں کو جسمانی غذا حاصل ہوتی اسی طرح ذکر کے حلقوں سے ذاکرین کو روحانی غذا میسر ہوتی ہے نیز ذکر کے حلقوں کو جنت کی کیاریاں اس لئے فرمایا کہ ان کے سبب سے جنت ملتی ہے گویا مسبب کو سبب کی جگہ بیان کیا گیا ہے یا اس لئے ان ذکر کے حلقوں کو جنت کی کیاریاں فرمایا کہ جس طرح جنت اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت کی مظہر ہے اسی طرح ذکر کے حلقے بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نزول رحمت کے مقام ہیں۔

(۲۲) ''وفی الباب عن جماعۃٍ منھم ابُو سعیدٍ وَ لَفظُہٗ دخل رسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ و آلہٖ وسلّم المسجد فریٰ ناسًا یکثرُوْن فقالَ اَمَا انّکم لو اکثرتُم ھادم اللّذات فاکثرُوْا ذِکر ھادِمِ اللّذاتِ المُوتَ وانّہٗ لم یَاتِ علی القبرِ یومٌ الا وھو یقولُ انا بیتُ الوحدۃِ وبیتُ الغُربَۃِ انا بیتُ التُّراب انا بیتُ الدُّود'' المقاصد الحسنہ ص۹۴اور ایک باب میں جماعت سے منقول ہے جن میں ابو

سعید رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں کو کھڑ کھڑا کر ہنستے دیکھا فرمایا کاش تم لذتوں کو ختم کرنے والی یعنی موت کو یاد کرتے پس لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو اور بے شک قبر پر کوئی دن نہیں گزرتا مگر وہ کہتی ہے میں تنہائی کا گھر ہوں اور بے کسی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

(۲۳) ''عَنْ اِبْنِ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ خِیَارَ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ لَا یَرَوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ النُّجُوْم وَ الْاَظِلَّۃ لِذِکْر اللّٰہِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی التَّلْخِیْصِ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ'' المستدرک ج ۱ ص ۵۱ یعنی اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ ہیں جو آسمان کے سایہ کے علاوہ سورج چاند اور ستاروں سے بھی اللہ کے ذکر کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے تخلیص میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(اللہ تعالیٰ کا ذکر نعمت ہے)

(۲۴) '' اَلذِّکْرُ نِعْمَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَادُّوْا شُکْرَھَا '' کنز العمال جلد اول ۲۱۴ ذکر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے پس اس کا شکر ادا کرو۔

(۲۵) ''اُذْکُرِ اللّٰہَ فَاِنَّہٗ عَوْنٌ لَّکَ عَلٰی مَا تَطْلُبُ '' حوالہ مذکورہ۔ اللہ کا ذکر کیا کر پس بے شک وہ تیرے لئے مدد ہے اس پر جو تو مانگے۔ اسی صفحہ ۲۱۶ پر

ہے۔

(۲۶)''اِنَّ لِکُلِّ ساعٍ غَایَۃٌ وَّ غَایَۃُ اِبْنِ آدَمَ الْمَوْتُ فَعَلَیْکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ فَانَّہٗ یُسَھِّلُکُمْ وَیُرَغِّبُکُمْ فِی الْآخِرَۃِ ''تحقیق ہر دوڑنے والے کیلئے ایک انتہاء ہے اور اولاد آدم کی انتہا موت ہے پس تم پر اللہ کا ذکر لازم ہے بلا شبہ وہ تمہارے لئے آسانی کرنے والا ہے اور آخرت میں تمہیں فضیلت دینے والا ہے۔ اسی کنزالعمال جلد اول صفحہ ۴۱۷ پر ہے

(اللہ سے محبت کی نشانی اس کا ذکر ہے)

(۲۷)''علامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ عَلَامَۃُ بُغْضِ اللّٰہِ تَعَالٰی بُغْضُ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ''اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی اللہ کے ذکر سے محبت رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عداوت کی نشانی اللہ عزوجل کے ذکر سے عداوت ہے۔ یہ تو کسی پر مخفی نہیں کہ اگر کسی سے سچی محبت ہو تو اس کا ذکر کرنے اور سننے سے دل مسرور و محظوظ ہوتا ہے اگر بغض و عداوت ہو تو اس کا ذکر سننا بھی اسے ناگوار ہوتا ہے ایسے ہی جن کو اللہ سبحانہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت ہو انکے شب و روز ذکر کرنے اور سننے میں گزرتے ہیں اور ان کے دل اس ذکر سے لذت و سرور حاصل کرتے ہیں مگر جن بدبختوں کو انسے بغض ہو وہ ذکر سن کر بے چین ہو جاتے ہیں۔

(اہل ذکر کی بخشش ہو جاتی ہے)

(حدیث نمبر۲۸)''مَا جَلَسَ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى اِلَّا نَادٰهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ قُوْمُوْا مَغْفُوْرٌ لَّكُمْ'' کنز العمال جلد اول ص۲۲۲ للعلامہ محدث علاؤ الدین علی بن حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ کوئی جماعت نہیں بیٹھتی جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہو مگر ان کو آسمان سے نداء کرنے والا نداء کرتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی۔

(حدیث نمبر۲۹)''وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِى الْغَافِلِيْنَ مِثْلُ الْمِصْبَاحِ فِى الْبَيْتِ الْمُظْلِمَةِ'' کتاب وجلد مذکورہ ص۲۲۶ یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال غافلوں میں ایسی ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔

(معراج کی رات رسول اللہ ذاکر کی شان دیکھ کر تعجب فرمایا)

(حدیث نمبر۳۰)''وَعَنْ اَبِى الْمُخَارِقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِىْ بِرَجُلٍ مُغَيَّبٍ فِىْ نُوْرِ الْعَرْشِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا اَهٰذَا مَلَكٌ قِيْلَ لَا قُلْتُ نَبِىٌّ قِيْلَ لَا قُلْتُ مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا رَجُلٌ كَانَ فِى الدُّنْيَا لِسَانُهٗ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ'' الترغیب و ترھیب ج۲ ص۳۹۵ حضرت ابو مخارق رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرائی گئی میرا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو عرش کے نور سے منور تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے کیا یہ شخص کوئی فرشتہ ہے عرض کی گئی نہیں میں نے کہا نبی ہے کہا گیا نہیں میں نے کہا پھر وہ کون ہے حضرت جبرئیل نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی اور اس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ (حدیث نمبر ۳۱) ''وَعَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قِیْلَ لِاَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً اَعْتَقَ مِائَۃَ نَسَمَۃٍ قَالَ اِنَّ مِائَۃَ نَسَمَۃٍ مِّنْ مَّالِ رَجُلٍ لَکَثِیْرٌ وَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ اِیْمَانٌ مَّلْزُوْمٌ بِاللَّیْلِ وَ النَّھَارِ وَاَنْ لَّا یَزَالُ لِسَانُ اَحَدِکُمْ رَطْباً مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ'' حوالہ مذکور۔ سالم بن ابی جعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو کسی نے بتایا کہ ایک شخص نے سو غلام آزاد کئے ہیں اس نے فرمایا بلا شبہ آدمی کے مال سے سو غلاموں کا آزاد کرنا اجر کثیر ہے اور اس سے بھی افضل شب روز ایمان پر ثابت رہنا اور یہ کہ تمہاری ہر ایک کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے

(اللہ کا ذکر دلوں کو صاف کرتا ہے)

(حدیث نمبر ۳۲) ''وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃً وَاِنَّ صِقَالَۃَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ وَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی عَنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا

الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَوْ اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ ''الترغیب و الترھیب۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے ہر چیز کیلئے کوئی صیقل ہے اور دلوں کو (چمکانے) کا صیقل اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے عذاب سے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نجات دینے والی نہیں صحابہ نے عرض کیا اللہ کے راہ میں جہاد بھی نہیں فرمایا اگرچہ کوئی اپنی تلوار سے اتنا مارے کہ وہ ٹوٹ جائے۔

(تین افضل چیزیں)

(حدیث نمبر ۳۳) ''وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِہٖ اُنْزِلَتْ فِی الذَّھَبِ وَ الْفِضَّۃِ لَوْعَلِمْنَا اَیَّ الْمَالِ خَیْرٌ فَنَتَّخِذُہٗ فَقَالَ اَفْضَلُہٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَ قَلْبٌ شَاکِرٌ وَ زَوْجَۃٌ مُؤْمِنَۃٌ تُعِیْنُہٗ عَلٰی اِیْمَانِہٖ '' الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۶۸ تالیف حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبد القوی المنذری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ''وَالَّذِیں یکنزون الذھب والفضۃ '' اتری ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض سفروں میں سے کسی میں ان کے ہم سفر تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض نے کہا یہ آیت سونا و چاندی کے متعلق اتری ہے۔ اگر ہم جانتے کہ کون سا مال (عنداللہ) اچھا ہے تو ہم اسے حاصل

کرتے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان مالوں سے اچھی ذکر والی زبان اور شکر گزار دل اور مومن بیوی ہے جو اسے اس کے دینی کاموں پر مدد دے۔ مذکورہ حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کا مال جس قدر اور جس قسم سے بھی ہو ایک ادنی چیز ہے اور اس کا حصول کچھ کامیابی وسعادت مندی نہیں بلکہ کامیاب وسعادت مند وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ ایسے اعضاء و اسباب سے نوازے جو اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہوں

(جسے چار چیزیں ملیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی ملی)

(حدیث نمبر۳۴)''وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا اَنَّ النِّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَھُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ قَلْبًا شَاکِرًا وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا وَّ بَدَنًا عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرًا وَّ زَوْجَۃً لَا تَبْغِیْہِ حَوْبًا فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ''۔حوالہ مذکورہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ تحقیق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار چیزیں ہیں جسے وہ دی گئیں پس بے شک اسے دنیا وآخرت کی بھلائی دی گئی دل شکر گزار زبان ذکر کرنے والی اور بدن مصیبت پر صبر کرنے والا اور بیوی اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے والی۔

(حدیث نمبر ۳۵)''وَرُوِیَ عَنْہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَیْضًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ اللہَ یَقُوْلُ یَا اِبْنَ آدَمَ اِنَّکَ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا

سیتنی کفرتنی۔الترغیب والترھیب ج۲ص۴۱۰م۔

(اللہ کا ذکر اس کا شکر ہے اور غفلت ناشکری ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم بیشک جب تو نے میرا ذکر کیا تو میرا شکر ادا کیا اور جب میرا ذکر بھولا تو تو نے میری ناشکری کی۔ ہر سانس اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور ہر نعمت پر شکر لازم ہے ورنہ کفران نعمت ہوگا اسی لئے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جودم غافل سودم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہو

(حدیث نمبر ۳۶)" عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاجَلَسَ قَوْمٌ مُجْلِسًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ فَيَقُوْمُوْنَ حَتّٰى يُقَالُ لَهُمْ قُوْمُوْاقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَكُمْ وَبُدِّلَتْ سَيِّاٰتُكُمْ حَسَنَاتٍ" رواہ الطبرانی الترغیب والترھیب ج۲ص۴۰۴ سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بیٹھتی کوئی قوم ایسی مجلس جس میں وہ اللہ عزوجل کا ذکر کریں پھر وہ اٹھیں یہاں تک انہیں کہا جاتا ہے کھڑے ہو جاؤ بیشک اللہ نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیں اچھائیوں سے بدل دی گئیں۔

(اے فرشتو گواہ ہو جاؤ میں نے اہل ذکر کو بخش دیا)

(حدیث نمبر ۳۷) ''وَرُوِیَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم بِعَبْدِبْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَیَذْكُرُوَاَصْحَابُه' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اَمَّااَنْكُمْ الْمَلاَءُ الَّذِیْنَ اَمَرَانِیَ اللّٰهُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَكُمْ ثُمَّ تَلاَهٰذِهِ الْاٰ یَةَ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ اِلٰی قَوْلِهٖ وَكَانَ اَمْرُه' فُرُطًااَمَّااِنَّه' مَاجَلَسَ عَدَلَكُمْ اِلَّاجَلَسَ مَعَهُمْ عَدَلَهُمْ مِنَ الْمَلاٰئِكَةِ اِنْ سَبَّحُوْا تَعَالٰی سَبَّحُوْهُ وَاِنْ حَمِدُوااللّٰهَ حَمِدُوْهُ وَاِنْ كَبَّرُوااللّٰهَ كَبَّرُوْهُ ثُمَّ یَصْعَدُوْنَ اِلَی الرَّبِّ جَلَّ ثَنَائُهُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ فَیَقُوْلُوْنَ یَارَبَّنَاعِبَادُكَ سَبَّحُوْكَ فَسَبَّحْنَا وَكَبَّرُوْكَ فَكَبَّرْنَاوَحَمِدُوْكَ فَحَمِدْنَا فَیَقُوْلُ رَبُّنَا جَلَّ جَلاَلُه' یَا مَلٰئِكَتِیْ اَشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْغَفَرْتُ لَهُمْ فَیَقُوْلُوْنَ فِیْهِمْ فُلاَنُ الْخَطَّاءُ فَیَقُوْلُ هُمُ الْقَوْمُ لاَ یَشْقِیْ بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ '' ۔الترغیب والترھیب ج۲ص۴۰۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبد بن رواحہ کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اللہ کا ذکر کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہ افضل لوگ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ تمہارے ساتھ اپنے کو روکے رکھوں پھر آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ترجمہ۔اور اے محبوب اپنے کو ثابت رکھو ان کے ساتھ جو اپنے رب کی صبح وشام یاد کرتے ہیں۔ان الفاظ تک'' وکان امرہ فرطا '' پھر فرمایا تم میں سے کوئی

جماعت نہیں بیٹھتی مگر ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھ جاتی ہے اگر وہ اللہ کی تسبیح پڑہیں تو فرشتے بھی تسبیح پڑہتے ہیں اگر وہ اس کی حمد کریں تو وہ بھی حمد کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی کبریائی بیان کریں تو وہ بھی اس کی کبریائی بیان کرتے ہیں پھر وہ ملائکہ رب جل ثناء کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ ان کو خوب جانتا ہے کہ کہاں سے آئے ہیں پس فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب تیرے بندے تیری پاکی بولتے تھے تو ہم نے بھی تیری پاکی بیان کی اور وہ تیری کبریائی بیان کرتے تھے پس ہم نے بھی تیری بڑائی بیان کی اور وہ تیری حمد کرتے تھے تو ہم نے بھی حمد کی پھر ہمارا رب جل جلالہ فرماتا ہے اے فرشتو تم کو گواہ کرتا ہوں کہ تحقیق میں نے انہیں بخش دیا وہ کہتے ہیں ان میں تو ایک فلاں شخص بہت خطا کار بھی تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذاکرین تو وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہم مجلس بدبخت نہیں رہتا۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی مجلس میں ایک لحہ بیٹھنے سے وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو صد سالہ زندگی میں بھی نہ مل سکے اسی لئے کسی اللہ والے نے فرمایا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر ازصد سالہ طاعت بے ریا

حدیث نمبر ۳۸)''وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ اِبْنِ آدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ

وَسْوَاسَ" مشکوۃ باب ذکر اللہ۔

(جب آدمی ذکر سے غافل ہو تو شیطان وسوسے ڈالتا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے دل پر چمٹا رہتا ہے پس جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب آدمی ذکر سے غافل ہوتا ہے شیطان وسوسے ڈالتا ہے۔

(غافلوں میں ذاکر ایسا ہے جیسے خشک درخت میں ہری شاخ)

(حدیث نمبر ۳۹)"وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاكِرَ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْغَارِّيْنَ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ كَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ يَابِسٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ مِثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَذَاكِرُ اللهِ فِی الْغَافِلِيْنَ يُرِيْهِ اللّٰهُ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَیٌّ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ يُغْفَرُلَهٗ بِعَدَدِ كُلِّ فَصِيْحٍ وَاَعْجَمٍ وَالْفَصِيْحُ بَنُوْ آدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَهَائِمُ" رواہ رزین ۔مشکوۃ باب ذکر اللہ ۔مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا

ایسا ہے جیسے بھاگجانے والوں میں مجاہد اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک درخت میں ہری شاخ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جیسے درختوں میں سبز درخت اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ اور غافلوں میں اللہ کی یاد کرنے والے کو رب تعالٰی زندگی میں ہی اس کا جنت میں گھر دکھا دیتا ہے اور غافلوں میں اللہ کو یا د کرنے والے کی تمام بولنے والوں اور گونگوں کی بقدر بخشش ہوتی ہے بولنے والے انسان ہیں اور گونگے جانور ہیں۔اسے ر زین نے روایت کیا۔تشریح مندرجہ بالا حدیث شریف میں اہل ذکر کو ہرے درخت اور چراغ وغیرہ سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ہرا درخت مخلوق کو سایہ وپھل دیتا ہے یوں ہی چراغ خود بھی روشن ہوتا ہے اور آنکھوں والوں کو روشنی کا فائدہ دیتا البتہ نابینوں کو اس کی روشنی سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ایسا ہی اہل ذکر اللہ والے خود بھی روحانیت سے تروتازہ اور روشن ہوتے ہیں اور دوسروں کو فیض دیتے ہیں مگر دل کی آنکھوں سے محروم ان کے فیض سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ان کے پاس فیض پانے کی لیاقت ہی نہیں ہوتی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نور حق ظاہر شود . اندر ولی
نیک بیں باشی اگر اہل دلی

فائدہ معلوم ہوا کہ اہل ذکر کی زندگی کا رآمد و بامقصد ہے اور غافلوں کی زندگی بے جان کی طرح بے کار و بے مقصد ہے۔ کیونکہ انسان کی تخلیق اللہ سبحانہ

تعالیٰ نے کسی حکمت ومقصد کیلئے کی تو جو حکمت ومقصد خدا تعالی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے وہی مقصد تخلیق اور حق نعمت بجا لاتا ہے اور اس کی زندگی بمقصد ومفید ہوتی ہے اور بارگاہ ایزدی میں اسی کی قدرومنزلت ہوتی ہے لیکن جو اس کے برعکس ہو وہ بے سود وبے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے ہاں اپنی قدرومنزلت کھوہ بیٹھتا ہے اس بیان کے بعد اب یہ دیکھیں کہ تخلیق انسان میں کیا مقصد حکمت ہے ارشاد حق تعالی ہے ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' جن وانسان کو میں نے اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ معلوم ہوا کہ تخلیق انسان کا مقصد اللہ کی عبادت ہے۔

(حدیث نمبر ۴۰) وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَصْبِحْ وَاَمْسِ وَلِسَانُکَ رَطَبٌ بِذِکْرِ اللّٰہِ تُصْبِحُ وَتُمْسِیْ وَلَیْسَ عَلَیْکَ خَطِیْئَۃٌ "احیاء العلوم ج۱ص۳۵۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح اور شام اس حال پر رہے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر کے ساتھ تر رہے پھر فرمایا صبح وشام اس طرح گزار کہ تجھ پر کچھ گناہ نہ آئے۔

(حدیث نمبر ۴۱) ''قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَذِکْرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِ اَفْضَلُ مِنْ حَطِیْمِ السُّیُوْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمِنْ اِعْطَاءِ الْمَالِ سِجًّا۔ احیاء العلوم ج۱ص۳۵۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح شام اللہ کا ذکر اللہ کی راہ جہاد میں تلواریں توڑنے سے اور بکثرت مال خرچ کرنے سے افضل

ہے۔

(حدیث نمبر ۴۱) "وَاَخرَجَ عَنْ مَعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلَيْنِ اَحَدَهُمَا يَحْمِلُ عَلَى الْجَيَّادِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْآخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ لَكَانَ الذَّاكِرُ اَعْظَمُ وَاَفْضَلُ اَجْرًا" ۔الحاوی للفتاوی ج ا ص ۳۸۹۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا اگر دو آدمی ہوں جن میں سے ایک اللہ کی راہ میں بہترین گھوڑے غازیوں کو سواری کیلئے دے اور دوسرا اللہ کا ذکر کرے تو اجر میں ذکر کرنے والا اعظم اور افضل ہوگا۔

(حدیث نمبر ۴۲) "وَاَخرَجَ عَنْ اِبْنِ عَمْرٍو قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلَيْنِ اَقْبَلَ اَحَدُهُمَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْآخرُ مِنَ الْمغْرِبِ مَع اَحَدِهِمَا ذَهَبٌ لَا يَضَعُ مِنْهُ شَيْاءً اِلَّا فِىْ حَقٍّ وَلْآخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى يَلْتِقَيَا فِىْ طَرِيْقٍ كَانَ الَّذِىْ يَذْكُرُ اللّٰهَ اَفْضَلُهُمَا" الحاوی للفتاوی ج ا ۳۸۹ تصنیف للحافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا اگر دو شخص ہوں ایک ان میں مشرق سے چلا ہو اور دوسرا مغرب سے ان میں ایک کے پاس سونا ہو جسے وہ اللہ کی راہ کے سوا کہیں نہ خرچے اور دوسرا اللہ کا ذکر کرتا ہو یوں ہی وہ دونوں راستہ میں ملیں تو جو اللہ کا ذکر تا ہو وہ ان میں سے افضل ہے۔

(جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا گیا وہ روز قیامت باعثِ افسوس ہو گی)

(حدیث نمبر۴۳)''وَعَنْ اَبِیْ هُرِیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدً لَمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا یَذْكُرُو اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ۔ مشکوۃ باب ذکر اللہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجلس میں بیٹھا جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ اس پر اللہ کے حضور میں سبب حسرت وخسارہ ہو گی۔ اور جو خواب گاہ پر سویا جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا وہ اس پر اللہ کے ہاں باعث افسوس ہو گا۔

(حدیث نمبر۴۴)''وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ قَوْمٍ قُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِیْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَةٌ '' حوالہ مذکورہ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی قوم جو کسی مجلس میں بیٹھ کر اٹھیں جس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کریں مگر وہ ایسی ہی بے فائدہ اٹھی جیسے مردار گدھا سے اور وہ مجلس ان پر باعث حسرت ہو گی۔ مشکوۃ کے اسی باب میں ایک اور حدیث ہے کہ

(حدیث نمبر۴۵) ''وَعَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوۡمٌ مَجۡلِسًا لَمۡ يَذۡكُرِ اللّٰهَ فِيۡهِ وَلَمۡ يُصَلُّوۡا عَلٰى نَبِيِّهِمۡ كَانَ عَلَيۡهِمۡ تِرَةً فَاِنۡ شَآءَ عَذَّبَهُمۡ وَاِنۡ شَآءَ غَفَرَلَهُمۡ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی قوم جو کسی مجلس میں بیٹھے جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو اور اس کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ پر درود نہ پڑھا ہو ان پر وہ مجلس سبب حسرت ہو گی پھر اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر چاہے تو انہیں معاف فرمادے۔اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے اول یہ کہ ذکر کی محفل میں شرکت کرنا جیسے میلاد خیر الآ نام صلی اللہ علیہ وسلم گیارہویں شریف عرس بزرگان دین بہت افضل ہے کیونکہ ان میں اللہ تعالی کا ذکر بھی ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم پر درود وسلام بھی۔دوم تنہا سے جماعت کے ساتھ ذکر کرنا افضل ہے۔سوم جس مجلس میں اللہ تعالی کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نہ پڑھا جائے اس میں خیر وبرکت نہیں ہوتی۔حدیث نمبر۴۶ ''عَنۡ اَبِیۡ مَالِکِ الۡاَشۡعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَا مِنۡ رَجُلٍ يَسۡتَيۡقِظُ مِنَ الَّيۡلِ فَيُوۡقِظُ امۡرَئَتَهٗ فَاِنۡ غلبها النَّوۡمُ نَضَحَ فِیۡ وَجۡهِهَا مِنَ الۡمَاءِ فَيَقُوۡمَانِ فِیۡ بَيۡتِهِمَا فيذكر ان اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَاعَةً مِّنَ الَّيۡلِ اِلَّا غَفَرَلَهُمَا ''معجم کبیر للطبرانی۔جز،۲۹۵۳ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی ایسا آدمی جو رات کو اٹھے پھر اپنی زوجہ کو بے دار کرے

اگر وہ نیند کے غلبہ سے نہ اٹھے تو اس کے چہرہ پر پانی چھڑکے تو وہ دونوں اپنے گھر میں کھڑے ہو جائیں پھر رات کا قلیل سا حصہ اللہ کا ذکر کرلیں مگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔

(حدیث نمبر ٤٧)"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وسَلَّمَ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِیْحُ لِذِکْرِ اللّٰهِ اِذَارُءَ وْا ذُکِرَ اللّٰهُ "معجم الکبیر جزء١٠ ص٢٠٥ تصنیف حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کیلئے بمنزلہ کنجیوں کے ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجاتا ہے۔

(اللہ کا ذکر دلوں کے زنگ اتارتا ہے)

(حدیث نمبر ٤٨) عین الفقر۔صفحہ ١٧٣ پر سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث شریف یوں بیان کی ہے ۔ ارشاد نبوی ہے کہ ہر چیز کیلئے صفائی ہے اور دل کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہے۔

(ذکر کی محفل پراللہ کی رحمت اترتی ہے)

(حدیث نمبر٤٩)"اَخْرَجَ الْاِمَامُ اَحْمدُ فِیْ الزُّهْد عَنْ ثَابِتٍ قَالَ کَانَ سلْمانُ فِیْ عِصَابَةٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ فَمَرَّالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَکَفُّوْا فَقَالَ

مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ قُلْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ اِنِّیْ رَئَیْتُ الرَّحْمَةَ تَنَزَّلُ عَلَیْكُمْ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُشَارِكُكُمْ فِیْهَا ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَهُمْ '' الحاوی للفاوی ج اص ۳۹۲ امام احمد نے اپنی کتاب الزھد میں ثابت سے روایت کیا کہ اس نے بیان کیا سلمان رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو وہ ذکر سے رک گئے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا پڑھ رہے تھے انہوں نے عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے فرمایا میں نے دیکھا کہ تم پر رحمت کا نزول ہو رہا ہے تو میں نے بھی پسند کیا کہ اس میں تمھارے ساتھ مل جاؤں پھر کہا سب تعریف اللہ کیلئے ہیں جس نے میری امت میں وہ لوگ شامل کیے جن کے ساتھ مجھے ٹھرنے کا حکم دیا گیا۔

(حدیث نمبر ۵۰) ''اَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی اِلَی الْجَنَّةِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ '' حجۃ اللہ البالغ جزء ثانی ص ۷۲ سب سے پہلے جنت کی طرف وہ بلائے جائیں گے جو آسانی اور تکلیف ہر حال میں اللہ تعالی کی حمد کرتے ہیں۔

(اللہ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے)

(حدیث نمبر ۵۱) ''وروی انس بن مالک رضی اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ ذِکْرُ اللّٰهِ عَلَمُ الْاِیْمَانِ وَبَرَائَةٌ مِنَ النِّفَاقِ

وحِصنٌ مِنَ الشَّیطَانِ وَحِرزٌمِنَ النَّارِ ''تنبیہ الغافلین ۱۸۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا اللہ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور نفاق سے برائت ہے شیطان سے بچنے کیلئے قلعہ ہے دوزخ سے ڈھال ہے۔

(ذکر کا ارادہ کرنے پر بخشش ہو جاتی ہے)

(حدیث نمبر۵۲)''وفِی الْخَبَرِ یُوْتیٰ بِالْعَبدِ یَوْمَ الْقِیامَۃِ وَیُوْقَفُ بَیْنَ یدَیِ اللہ تعالیٰ وَیُحاسِبُہ فیَستَحِقُّ النَّارَ بکَثْرۃِ ذُنُوْبِہِ وَقِلَّۃِ حَسَنَاتِہٖ وَیقْرُبُ اِلَی الْھلاک وھُوَیرْتعِدُ فیقُوْلُ اللّٰہُ تعالیٰ یَامَلٰئِکَتِیْ اُنْظُرُوْا دَفْترہ' ھَلْ تجِدُوْنَ فِیْ دِیْوانِہٖ حَسَنَۃً فَیَنْظُرُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ یَارَبَّنَالَمْ نَجِدْ شَیْئاً فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی عِنْدِیْ لَہٗ شَیْئٌ اِنَّہٗ کَانَ نَائِماً فِی اللَّیْلِ فَاسْتَیْقَظَ مِنْ مَنَامِہٖ وَاَرَادَ اَنْ یَذْکُرَنِیْ فَغَلَبَ عَلَیْہِ النَّوْمُ فَلَمْ یَقْدِرْ اَنْ یَذْکُرَنِیْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ بِذٰلِکَ ''درۃ الناصحین ۲۱۱ اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب کیلئے حاضر کیا جائے گا تو وہ اپنے کثرت گناہوں اور قلت نیکیوں کے سبب مستحق دوزخ ٹھہرے گا اور بربادی کے قریب ہو جائے گا اور وہ لرز رہا ہو گا پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے فرشتو اس شخص کا دفتر اعمال دیکھو کہ اس کے نامہ میں کوئی نیکی تمھیں ملتی ہے تو فرشتے دیکھ کر عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم کو اس کے اعمال سے کچھ اچھا کام

نہیں ملا در ایں وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس اس کی کچھ نیکی ہے کہ ایک بار وہ رات کو سو کر اپنی نیند سے بیدار ہوا اور قصد کیا کہ میرا ذکر کرے تو پھر اس پر نیند غالب آگئی پس وہ میرے ذکر پر قادر نہ ہو سکا آج اسی سبب سے میں نے اسے بخش دیا۔

(حدیث نمبر ۵۳) اسی درۃ الناصحین کے اسی مذکورہ صفحہ پر ایک روایت مجالس الانوار کے حوالہ سے یوں ہے۔ ''عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّهُ قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ عَلَیْهِ اللَّعْنَةُ قَالَ لِرَبِّهٖ بِعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ یَارَبِّ لَا اَزَالُ اَبَدًا اَغْوِیْ عِبَادَکَ وَآمُرُهُمْ بِالْکُفْرِ وَالْمَعْصِیَتِ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَامَلْعُوْنُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَادَامُوْا ذَاکِرِیْنَ لِیْ وَمُسْتَغْفِرِیْنَ مِنِّیْ'' حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ فرمایا تحقیق شیطان علیہ لعنت نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے رب تیری عزت وجلال کی قسم میں ہمیشہ تیرے بندوں کو بھکاتا رہوں گا اور انہیں کفر و نافرمانی کا کہتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں موجود رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملعون مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں ہمیشہ ان کی بخشش کرتا رہوں گا جب تک کہ وہ میرا ذکر اور مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔

فصل سوم ذکر کی فضیلت میں اکابرین سے آثار واقوال اور حکایات کے بیان میں۔(۱) ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی معروف کتاب احیاء

العلوم جلد (۱) صفحہ ۳۵۱ پر بیان فرماتے ہیں۔ ''وَاَمَّا الآثَارُ فَقَدْ قَالَ الْفُضِيلُ بَلَغَنَا اَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَبْدِیْ اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الصُّبْحِ سَاعَةً وَبَعْدَ الْعَصْرِ سَاعَةً اَكْفِكَ مَابَيْنَهُمَا'' پس تحقیق حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم تک پہنچا ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا اے میرے بندے مجھے صبح کے بعد ایک گھڑی اور عصر کے بعد ایک گھڑی یاد کر میں ان دونوں کے درمیان تمام اوقات میں تجھے کفایت کرونگا۔ میرے بھائیو اپنے رب کریم کے کرم کو دیکھو کہ جو بندہ اس کی یاد میں دو وقتوں میں سے قلیل وقت صرف کرے اس پر کس قدر عظیم مہربانی فرماتا ہے تو جو شب و روز اس کی یاد میں مشغول رہے اسے اپنی عطاؤں سے کتنا نوازے گا ۔(۲) اسی احیاء العلوم کی اسی جلد و صفحہ پر ہے کہ۔

(ذکر والوں کے سوا ہر جان دنیا سے پیاسی جائے گی)

(۲) ''وَقَالَ الْحَسَنُ اَلذِّكر ذِكْرَانِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ بَيْنَ نَفْسِكَ وَبَيْنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مَا اَحْسَنَهُ وَاَعْظَمَ اَجْرَهُ وَاَفْضَلُ مَنْ ذَكَرَ ذِكْرِ اللهِ سُبْحَانَهُ عِنْدَ مَاحَرَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَيُرْوٰى اَنَّ كُلَّ نَفْسٍ تَخْرُجُ مَنَ الدُّنْيَا عَطْشٰى اِلَّا ذَاكِرَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ '' اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ذکر دو طرح کا ہے ایک یہ کہ اللہ عزوجل کا ذکر تیرے اور اللہ کے درمیان رہے یہ کیا ہی اچھا اور کس قدر بڑا اجر رکھتا ہے اور افضل وہ ہے کہ جس نے یاد رکھا اللہ سبحانہ کو یاد رکھنا اس کے

پاس جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا اور روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق ہر جان دنیا سے پیاسی جائے گی سوا اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والے کے۔فقیر یہاں عرض گزار ہے کہ ذکر کا لغوی معنی یاد رکھنا ہے جو کہ بھول جانے کی ضد ہے اسی بھول جانے کو غفلت بھی کہتے ہیں پھر غفلت دو طرح کی ہے ذکر سے غفلت اور شرعی امرونہی سے غفلت اسی طرح ذکر بھی دو طرح کا ہے زبان کا اور دل کا دل کے ذکر میں سے یہ بھی ہے کہ شرعی حدود و منہیات کو یاد رکھے تا کہ ان کے ارتکاب سے محفوظ رہ سکے۔مذکورہ بالا ارشاد میں اسی کو افضل ذکر کہا گیا کیونکہ شریعت کی پابندی خوف خدا پر دلالت کرتی ہے اور خوف خدا سے نجات و رضا الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔

(۳)''اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَلْاَرْضُ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ بَكٰى عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ الْمَوْضِعُ الَّذِىْ كَانَ يُصَلِّىْ فِيْهِ وَيَذْكُرُ اللهَ فِيْهِ'' الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۳۹۱ للعلامہ الحافظ جلال الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(مؤمن کی موت پر زمین کا وہ حصہ روتا ہے جس پر وہ نماز پڑھتا تھا)

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ'' روایت کی کہ فرمایا

بیشک مومن جب فوت ہوتا ہے تو اس پر زمین کا وہ حصہ روتا ہے جس پر وہ نماز پڑھتا اور اللہ کا ذکر تا تھا۔ فائدہ اول اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر مبارک زمین کیلئے بھی باعث چین وسکون اور نزول رحمت کا سبب ہے تو وہ قلب مومن جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو چین وسکون کیوں نہ پائے اور مہبط رحمت رحیم کیوں نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب ''سن لو اللہ کے ذکر سے دل چین پاتے ہیں۔ (فائدہ دوم) اللہ والوں کا وجود مخلوق کیلئے باعث رحمت اور فیض رساں ہے۔

(شیطان سے بچنے کے مومن کیلئے تین قلعے ہیں)

(۴) ''قَالَ کَعْبُ الْاَحْبَارِ حُصُوْنُ الْمُؤْمِنِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلٰثَۃٌ ذِکْرُ اللہِ سُبْحَانَہُ وَالْقُرْآنُ وَالْمَسْجِدُ '' کنز المدفون للعلامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی شیطان سے محفوظ رہنے کو مومن کیلئے تین قلعے ہیں اللہ پاک کا ذکر قرآن اور مسجد۔

(اہل جنت کو بھی اس گھڑی پر حسرت ہوگی جو ذکر کے بغیر گزری)

(۵) ''وَقَالَ مَعَاذُبْنُ جَبَلٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَرَّتْ بِھِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللہَ سُبْحَانَہُ فِیْھَا'' احیاء العلوم

جلد(۱)ص۳۵۱۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل جنت کسی چیز پر حسرت نہ کریں گے مگر اس گھڑی پر جو ان پر اس طرح گزری کہ انہوں نے اس میں اللہ سبحانہ کا ذکر نہ کیا۔٦) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ جزء ثانی ۷۰ پر ذکر کی فضیلت میں حدیث پاک لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔''لَاشَکَّ اِنَّ اِجْتِمَاعَ الْمُسْلِمِیْنَ رَاغِبِیْنَ ذَاکِرِیْنَ یُجَلِّبُ الرَّحْمَۃَ وَ السَّکِیْنَۃَ وَیُقَرِّبُ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ'' بلاشبہ رغبت سے ذکر کرنے والے مسلمانوں کا مجمع رحمت اور سکینہ کو سمیٹتا ہے اور ملائکہ سے قریب ہوتا ہے ۔۷) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب کیمیائے سعادت میں درجات ذکر پر ایک بہترین مضمون رقم فرمایا ہے اسے یہاں بیان کر دینا قارئین کیلئے نہایت مفید رہے گا۔ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ۔

ذکر کے درجوں کا بیان

ذکر کے چار درجے ہیں۔ایک یہ کہ محض زبان کا ذکر ہو دل اس سے غافل بے خبر ہو گو کہ اس کا اثر کم ہوتا ہے لیکن بالکل بے اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ زبان جو ذکر الٰہی میں مشغول ہو اس سے بہر حال بہتر ہے جو بیہودہ باتوں میں مصروف ہو یا بالکل بیکار و معطل ہو ۔دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل سے ہو لیکن اس میں قرار نہ ہو اور گھر نہ کرے بلکہ دل کو تکلف کے ساتھ مشغول رکھنا پڑے یعنی اگر یہ جدوجھد نہ ہو تو دل غفلت یا نفسانی خطرات سے پھر اپنی طبیعت کے مطابق ہو جائے گا۔تیسرا درجہ یہ

ہے کہ ذکر دل میں قرار پکڑ جائے اور ایسا غالب آ جائے کہ دوسرے کاموں کی طرف اسے بتکلف متوجہ کرنا پڑے یہ بڑی سعادت ہے۔ چوتھا درجہ یہ ہے کہ جس کا ذکر ہے وہ دل میں بس گیا ہو اور وہ حضرت حق کی ذات اقدس ہے اور ذکر کا تصور دل میں نہ رہے کیونکہ جس کا دل مذکور کو دوست رکھتا ہو وہ اس سے بہتر ہے جو ذکر کو محبوب رکھتا ہو اس لئے کہ ان میں بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے صرف مذکور ہی مشکور رہے جائے اس لئے کہ ذکر خواہ عربی زبان میں ہو یا فارسی میں نفس سخن سے خالی نہ ہو گا بلکہ عین سخن ہو گا اور اصل بات یہ ہے کہ سخن خواہ کسی زبان میں ہو دل ان الفاظی تصورات سے خالی ہونا چاہئے اور دل میں کسی دوسری چیز کے تصور کی گنجائش نہ ہو تو فرط محبت ہے جسے عشق کہتے ہیں یہ صورت اس کا نتیجہ ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ عاشق ہمیشہ معشوق ہی کی جانب متوجہ رہتا ہے اور یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کی صفات وکمالات کے خیال میں اسے نام بھی بھول جاتا ہے جب استغراق کی یہ کیفیت ہو جائے گی تو انسان اپنے آپ کو اور اللہ کے سوا سب کچھ بھول جائے گا اور تصوف کے پہلے راستہ پر گامزن ہو جائے گا حضرات صوفیہ علیھم الرحمۃ اسی حالت کو نیستی وفنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

(اللہ کے فقیر دائمی زندگی پاتے ہیں)

(۸) رسائل باہو صفحہ۲۱۸ پر سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ

[تع]الیٰ علیہ کا ارشاد ذکر کے متعلق یوں ہے۔وہ لوگ جو اللہ کے فقیر ہوتے ہیں وہ اللہ [کے] ذکر کے سوا اور کچھ نہیں کرتے آخر کو یہی لوگ حیات جاودانی حاصل کر لیتے ہیں [جو] کوئی ایک بار بھی اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لے تو اس سے ستر سال اس کا دل منور [رہ]تا ہے۔

(ذکر الٰہی بدن کی زکوٰۃ ہے حضرت سلطان باہو)

(۹) ایک مقام پر اپنی معروف کتاب عین الفقر اردو ترجمہ صفحہ ۲۶۱ پر فرماتے [ہی]ں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بدن کی زکوٰۃ ہے جس طرح زکوٰۃ سے مال پاک و حلال ہو [ج]اتا ہے اسی طرح ذکر الٰہی سے آدمی کا وجود کفر اور شرک کی پلیدی سے پاک و [ص]اف ہو جاتا ہے جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہوتا ہے۔ ایسے ہی نفس ذکر سے [ج]س طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور [ج]س طرح بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی مردہ ایمان کو [ز]ندہ کر دیتا ہے اور جس طرح پھل درخت کیلئے زینت ہوتا ہے اسی طرح ذکر الٰہی [ا]یمان کے لئے زینت ہے ذکر کفر وضلالت کے اندھیرے کو مٹا کر ایمان کی روشنی [پ]یدا کرتا ہے جس کے دل میں ذکر الٰہی نہیں ہو وہ ببول کے درخت کی طرح یا بلا نمک [ک]ھانے کی طرح ہے جس طرح بسم اللہ کے بغیر جانور حلال نہیں ہوتا اسی طرح انسان [ک]ا دل ذکر الٰہی کے بغیر آلائش سے پاک نہیں ہوتا۔

(اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ذکر کے گھر بنایا وہ شہوت کے گھر بن گئے)

(۱۰) امام الاولیاء مقتداء الاصفیاء سید علی بن عثمان ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی معروف کتاب کشف المحجوب میں ایک تابعی حضرت ابو محمد عبداللہ خلیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کے متعلق ایک یوں ارشاد بیان فرماتے ہیں۔ ''خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالیٰ الْقُلُوْبَ مَسَاکِنَ الذِّکْرِ فَصَارَتْ مَسَاکِنُ الشَّھَوَاتِ وَلَا یَمْحُوَ الشَّھوٰتِ مِنَ الْقُلُوْبِ اِلَّا خَوْفٌ مُزْعِجُ اَوْ شَوْقٌ مُقْلَقٌ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ذکر کے لئے گھر بنایا تھا مگر جب نفس کی صحبت کا اثر ہوا تو وہ خواہشات کے گھر بن گئے اور اب کوئی چیز دلوں کو خواہشات سے پاک نہیں کر سکتی سوا مضطرب کر دینے والے خوف کے یا وہ شوق جو آرام بھلا کر قلق (بے تابی) پیدا کر دے۔ اس ارشاد کا مفاد یہ ہوا کہ تخلیق قلوب کا اصل مقصد یاد خدا تعالیٰ ہے لیکن جب اسے نفسانی و شیطانی خواہشات کا مرض لاحق ہو جائے تو اس کا علاج ان دو چیزوں سے ممکن ہے خوف حق تعالیٰ اور شوق لقاء خدا تعالیٰ۔

(وہ حرام جس میں کچھ حلال نہیں اور وہ حلال جس میں کچھ حرام نہیں)

(۱۱) حکایت اسی کشف المحجوب شریف میں ہے کہ حضرت سعید بن مسیب

جلیل القدر تابعی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا کہ وہ حلال بتاؤ جس میں کچھ حرام نہ ہو اور وہ حرام بتاؤ جس میں کچھ حلال نہ ہو فرمایا۔ ''ذِکْرُ اللہِ حَلَالٌ لَیْسَ فِیْہِ حَرَامٌ وَ ذِکْرُ غَیْرِہٖ حَرَامٌ لَیْسَ فِیْہِ حَلَالٌ'' اللہ کا ذکر حلال ہے جس میں کچھ حرام نہیں اور غیر خدا کا ذکر حرام ہے جس میں کچھ حلال نہیں۔

(حضرت فضیل بن عیاض کی پانچ وصیتیں)

(۱۲) ''وَعَنْ فُضَیْلِ بْنِ عَیَاضٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اَوْصِنِی بِشَیْءٍ فَقَالَ لَہٗ فُضَیْلٌ اِحْفَظْ عَنِّیْ خَمْسًا اَوَّلُھَا اَنْ مَّا اَصَابَکَ مِنْ شَیْءٍ فَقُلْ ذَالِکَ بِقَضَاءِ اللہِ تَعَالیٰ حَتّٰی تَدْفَعُ الْمَلَامَۃَ عَنِ الْخَلْقِ وَ الثَّانِیْ اِحْفَظْ لِسَانَکَ لِیَنْجُوْ کُلُّ الْخَلْقِ مِنْکَ وَ اَنْتَ تَنْجُوْ مِنْ عَذَابِ اللہِ تَعَالیٰ وَالثَّالِثُ صَدِّقْ رَبَّکَ بِمَا وَعَدَکَ مِنَ الرِّزْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مُؤْمِنًا وَالرَّابِعُ اِسْتَعِدْ لِلْمَوْتِ حَتّٰی لَا تَمُوْتَ غَافِلًا وَالْخَامِسُ اُذْکُرِ اللہَ کَثِیْرًا حَیْثُمَا کُنْتَ فِیْ تَکُوْنَ مُخْصِنًا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ'' تنبیہ الغافلین ص۱۸۶ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا ایک شخص آیا تو عرض کی مجھے کچھ وصیت کیجئے حضرت فضیل نے فرمایا پانچ چیزیں مجھ سے یاد کر لے اول یہ کہ جو دکھ تجھے پہنچے تو کہہ یہ اللہ کی قضاء سے ہے یہاں تک مخلوق کو ملامت کرنا چھوڑ دے۔ دوم یہ کہ زبان کی حفاظت رکھ تا کہ مخلوق تجھ سے محفوظ رہے اور تو عذاب سے سوم یہ کہ

اپنے رب کو سچا مان اس پر جو اس نے تجھ سے روزی کا وعدہ کیا تا کہ تو مومن
چہارم یہ کہ موت کی تیاری رکھ تا کہ تو غافل نہ مرے۔ پنجم یہ کہ تو جہاں بھی ہو اللہ
ذکر کثرت سے کرتا کہ تمام گناہوں سے پاک ہو جائے۔

(ایسا کلام کیوں کرتے ہو جس میں نہ ثواب کی امید نہ عذاب سے نجات' ابراہیم بن ادھم)

(۱۳)'' وَذُکِرَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اَدْھَمْ اِنَّہٗ رَاٰی رَجُلاً یُحَدِّثُ بِشَيْءٍ مِّنْ
کَلَامِ الدُّنْیَا فَوَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ اَھٰذَا کَلَامٌ تَرْجُوْ فِیْہِ الثَّوَابَ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا قَالَ
اَفَتَاْمَنُ فِیْہِ الْعِقَابَ ؟ قَالَ لَا ءَ فَمَا تَصْنَعُ بِکَلَامٍ لَا تَرْجُوْ فِیْہِ ثَوَاباً وَلَا تَاْمَنُ فِیْہِ
عِقَاباً؟ عَلَیْکَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ''تنبیہ الغافلین ص۱۸۶ حضرت ابراہیم بن ادھم
رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دنیاوی باتیں کرتے دیکھا
تو اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا کیا اس کلام میں کچھ ثواب کی امید رکھتا ہے؟ تو
اس شخص نے عرض کیا نہیں فرمایا کیا اس کے سبب عذاب سے تو امن میں رہے گا۔؟
عرض کی نہیں فرمایا پس ایسا کلام کیوں کرتے ہو جس میں نہ تجھے ثواب کی امید ہے
اور نہ عذاب سے بچاؤ اپنے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم رکھو۔

(جو میرے ذکر میں مشغول رہے اسے میں مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں)

(۱۴) ''وَقَالَ كَعْبُ الْاَحْبَارُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی الْمُنَزَّلِ عَلٰی اَنْبِیَائِہٖ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ مَنْ شَغَلَہٗ ذِکْرِیْ عَنْ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ فَوْقَ مَااُعْطِیَ السَّائِلِیْنَ'' تنبیہ الغافلین۔ص۱۸۶۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پاتے ہیں جو اس کے انبیاء علیہم السلام پر اتاری گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال سے روک دیا تو اسے میں مانگنے والوں سے بھی زیادہ عطا کر دیتا ہوں۔

(۱۵) ''وَقَالَ فُضَیْلُ بْنُ عَیَاضٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنْہُ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ یُذْکَرُ فِیْہِ اِسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی یُضِیْئُ لِاَھْلِ السَّمَاءِ کَمَا یُضِیْئُ الْمِصْبَاحُ لِاَھْلِ الْبَیْتِ الْمُظْلِمِ وَاِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ فِیْہِ اِسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَظْلَمُ عَلٰی اَھْلِہٖ''
تنبیہ الغافلین ص۱۸۶

(جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ اپنے رہنے والوں کیلئے تاریک ہوتا ہے)

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جائے آسمان والوں کیلئے ایسے ہی روشنی دیتا ہے جیسے چراغ اہل خانہ کے لئے اور وہ گھر جس میں اللہ کے نام کا ذکر نہ کیا جائے اہل خانہ کے لئے تاریک ہو جاتا ہے۔

باب دوم مختلف اذکار کی فضیلت کے بیان میں فصل اول کلمہ شریف کی فضیلت میں اہل ایمان پر مخفی نہیں کلمۃ طیبہ کا اعتقاد و اقرار اصل ایمان ہے اور ایمان ہی دارین کی سعادتوں کے حصول کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب و رضا اور آخرت میں فلاح و نجات اسی پر موقوف ہے کلمہ طیبہ کے دو جزوں میں جزء اول نفی، و اثبات پر مبنی ہے یعنی اس میں معبودان باطلہ کے استحقاق الوہیت و عبادت کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے استحقاق الوھیت و عبادت کا اثبات و اقرار ہے جزء دوم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت من اللہ کا اثبات و اقرار ہے اس کا اجمالی مفہوم یہ کہ کلمہ گو معبودان باطلہ سے برائت و قطع تعلق کا اظہار و اقرار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی احدیت و حاکمیت کا اقرار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی رسالت و اتباع کا اقرار کرتا ہے۔ کلمہ شریف کے فضائل و فوائد و ثمرات احاطہ شمار سے وراء ہیں جن میں سے حسب توفیق کچھ کو یہاں بیان کر رہا ہوں اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر اس احقر العباد کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین بحرمۃ رسولہ الکریم الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم

(افضل ذکر کلمہ طیبہ)

(حدیث نمبر۱)''حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيّ ثَنَا مُوْسَى بْنُ اِبْـرَاهِيْـمَ بْـنِ كَثِيْرِ بْـنِ الْفَاكِهِ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خَرَاشِ بْنِ عَمِّ جَابِرٍ قَالَ

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ''جامع ترمذی جلد ثانی باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ۔ ابن ماجہ باب فضل الحامدین۔ یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمد للہ ہے۔

(اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے)

(حدیث نمبر۲)''عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِوبْنِ مَیْمُوْنَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. عَشْرَ مِرَارٍ کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَۃَ النَّفْسِ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ'' مسلم جلد ثانی باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء۔ ابواسحاق عمرو بن میمون سے ہے کہ کہا جس نے پڑھا۔ یعنی مذکورہ بالا دعا کو دس بار وہ اس جتنا ثواب پائے گا جس نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار افراد کو آزاد کیا۔

(چھوٹا عمل بڑا ثواب)

(حدیث نمبر۳)۔''عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا عَلَی الْاَرْضِ اَحَدٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ

وَلاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ اِلَّا کُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَایَاہُ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلُ زُبَدِ الْبَحْرِ ''جامع ترمذی جلد ثانی باب ''مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ التَّسْبِیْحِ وَ التَّکْبِیْرِ وَ التَّھْلِیْلِ وَالتَّحْمِیْدِ'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی ایک زمین پر جو پڑھے یعنی مذکورہ کلمات مگر اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔

(حدیث نمبر۴) ''عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَہَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃً لا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. کَانَ لَہٗ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَ کُتِبَ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃً وَ مُحِیَ عَنْہُ مِائَۃُ سَیِّئَۃً وَکُنَّ لَہٗ حِرْزًمِّنَ الشَّیْطٰنِ سَائِرَ یَوْمِہٖ اِلَی اللَّیْلِ وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلِ مِمَّا اَتٰی بِہٖ اِلَّا مَنْ قَالَ اَکْثَرَ . ابن ماجہ باب فضل لا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ.'' مسلم جلد ثانی ۳۴۴ ابوصالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک دن میں سو بار پڑھا یعنی مذکورہ کلمہ کل شی قدیر تک اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہو گا اور اس کے لئے ایک سو نیکی لکھی جائے گی اور اس کے ایک سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ دعا اس کے لئے سارا دن شیطان سے بچاؤ کی ڈھال ہو جائے گی اور کسی عمل کرنے والے کا عمل اس سے افضل نہ ہوگا جو اس نے کیا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ پڑھا۔

حدیث نمبر ۵ صاحب مشکوۃ نے کتاب الدعوات میں شرح السنہ سے ایک حدیث یوں بیان کی ہے۔

(کلمہ طیبہ کا ثواب ساری کائنات کے وزن سے بھاری ہوگا)

''عَنْ ابِیْ سعِیْد الخدری قالَ قالَ رَسُوْلُ اللهِ صلّی اللّٰهُ علیْه و آله وسلّم قالَ مُوسیٰ عَلَیْه السّلامُ یا ربّ علِّمْنِیْ شیأً اذْکُرُکَ بہٖ اَوْ اَدْعُوْکَ بہٖ فَقالَ یا مُوْسیٰ قُلْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ فقالَ یا رَبِّ کُلُّ عِبادِکَ یقُوْلُ هٰذا انّما اُرِیْدُ شیئاً تُخُصُّنِیْ بہٖ قالَ یا مُوْسیٰ لوْ انَّ السّمٰوٰت السَّبْعُ و عامر هُنّ غیْرِیْ والْاَرضِیْن وُضِعْن فِیْ کفَّةٍ ولا الٰهَ الّا اللّٰهُ فِیْ کفّةٍ لَمالَتْ بهنّ لا الٰه الّا اللّٰه'' حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھے وہ ورد سکھا جس سے میں تیرا ذکر کروں یا جس سے تجھے پکاروں فرمایا اے موسیٰ پڑھا کر لا الٰہ الا اللہ تو عرض کی اے میرے رب یہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں میں تو چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی خاص ورد بتا فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور سوائے میرے ان کے آبادکار اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الٰہ الا اللہ تو یہ سب پر بھاری ہو جائے گا۔

(کلمہ پڑھنے والے کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں)

(حدیث نمبر ۶) اسی کی اسی کتاب الدعوات میں جامع ترمذی کے حوالہ سے یہ حدیث ہے۔ ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ ما قال عَبْدُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ قَطُّ اِلاَّ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ حَتّٰی یُفْضِیَ اِلَی الْعَرْشِ ما اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ '' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی بندہ نہیں جس نے خلوص دل سے پڑھا لاَاِلٰـهَ اِلاَّاللّٰـهُ مگر اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے جب تک وہ کبائر گناہوں سے بچتا رہے۔ فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کا کلمہ قبول نہیں بلکہ قبولیت کیلئے خلوص ضروری ہے لھٰذا منافقین کا کلمہ قابل قبول نہیں کیونکہ ان میں خلوص وسچائی نہیں۔

(حدیث نمبر ۷) ''قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مَا قُلْتُهُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ قَبْلِیْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ'' احیاء العلوم جلد اول ص ۳۵۳ یعنی سب اذکار سے افضل وہ ہے جسے میں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے پڑھا کہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ۔

(کلمہ گو کیلئے قبر وحشر میں وحشت نہ ہوگی)

(حدیث نمبر۸)''وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلٰی اَھْلِ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْشَۃٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَلاَ فِیْ نُشُوْرِھِمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھِمْ عِنْدَ الصَّیْحَۃِ یَنْفُضُوْنَ رُؤُوْسَھُمْ مِنَ التُّرَابِ وَیَقُوْلُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحُزْنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ'' حوالہ مذکورہ۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں پر نہ قبروں میں اور نہ قیامت میں کوئی وحشت ہوگی گویا کہ میں ان کے قبروں سے اٹھنے کی کیفیت دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سروں سے مٹی کو جھاڑتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحُزْنَ اَنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شُکُوْرٌ'' ترجمہ سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ہم سے غم دور کیا بے شک ہمارا رب بخشش والا قدر والا ہے

(حدیث نمبر۹)''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَبْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَنْ لَّا یَسْئَلَنِیْ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنْکَ لِمَارَءَیْتُ مِنْ حِرْصِکَ عَلَی الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ قَالَ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ قَلْبِہٖ اَوْنَفْسِہٖ''۔الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۴۱۲م۔

(میری شفاعت قیامت کو ہر وہ شخص پائے گا جس نے سچے دل سے کلمہ پڑھا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ روز قیامت کو لوگوں میں سے کون آپ کی شفاعت سے سعادت مند ہو گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق مجھے معلوم تھا کہ اے ابوہریرہ مجھ سے اس حدیث کے متعلق تجھ سے پہلے کوئی اور نہ پوچھے گا اس لئے کہ میں نے طلب حدیث کا تم میں شوق دیکھا ہے میری شفاعت سے روز قیامت سعادت ہر وہ پائے گا جس نے سچے دل سے یا سچے نفس سے کلمہ پڑھا۔ حدیث نمبر ۱۰ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ اعَشَرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ اَلْفَ حَسَنَةٍ'' جامع ترمذی جلد ثانی ص ۱۷۵ حضرت تمیم الداری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے پڑھا یعنی اشھد سے کُفُوًا اَحَدًا تک دس بار اللہ تعالیٰ اس کے لئے چالیس ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

(جو اس یقین پر مرا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں گیا)

(حدیث نمبر ۱۱) ''عَنْ عُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ''مسلم شریف ج اول کتاب الایمان

ص ۴۱ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اس حال پر مرا کہ وہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں گیا۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہو کہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان خواہ گناہ گار ہو جنت میں جائے گا خواہ گناہوں کی سزا پانے کے بعد جائے یا بلا سزا اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیز جاننا چاہیے کہ کبھی جز سے مراد کل ہوتا ہے یہاں بھی لاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے مراد کل کلمہ ہے یعنی توحید مع الاعتقاد و اقرار رسالت مراد ہے۔ البتہ زمانہ فترت میں یعنی حضور سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ کے مبعوث ہونے سے قبل اور عیسیٰ علیہ السلام سے بعد جو کسی نبی کا زمانہ نہ تھا جو لوگ ایسے دور میں ہوئے جنہیں کسی نبی کی تبلیغ نہ پہنچی ان کا توحید پر ایمان آخرت کی نجات کیلئے کافی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا ایمان۔ حدیث نمبر ۱۲) ''حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ رَشِیْدٍ قَالَ نَا الْوَلِیْدُ یَعْنِیْ اِبْنَ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَیْرُ بْنُ هَانِیٔ قَالَ حَدَّثَنِیْ جُنَادَۃُ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّۃَ قَالَ نَا عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَابْنُ اَمَتِہٖ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ وَاَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَاَنَّ النَّارَحَقٌّ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ ثَمَانِیَۃِ الْجَنَّۃِ شَآءَ''۔ صحیح مسلم ج ۱ کتاب الایمان ص ۴۳ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شبہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا ذات صفات میں کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد خاص اور رسول ہیں اور تحقیق عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا بندہ اور اس کی بندی کا بیٹا ہے اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم عفیفہ رضی اللہ عنہا کی طرف القا فرمایا اور اس کی طرف سے روح ہے اور بے شک جنت و دوزخ موجود ہیں تو جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے وہ بندہ چاہے اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا۔

(آخرت کی نجات کیلئے عقائد کا درست ہونا ضروری ہے)

(فائدہ) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فلاح و نجات اور حصول جنت کیلئے توحید و رسالت کے اقرار و تصدیق کے ساتھ عقائد کا درست ہونا بھی ضروری ہے۔

(جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے وہ بھی جہنم سے نکالا جائے گا)

(حدیث نمبر ۱۳) ''عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ فِیْ قَلْبِہٖ وَزْنُ شَعِیْرَۃٍ مِنْ خَیْرٍ وَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ

قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِیْ قَلْبِهٖ ذَرَّةٍ مِنْ خَیْرٍ : قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ اِیْمَانٍ مَکَانَ خَیْرٍ'' صحیح بخاری ج اول کتاب الایمان ص ۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور اس کے دل میں جو برابر خیر یعنی ایمان ہے اسے جہنم سے نکال لیا جائے گا اور اسے بھی دوزخ سے نکال لیا جائے گا جس نے پڑھا لا الہ الا اللہ اور اس کے دل میں گندم کے دانہ برابر خیر ہو اور فرمایا نکال لیا جائے گا جس نے کہا لا الہ الا اللہ اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر خیر ہو ابوعبداللہ نے کہا کہ ابان نے کہا ہمیں قتادہ نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی اس میں من خیر کی جگہ من ایمان کے لفظ ہیں۔ فائدہ معلوم ہوا کہ مومن کیلئے خواہ وہ کس قدر ضعیف الایمان ہو دائمی جہنم نہیں ہے ایک نہ ایک وقت اس کی بخشش ہو جائے گی اور وہ جنت میں داخل ہو گا۔ دوم معلوم ہوا کہ نجات کا اصل سبب ایمان ہے نیک اعمال اس کے تابع ہو کر سبب نجات ہیں لہٰذا اگر ایمان نہیں تو اعمال سبب نجات نہ بن سکیں گے۔ حدیث نمبر۱۴) ''عَنِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَوْتِ فَبَکَیْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْکِیْ فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ اُسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَکَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَ شْفَعَنَّ لَکَ وَلَئِنْ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّکَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِیْثٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ

وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ اِلَّا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِيْثًا وَّ احِدًا وَّ سَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوْهُ
اَلْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيْطَ بِنَفْسِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ '' مسلم
کتاب الایمان جلد اول ص ۴۳ جامع الترمذی ابواب الایمان جزء ثانی ص ۸۸ صابحی
یعنی ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں عبادہ بن
صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا جب کہ وہ نزع کے عالم میں تھے تو
میں انہیں دیکھ کر رو پڑا پس آپ نے فرمایا صبر کرو کیوں روتے ہو اللہ کی قسم اگر مجھے
گواہ بنایا گیا تو میں ضرور تیرے حق میں گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش قبول ہوئی
تو ضروری تیری سفارش کروں گا اور مجھ سے ہو سکا تو تجھے ضرور نفع دوں گا پھر فرمایا
باخدا ایسی کوئی حدیث نہیں جسے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو جس
کے بیان میں تمہاری بھلائی ہو مگر میں نے تمہیں وہ بیان کر دی ہے سوائے ایک
حدیث جو آج ہی میں تمہیں بتا دیتا ہوں اور تحقیق میری جان اب موت کے چنگل
میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس شخص نے
گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے
رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر آتش دوزخ حرام کر دی۔

(رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ذکر کو فرمایا

خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہیں بخش دیا)

(حدیث نمبر ۱۵) ''وَ عَنْ یَعْلٰی بْنِ شَدَادٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ شَدَادِبْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عِبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ حَاضِرٌ یُصَدِّقُہُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ غَرِیْبٌ یَعْنِیْ اَھْلَ الْکِتَابِ قُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَمَرَ بِغَلْقِ الْبَابِ وَقَالَ اِرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ وَقُوْلُوْا لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَرَفَعْنَا اَیْدِیَنَا سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ بَعَثْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ وَ اَمَرْتَنِیْ بِھَا وَوَعَدْتَنِیْ عَلَیْھَا الْجَنَّۃَ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ثُمَّ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَلَکُمْ۔ ''الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۱۰۔ حضرت یعلی بن شداد سے ہے کہ مجھے ابو شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حدیث بیان کی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی غریب یعنی اہل کتاب ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ نہیں پس آپ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا اپنے ہاتھ اٹھا کر پڑھو لا الہ الا اللہ ہم اپنے ہاتھ کچھ دیر اٹھائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا سب تعریفیں اللہ کو اے اللہ تو مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا اور اس کا مجھے حکم دیا اور اس پر مجھے جنت کا وعدہ دیا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا پھر فرمایا خوش ہو جاؤ بے شک اللہ نے تمہیں بخش دیا۔

(جس نے کلمہ پڑھا اس کے گناہ مٹا کر نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتیں ہیں)

(حدیث نمبر ۱۶) ''وَرُوِیَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ لَیْلَۃٍ اَوْنَہَارٍ اِلَّاطُمِسَتْ مَا فِی الصَّحِیْفَۃِ مِنَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی تُسْکَنَ اِلٰی مِثْلِہَا مِنَ الْحَسَنَاتِ '' الترغیب والترھیب ج۲ص۴۱۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی شخص جس نے رات یا دن میں پڑھا۔ لاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مگر اس کے نامہ عمال سے بدیاں مٹادی جاتی ہیں۔تو ان کی مثل نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

(حدیث نمبر ۱۷) ''وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّ کُلَّ حَسَنَۃٍ تَعْمَلُہَا تُوْزَنُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا شَہَادَۃُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنَّہَالَا تُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ مَنْ قَالَہَا صَادِقاً وَوُضِعَتِ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ وَمَا فِیْہِنَّ کَانَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَرْجَحُ مِنْ ذٰلِکَ احیاء''العلوم جلد ۱)

(کلمہ شہادت کے ثواب کا وزن ساری کائنات سے بھاری ہے)

ص۳۵۳ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ

عنہ سے فرمایا اے ابوھریرہ بیشک جو بھی نیکی کی جائے روز قیامت اس کا وزن ہو گا
سوائے اس شہادت کے کہ جو پڑہے لاَاِلٰــہَ اِلاَّ اللہ پس جس نے اسے سچے دل سے
پڑھا اس کو ترازو میں نہ تو لا جائیگا کیونکہ اگر اسے سات آسمانوں اور سات زمینوں اور
جو کچھ ان میں ہے سب کے ساتھ تولہ جائے تو لاَاِلٰہَ اِلاَّ اللہ ان سب سے بھاری ہو
جائے ۔فائدہ اس سے معلوم ہو اکہ نیکیوں کا ثواب بقدر خلوص ہوتا ہے جس قدر
خلوص زیادہ ہو گا اجر وثواب بھی بڑھتا جائے گا ۔

(حدیث نمبر ۱۸) ''وَقَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ لُقِّنَ
الْمَوْتٰی شَھَادَۃَ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ فَاِنَّھَا تَھْدِمُ الذُّنُوْبَ ھَدَماً قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہِ
ھٰذَا لِلْمَوْتٰی فَکَیْفَ لِلاَحْیَاءِ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ ھِیَ اَھْدَمُ
اَنْھَدَمُ '' احیاء العلوم ج ۱ ۳۵۲ للامام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرنے والوں کو کلمہ شہادت کی تلقین کیا کرو)

اے ابوھریرہ وقت نزع مرنے والوں کو شہادت لاَاِلٰــہَ اِلاَّ اللہ کی تلقین کیا
کرو پس بلا شبہ وہ گناہوں کو گرادیتی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ فائدہ
مردوں کو ہے تو زندوں کے لئے کیسا ہے فرمایا یہ بہت گناہ گرانے والی ہے اور بہت

ہی گرانے والی ہے۔

(یااللہ میں کیسے ٹھروں ابھی تک کلمہ گو کی بخشش نہیں ہوئی نوری ستون)

(حدیث نمبر۱۹) ''ورُوِیَ عَنْ ابی هُریرۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ علیہ و آلِہٖ وَسلَّم قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ تبارَک وتعالیٰ عُمُوۡدًامِنۡ نُوۡرٍ بَیۡنَ یَدَی الۡعَرۡشِ فاذا قال لا الٰہ الاّ اللّٰہُ اِھتزَّ ذٰلِکَ الۡعَمُوۡدُ فَیَقُوۡلُ اللّٰہُ تبارَکَ وَتَعالیٰ اُسۡکُنۡ فیقُوۡلُ کَیۡفَ اَسۡکُنُ ولَمۡ تغفِر لِقائلِھا فیقُوۡلُ اِنِّی قَدۡ غَفَرۡتُ لَہٗ فَیَسۡکُنُ عِنۡد ذٰلِک'' الترغیب والترھیب جزء ثانی ۴۱۶ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش کے پاس ایک نور کا ستون ہے تو جب کوئی بندہ پڑھے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ تو وہ ستون جنبش میں آجاتا ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے فرماتا ہے رک جا وہ عرض کرتا ہے میں کیسے رکوں حالانکہ ابھی تک تو نے اس کے پڑھنے والے کی بخشش نہ کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلاشبہ میں نے اس پڑھنے والے کو بخشش دیا پس تب وہ ستون رک جاتا۔

(حدیث نمبر۲۰) ''وعَنۡ عبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُما قَالَ قَالَ رسُوۡلُ اللہُ صلّی اللہُ عَلیہِ وَآلِہٖ وسَلَّم الا اُخۡبِرُکُمۡ بِوَصِیَّۃِ نُوۡحِ ابۡنَہٗ قَالُوۡا بلٰی قال اَوۡصٰی نُوۡحُ ابۡنَہٗ فقَالَ لِابۡنِہٖ یا بُنَیَّ اِنِّیۡ اُوۡصِیۡکَ بِاثۡنَتَیۡنِ وَ اَنۡھاکَ عَنِ

اُثْنَتَیْن اُوْصِیْکَ بِقَوْلِ لَااِلٰـهَ اِلاَّ اللهُ فَاِنَّهَا لَوْ وُضِعَتْ فِیْ کَفَّةٍ وَوُضِعَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ فِیْ کَفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ" الترغیب والترھیب ج۲ ص ۴۱۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نوح علیہ السلام کی وصیت نہ بتاؤں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا جب نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تو فرمایا اے بیٹا میں تجھے دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو سے روکتا ہوں ایک تجھے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں پس بے شک اگر ایک پلڑے میں سب آسمان و زمین رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الٰہ الا اللہ یعنی اس کا اجر تو یہ ان سے بھاری ہو جائے گا۔

(حدیث نمبر۲۱) "وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللهُ عَنْهُما اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وآلِهٖ وسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ یَسْتَخْلِصُ رَجُلاً مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلاَئِقِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَنْشُرُ عَلَیْهِ تِسْعَةً وَ تِسْعِیْنَ سِجِلاًّ کُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّالْبَصَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَتُنْکِرُ مِنْ هٰذَا شَیْئاً اَظَلَمَکَ کَتَبَتِیْ الْحَافِظُوْنَ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اَفَلَکَ عُذْرٌ فَقَالَ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اللهُ تَعَالیٰ بَلٰی اِنَّ لَکَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَاِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَیْکَ الْیَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِیْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلُ اُحْضُرْ وَزْنَکَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلاَّتِ فَقَالَ فَاِنَّکَ لَا تُظْلَمُ فَتُوْضَعُ السِّجِلاَّتُ فِیْ

كَفِّهٖ وَالْبِطَاقَةُ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ.'' حوالہ مذکورہ بالا۔

(کلمہ شہادت کے ثواب میں لکھا ہوا کاغذ کا پرزہ گناہ کے ننانوے دفتروں پر بھاری ہو جائے گا)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے روایت کی بیان کی کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت خلق کے سامنے اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو نکالے گا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے بھرے ہوں گے اور ہر دفتر حدِ نظر تک پھیلا ہو گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تجھے اس سے کچھ انکار ہے یا میرے لکھنے والے فرشتوں نے تجھ پر کچھ زیادتی کی ہے پس وہ عرض کرے گا اے میرے رب نہیں پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تیرے پاس کچھ عذر ہے عرض کرے گا اے میرے پروردگار کچھ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں البتہ ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے پس بے شک آج کے دن تجھ سے کچھ ناانصافی نہ ہو گی تو ایک ورقہ کاغذ سامنے لایا جائے گا جس میں لکھا ہو گا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے شخص اپنے گناہوں کا بوجھ حاضر لاؤ وہ کہے گا اے میرے رب یہ ایک کاغذ کا ورقہ ان دفتروں کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے تو اللہ سبحانہ فرمائے گا پس بے شک آج تجھ پر زیادتی

نہ ہو گی تو ایک پلڑے میں سب دفتر رکھ دیئے جائیں گے اور ایک میں وہ کاغذ کا پرزہ تو دفتروں کے مقابلہ میں ورقہ ہو جائے گا اس لیے کہ اللہ کے نام کے ساتھ کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔

(حدیث نمبر۲۲) وَرَوٰی اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تُعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِلْجَنَّۃِ ثَمَنٌ قَالَ نَعَمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" تنبیہ الغافلین ص۱۹۳

(جنت کی قیمت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ کیا جنت کی کوئی قیمت معین ہے فرمایا ہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کی قیمت ہے۔

(حدیث نمبر۲۳) "وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ الرَّبَّ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَھُوَ یَقُوْلُ مَا لِیْ اَرَاکَ مَغْمُوْمًا وَحَزِیْنًا وَھُوَ اَعْلَمُ بِہٖ فَقَالَ یَا جِبْرِیْلُ لَقَدْ طَالَ تَفَکُّرِیْ فِیْ اَمْرِ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَا مُحَمَّدُ فِیْ اَمْرِ اَھْلِ الْکُفْرِ اَمْ فِیْ اَمْرِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ؟ قَالَ یَا جِبْرِیْلُ لَا بَلْ فِیْ اَمْرِ اَھْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ فَاَخَذَ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَقَامَہٗ عَلٰی مَقْبَرَۃٍ مِنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَضَرَبَ بِجَنَاحِہٖ عَلٰی قَبْرِ

مَیِّتٍ فَقَالَ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَقَامَ رَجُلٌ مُبْیَضُ الْوَجْہِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَقَالَ جِبْرِیْلُ لَہٗ عُدْ فَعَادَ کَمَا کَانَ ثُمَّ ضَرَبَ بِجَنَاحِہِ الْاَیْسَرِ عَلٰی قَبْرِ مَیِّتٍ فَقَالَ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَخَرَجَ رَجُلٌ مُسْوَدُّ الْوَجْہِ اَزْرَقُ الْعَیْنَیْنِ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاحَسْرَۃَ وَانَدَامَتَاہُ وَاسُوْئَتَہٗ فَقَالَ لَہٗ عُدْفَعَادَ کَمَا کَانَ ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ ھٰکَذَا یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی مَا مَاتُوْا عَلَیْہِ''

تنبیہ الغافلین ص ۱۹۴

(قبر سے مردہ توحید و رسالت پر گواہی دیتا کھڑا ہوا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن حاضر ہوئے تو عرض کی اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلم بے شک رب تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور وہ فرماتا ہے کیا سبب ہے کہ میں آپ کو غم وملال میں دیکھ رہا ہوں حالانکہ وہ اس کے حال کو خوب جانتا ہے تو فرماتا اے جبریل تحقیق میرا تفکر روز قیامت اپنی امت کے معاملہ میں طویل ہوگیا ہے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کفر کے معاملہ میں یا اہل اسلام کے متعلق فرمایا اے جبریل کفر والوں کے معاملہ میں نہیں بلکہ کلمہ پڑھنے والوں کے امر میں فرمایا' جبریل نے میرے ہاتھ کو پکڑا حتیٰ کہ مجھے بنی سلمہ میں سے ایک شخص کی

قبر پر لا کھڑا کیا پھر اپنا دائیاں پر اس میت کی قبر پر مارا اور کہا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا تو وہ شخص روشن چہرے والا کھڑا ہوگیا اور پڑھ رہا تھا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔تو اسے جبریل نے کہا واپس لوٹ جا پس وہ جیسے تھا اسے حال پر ہو گیا پھر جبریل نے اپنا بائیاں پر ایک مردہ کی قبر پر مارا اور کہا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا پس قبر سے ایک شخص سیاہ چہرہ نیلی آنکھوں والا نکلا اور وہ کہتا ہائے افسوس ہائے ندامت ہائے خرابی تو جبرائیل علیہ السلام نے اسے کہا پھر لوٹ جا پس وہ جیسے قبر میں تھا ویسے ہی ہو گیا پھر جبرائیل نے کہا یارسول اللہ اس طرح لوگ روز قیامت اسی حال پر اٹھائے جائیں گے جس پر مرے۔

(حدیث نمبر۲۴)۔''وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهٖ وسَلَّم اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَرَجَ مِنْ فِيْهِ طَيْرٌ اَخْضَرُ لَهٗ جَنَاحَانِ اَبْيَضَانِ مُكَلَّلَانِ بِالدُّرِّ وَ الْيَاقُوْتِ فَعَرَجَ اِلَى السَّمَاءِ فَيُسْمَعُ لَهٗ دَوِيٌّ تَحْتَ الْعَرْشِ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَيُقَالُ لَهٗ اُسْكُنْ فَيَقُوْلُ لَا حَتّٰى تُغْفَرَ لِصَاحِبِيْ فَيُغْفَرُ لِقَائِلِهَا ثُمَّ يُجْعَلُ بَعْدَهَا لِذٰلِكَ الطَّيْرِ سَبْعُوْنَ لِسَانًا يَسْتَغْفِرُ لِصَاحِبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَاءَ ذٰلِكَ الطَّيْرُ فَاَخَذَ بِيَدِ صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ قَائِدَهٗ وَ دَلِيْلَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ''تنبیہ الغافلین ص۱۹۴۔

(کلمہ پڑھنے والے کے منہ سے پرندہ پیدا ہوتا ہے جو

قیامت تک ستر زبانوں سے اس کیلئے استغفار کرے گا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ فرمایا جس نے پڑھا لا اِلٰـہَ الاَّ اللہ اس کے منہ سے ایک پرندہ نکلتا ہے جس کے دو سفید پر ہوتے ہیں جن کو موتی و یاقوت کا تاج پہنایا جاتا ہے تو وہ پرندہ آسمان کی طرف اُڑ جاتا ہے تو عرش کے نیچے اس سے شہد کی مکھی جیسی بھن بھناہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے تو اس کو کہا جاتا خاموش رہے وہ کہتا ہے میں خاموش نہیں ہوں گا جب تک کہ کلمہ پڑھنے والے کی بخشش نہ ہو جائے پس اس کلمہ پڑھنے والے کو بخش دیا جاتا ہے پھر اس پرندے کو ستر زبانیں عطا کی جاتی ہیں اور وہ قیامت تک اس کلمہ گو کیلئے استغفار کرتا رہے گا۔ پھر روز قیامت وہ پرندہ آئے گا اور اس کلمہ گو کا بازو پکڑ کر جنت کی طرف اس کی قیادت اور رہنمائی کرے گا۔ اب اس پر چند حکایات لکھی جاتی ہیں۔

(حکایت اول) صاحب احسن المواعظ مولانا محمد ابراہیم دھلوی بحوالہ ناقل ہیں کہ۔

(کافر بادشاہ جب معبودان باطلہ سے نا امید ہوا تو کلمہ پڑھ لیا)

ایک کافر بادشاہ بڑا سخت دشمن اسلام تھا اور اہل اسلام کی خون ریزی بہت کرتا تھا ایک بار نصرت ایزدی سے لشکر اسلام اس پر غالب ہوگیا اور اس کافر بادشاہ

کو زندہ گرفتار کر لیا تمام مسلمانوں کی اس کافر غارت گر کے متعلق یہ رائے ہوئی کہ اسے تانبے کی دیگ میں ڈال کر دیگ کا منہ بند کیا جائے اور ایک عرصہ تک اس کے نیچے آگ جلائی جائے تاکہ اسے اپنے افعال ظالمانہ کا مزہ آجائے جب یہ رائے قائم ہوئی تو اس کافر بادشاہ کو دیگ میں ڈالا اور دیگ کا منہ بند کر دیا اور اس کے نیچے آگ جلا دی گئی جب دیگ گرم ہونے لگی تو اس کافر بادشاہ کو بھی سخت تکلیف کا سامنا ہوا تب اس نے اپنے سب معبودانہ باطلہ جنہیں خوش کرنے کیلئے وہ بے قصور مسلمانوں کا قتل عام کیا کرتا تھا اپنی مدد کو پکارنا شروع کیا ان کو بھلا کیا طاقت جو اس کی وہاں مدد کو پہنچتے وہ بادشاہ حسب عقیدہ انہیں پکار پکار کر کہتا اے میرے معبود و میں نے تمہاری رضا جوئی میں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا آج مجھے میرے دشمنوں کے پنجے سے نجات دلاؤ مگر وہاں تو پتھر بے جان تھے وہ کیا سنتے اور کیا مدد کو پہنچتے جب ان خود ساختہ معبودوں سے کوئی بھی مدد کو نہ آیا تو بے حد مایوس ہوا اس بے کسی کے عالم میں توفیق الٰہیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا لہٰذا معبود حق کی طرف متوجہ ہوا اور پڑھا لا الہ الا اللہ یہ پڑھنا تھا کہ پہاڑ کی جانب سے آندھی اور ابر نمودار ہوئے پہلے بہت زور سے مینہ برسا پھر آندھی نے اس دیگ کو اڑا لیا اور ایک ایسے کفرستان کے کسی قصبہ میں پہنچایا جہاں کوئی فرد و بشر اللہ کہنا نہ جانتا تھا وہاں ایک مجمع کثیر میں آسمان کی جانب سے یہ دیگ اتری لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے انہوں نے بڑی مشکل سے دیگ کا منہ کھولا اندر سے وہ بادشاہ صحیح سلامت نکلا لوگوں نے اس

سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور تم کون اور کہاں سے آئے ہو اور اس دیگ میں کیسے قید ہوئے اور یہاں کیسے پہنچے تب اس بادشاہ نے اپنی تمام سرگزشت بیان کی کہ میں پہلے کافر تھا اور اہل اسلام کو قتل کرنا بہت بڑی عبادت جانتا تھا اتفاق سے اب کی بار مسلمان مجھ پر غالب ہوئے تو انہوں نے مجھے اس عذاب و تکلیف سے قتل کرنا چاہا اور مجھے اس دیگ میں بند کر دیا پھر اس کے نیچے آگ جلا دی لہٰذا جب گرمی کی تکلیف از حد گذری تو میں نے اپنی مدد کو بتوں کو بلانا پکارنا شروع کیا مگر کوئی بت معبود میرے کام نہ آیا تب میں نے لاچار مسلمانوں کے الٰہی کو پکارا اس نے میری مدد کیلئے ایک ابرو آندھی بھیجے ابر نے بارش سے دیگ کو ٹھنڈا کیا اور آندھی اسے اڑا یہاں لائی سب مجمع نے اس واقعہ سے تعجب کیا اور ساتھ ہی جان لیا کہ حقیقی معبود وہی ہے جو اس قدرت کا مالک ہے اس کا اثر یہ ہوا کہ مجمع کے علاوہ بھی جو اس واقعہ کو سنتا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا لہٰذا تھوڑی دیر میں وہ سارا کا سارا قصبہ مسلمان ہو گیا۔

(دوم) اس احسن المواعظ میں تاریخ آثار الاول عن تاریخ نیشا پور کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ خچر پر سوار تھے اتفاقاً نیشا پور میں پہنچے آپ نے چہرہ مبارک پر نقاب ڈالی ہوئی تھی جب نیشا پور کے بازار سے گذر رہے تھے تو امام ابو ذراعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی آپ سے مشرف بالملاقات ہوئے ان دونوں محدثوں کے ساتھ کئی ہزار سامعین طالبین حدیث بھی موجود تھے ان

حضرات نے جناب کی رکابیں تھام لیں اور عرض کی کہ اے سید بن السادات للہ ہمیں اپنا جمال مبارک ایک نظر دیکھا دیجئے اور ہمیں کوئی ایسی حدیث مبارک بیان کیجئے جس کی ساری سند صرف آپ کے خاندان کی ہو یہ سن کر امام علی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے چہرہ مبارک سے نقاب اٹھایا اور زبان الھام ترجمان سے فرمایا۔

(وہ حدیث جس کے سب راوی اہل بیت کرام ہیں)

''حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مُوْسٰی الْکَاظِمه عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ الصَّادِقِ عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ عَنْ اَبِیْهِ عَلِیِّ زین العابدین عَنْ اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ شَهِیْدِ کربلا عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ وَحَبِیْبِیْ قُرَّةُ عَیْنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ سَمِعْتُ رَبَّ الْعِزَّتِ وَتَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ فَمَنْ قَالَهَا دَخَلَ حِصْنِیْ وَاَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ'' فرمایا مجھے حدیث بیان کی میر باپ امام موسیٰ کاظم نے انہوں نے اس حدیث کو اپنے والد امام جعفر صادق سے روایت کیا امام جعفر صادق نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اسے روایت کیا امام محمد باقر نے اسے اپنے والد زین العابدین سے بیان کیا امام زین العابدین نے اس حدیث کو اپنے والد گرامی امام حسین شہید کربلا سے روایت کیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے باپ حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے بھائی میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میں نے ربّ العزت تبارک وتعالیٰ سے فرمان سنا ہے کہ فرمایا لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے

(جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا وہ میرے امن کے قلعہ میں داخل ہوا)

اور جو شخص میرے امن کے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوا یہ حدیث بیان فرما کر جناب علی رضا رضی اللہ عنہ نے پھر نقاب اپنے چہرے پر ڈال لیا جب یہ حدیث بیان فرما رہے تھے خلق کثیر اسے لکھنے میں مشغول تھے بعد میں جب لکھنے والوں کو شمار کیا گیا تو بیس ہزار اشخاص ہوئے جنھوں نے اس حدیث کو قلم بند کیا اور سامعین حضرات اس شمار کے علاوہ تھے امام قشیری لکھتے ہیں کہ یہ حدیث جب مع الاسناد حاکم سایانہ کو جو فارس میں ایک شہر ہے پہنچی تو اس نے اسے سونے کے پانی سے لکھوا کر بہت تعظیم سے اپنے پاس رکھا مرنے کے بعد اسے کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کہو کیا گزری کہا مجھے میرے رب نے بخش دیا صرف لاالہ الا اللہ کی تعظیم اور ایمان لانے کے سبب۔ سبحان اللہ ایک مسلمان بادشاہ نے کلمہ طیبہ کو تعظیماً سونے کے پانی سے چاندی کے تختے پر لکھا تو اس صلہ میں بخشا گیا تو جو مسلمان اس کلمہ طیبہ کو خون سے آسمان و زمین کے تختوں پر لکھے یعنی اعلائے کلمہ کیلئے اپنی جان فدا کر جائے تو اس کا کیسا عالی مرتبہ ہوگا۔

(خون سے کلمہ لکھا گیا)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص مرید چلہ کشی کے زمانہ میں لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا تھا یکا یک کہیں سے پتھر اس کے سر پر آ لگا جس کے سبب اس اللہ والے کا سر پھٹ کر خون جاری ہو گیا خون کا قطرہ اس کے سر سے نیچے گرتا اس ذاکر کے کپڑوں یا زمین پر فوراً اس قطرہ سے قدرت الٰہیہ سے خود بخود لا الہ الا اللہ لکھا جاتا یعنی اس درویش کے سر کے خون کی سیاہی تھی اور اللہ کی زمین تختی تھی۔

(حضرت دحیہ کلبی کے اسلام لانے کا واقعہ)

(سوم) صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کی جلد اول ص ۱۸۳ پر ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت دحیہ کلبی کے ایمان لانے کی بہت چاہت رکھتے تھے کیونکہ اس کے زیر اثر اس کے خاندان کے ساتھ سو افراد تھے جن کا ایمان لانا دحیہ کے ایمان پر موقوف تھا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے ہیں۔ ''اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْ دَحْیَۃَ الْکَلْبِیَّ الْاِسْلَامَ '' اے اللہ دحیہ کلبی کو اسلام کی توفیق دے تو جب آپ کی دعا کے اثر سے دحیہ نے ایمان لانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فجر کی نماز کے بعد جبریل علیہ السلام کو بھیجا اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ دحیہ

ابھی آپ کے پاس اسلام قبول کرنے کو آئے گا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں میں دحیہ کلبی کے متعلق زمانہ جاہلیت کی کچھ رنجش تھی تو جب انہوں نے اس کے آنے کا سنا تو اسے اپنے پاس بیٹھانا ناپسند جانا پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی یہ دلی کیفیت محسوس فرمائی تو اچھا نہ جانا صحابہ کو فرمائیں کہ دحیہ کیلئے جگہ دیں اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ دحیہ ہمارے پاس آئے تو کسی قسم کی وحشت پا کر اسلام سے اس کا دل میلا ہو تو جب دحیہ کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک ان کے لئے زمین پر بچھا دی اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو چادر مبارک کی طرف اشارہ کر کے کہا دحیہ اس مبارک چادر پر بیٹھے۔ حضرت دحیہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کریمانہ سلوک دیکھا تو رو پڑے "وَرَفَعَ رِدَاءَ وَ قَبَّلَهُ وَوَضَعَهُ عَلٰى رَاسِهِ وَ عَيْنَيْهِ" اور چادر مبارک کو اٹھا کر بوسہ دیا اور سر اور آنکھوں پہ رکھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم اسلام کے بنا کیا ہیں مجھے بتایئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑھو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا پھر رو پڑے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے دحیہ یہ رونا کس لئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام عطا کیا عرض کی یا رسول اللہ میں نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا آپ اپنے ربّ سے پوچھیں کہ اس کا کفارہ کیا ہے اگر مجھے حکم ہو کہ اپنے کو قتل کروں تو میں اپنے کو قتل کر دوں گا اگر حکم ہو میں اپنے سب مال سے دستبردار ہوں تو میں اپنا

ب مال چھوڑ دونگا تب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے وحیہ وہ کونسا گناہ
ے عرض کیا میں عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور میں عار جانتا تھا کہ
ری بیٹیاں ہوں اور انکے شوہر ہوں تو میں نے اپنی ستر بیٹیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل
یا حضور صلّی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر متحیّر ومتفکر ہوئے یہاں تک حضرت جبریلؑ
پکے حاضر خدمت ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وحیہ سے کہہ دو مجھے اپنی
زت وجلال کی قسم جب تو نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھا تو میں نے تیرا ساٹھ سالہ کفر
عاصی معاف کردیا تو میں تجھے تیری بیٹیوں کا قتل کیوں نہ بخشوں گا یہ سنتے ہی
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اشک بار ہوئے پھر
سول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی الٰہی تو نے وحیہ کے ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ہنے پر اسکی بیٹیوں کے قتل اسے بخش دیئے تو اس مومن کو جو ساری زندگی میں بہت
ر یہ سچے دل اور خلوص سے پڑھے اسے کیونکر نہ بخشے گا۔

(عابد عقیدہ میں شک کی بنا پر جہنم میں اور گنہگار یقین کی بنا پر جنت میں چلا گیا)

(چہارم) حدیث میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص بہت عبادت گزار
تھا اور اسی دور میں ایک شخص سب لوگوں سے زیادہ فاجر تھا جب وہ عابد مرا تو حضرت
وسیٰ وعلیٰ نبینا علیہما الصلوٰۃ والسّلام کو کہا گیا وہ عابد جہنم میں ہے اور جب وہ بہت

گنہگار مرا تو موسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا وہ جنت میں ہے حضرت نے عابد کی بیوی
پوچھا اس کا عمل کیا تھا اس عورت نے بتایا کہ وہ سب سے زیادہ عبادت گز
تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کے علاوہ کچھ اس کا اور عمل بتائیں
عورت نے عرض کیا جب وہ رات اپنے بستر پر لیٹنے لگتا تو کہتا ہمارے لئے کیا
خوشی تھی کہ جو کچھ موسیٰ اپنے ربّ سے لیکر آئے ہیں وہ حق ہوتا پھر حضرت موسیٰ علیہ
السلام نے اس گنہگار کی بیوی سے دریافت فرمایا کہ اس کا عمل کیا تھا اس نے عرض
یا نبی اللہ آپ سب کو بھی معلوم ہے پھر آپ نے فرمایا اس کے علاوہ بھی اس کا عمل
بتائیں اس عورت نے بتایا کہ جب وہ رات اپنے بستر پر سونے لگتا تو پڑھتا لَا اِلٰـهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام اللہ تنبیہ الغافلین
ص ۱۹۴ فصل دوم تسبیح وتھلیل وتکبیر کے فضائل میں۔

(جس نے دن میں سو بار سبحان اللہ پڑھا اسکے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے)

(حدیث نمبر ۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَ اِنْ كَانَتْ
مِثْلُ زَبَدِ الْبَحْرِ،، صحیح بخاری کتاب الدعوات ج ۲ ص ۹۴۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

یہ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے ایک دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا اس کے سب
ناہ مٹا دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔

(دو کلمے زبان پر آسان اور تول میں وزنی ہیں)

(حدیث نمبر۲)''وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ
بْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ''حوالہ مذکورہ۔

ترجمہ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ن کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دو کلمے ہیں جو زبان پر پڑھنے آسان اور ترازو پر
انی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

(حدیث نمبر۳)''عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ
ی الْکَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَاءُ اللّٰهُ لِلْمَلٰئِکَتِهٖ اَوْ لِلْعِبَادِهٖ سُبْحَانَاللّٰهِ
حَمْدِهٖ''مسلم کتاب الدعوات جز ثانی ص۳۵۱ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کونسا کلام فضیلت والا ہے
مایا جو اللہ نے فرشتوں کیلئے یا اپنے بندوں کیلئے پسند فرمایا وہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

(حدیث نمبر۴)''عَنْ عَبْدِاللّٰه بن الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
لّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰهِ قُلْتُ یَا رَسُوْل

اللهِ اَخبِرنِی بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللهِ فَقَالَ اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللهِ سُبحَانَ
وَبِحَمْدِہٖ۔ ''حوالہ مذکورہ

(اللہ کا زیادہ پسندیدہ ذکر)

عبداللہ بن صامت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ
وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو فرمایا
تجھے اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ کلام نہ بتاؤں میں نے عرض کی یا رسول اللہ
بتایئے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کلام فرمایا اللہ کو زیادہ پسند سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

(ذکر سے جنت میں درخت لگتے ہیں)

(حدیث نمبر ۵) ''عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْ
وآلہ وسلّم لَقِیْتُ اِبرَاهِیْمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِقْرَءْ اُمَّتَکَ مِنِّیْ
السّلام وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَیِّبَةُ التُّربَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِیْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا
سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَکْبَرُ'' جامع الترمذی جزء ثا
ص۱۸۴۔ یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول صلی اللہ
علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج کروائی گئی میں حضرت ابراہیم علیہ
السلام سے ملا۔ تو اس نے کہا یا محمدؐ میرا سلام اپنی امت سے کہنا اور انہیں بتا دو کہ
جنت پاکیزہ گھر ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے اور بلا درخت ہے اور اس کے درخت

لگانے کو سبحان اللہ والحمد للہ لا الہ الا اللہ اکبر ہے۔

یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے شبہ یہ کہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے واضح ہے کہ جنت باغات ونہروں والی ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا حدیث کا حاصل مفہوم یہ ہے کہ جنت باغات سے خالی ہے اس کے ازالہ کو آیات قرآنیہ اور اس حدیث میں موافقت یوں کی گئی ہے کہ ابتداء تخلیق میں جنت باغات وقصور یعنی محلات سے خالی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے مقتضاء کے مطابق فضل عظیم ورحمۃ واسعہ کی بناء پر عاملین کے عمل کے بقدر اس میں ہر ایک کیلئے باغات قصور ثبت فرمائے اگر کوئی یہاں اعتراض کرے کہ مذکورہ حدیث میں تسبیح وتحمید وتکبیر کو جنت میں درخت لگنے کا سبب قرار دیا گیا اور یہ قاعدہ ہے کہ سبب ہو تو مسبب پایا جاتا ہے جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عاملین کے عمل کے مطابق کرنے سے پہلے ہی جنت میں درخت اگا دیئے ہیں یہ تو خلاف قاعدہ ہے کہ قبل از سبب مسبب موجود ہو جائے۔ اس اعتراض کا ارتفاع یوں ہے کہ مسبب سے پہلے سبب معدوم نہیں تھا بلکہ علم الٰہیہ میں موجود تھا جس کا وقوع از عانی ویقینی تھا بدین وجہ کہ علم الٰہی میں جیسے کوئی چیز نفس امر میں ہو ویسے ہی ہوتی ہے اس کے خلاف ہونا ممکن نہیں۔

(جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اللہ کے ذمہ کرم پر اس کیلئے عہد ہے)

(حدیث نمبر ۶) ''عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کُتِبَ لَہٗ مِائَۃَ اَلْفٍ وَاَرْبَعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ حَسَنَۃً وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَانَ لَہٗ بِھَا عَھْدٌ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ''الترغیب والترہیب ج ا ص ۴۲۱ تالیف للامام الحافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری۔ ابن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جس نے لا الا الا اللہ پڑھا اس کے بدلے اس کے لئے روز قیامت اللہ کے پاس عہد ہوا۔ حدیث نمبر ۷ ''عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ غُرِسَتْ لَہٗ نَخْلَۃٌ فِیْ الْجَنَّۃِ'' حوالہ مذکورہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا اس کیلئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ حدیث نمبر ۸ ''عَنْ اِبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَیْہِ'' کتاب الاذکار للامام نووی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا سبحان اللہ والحمد اللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا مجھے اس سب سے محبوب تر ہے جس پر سورج طلوع

ہوا۔ فائدہ طلعت ماضی لا کر یہ بیان فرما دیا کہ ابتداء کائنات سے جو کچھ معرض وجود میں آچکا ہے یعنی مال و متاع زیب و زینت آرائش سب کو لا کر سامنے رکھ دیا جائے تو میں ان کلمات کے اجر وثواب لذت و سرور کو چھوڑ کر اسے دیکھنے کو تیار نہیں۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ سچی محبت و طلب کا مقتضٰی یہی ہے کہ محب اپنے محبوب اور طالب اپنی مطلوب کو ہر چیز پر ترجیح و اولیت دے اور اس کی خوبیوں کے تصورات میں مستغرق رہے اور شب و روز اسی کے چرچے کرتا رہے۔

(جو کسی سے محبت کرے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے)

حدیث شریف میں ہے۔ ''مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ'' جو کسی سے محبت کرے پس وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ حدیث شریف میں عموم ہے خواہ محبوب اس کا محسن ہو یا نہ عیب دار ہو یا نہ وہ اسے کچھ دے سکتا ہو یا نہ اس کا ذکر اس کیلئے باعث ثواب ہو یا نہ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطلقاً محبت کو مقتضی ذکر بیان کیا ہے مگر جس کا محبوب محسن بھی ہو اور عیوب نقائص سے منزہ بھی ہو اور وہ سب کچھ عطا بھی کر سکتا ہو بلکہ اسی کے عطاؤں پر اس کا گزارہ ہو اور اس کا ذکر باعث اجر وثواب اور دنیا و آخرت کی سعادتوں کا ذریعہ بھی ہو تو ایسے محبوب کا محب کیونکہ نہ شب و روز اسی کی یاد میں دل و زبان کو مشغول رکھے اور اس کی یاد سے

کنارہ کش ہو کر دنیا و مافیہا فانی کی طرف کیسے متوجہ ہو۔

(پاکیزگی جزء ایمان ہے اور الحمدللہ ترازو کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے)

(حدیث نمبر ۹) ''وَرَوٰی اَبُوْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ الطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُالْمِیْزان و سُبْحَانَ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ یَمْلَانِ بَیْنَ السَّمَاءِ والْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ والصَّبْرُ ضِیاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْعَلَیْکَ'' احیاء العلوم جزء اول ص ۳۵۶ للامام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ:

یعنی ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ پاکیزگی جز ایمان ہے اور الحمدللہ ترازو کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ واللہ اکبر دونوں آسمان و زمین کے درمیان خلا کو بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ برھان اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے حجت ہے یا تجھ پر حجت ہے۔

(مسلمان کا ہر نیک عمل صدقہ ہے)

(حدیث نمبر ۱۰) '' وعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ الْفُقَرآءُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ علیہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ ذھَبَ اَھْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ

وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ فَقَالَ اَوَلَيْسَ جَعَلَ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَّتَحْمِيْدَةٍ وَ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ و تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَ اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَ يَضَعُ اَحَدُكُمُ اللُّقْمَةَ فِيْ فِيْ اَهْلِهٖ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَاتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَةً وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ؟ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَرَئَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوْا نَعَمْ كَذٰلِكَ اِنْ وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ" احیاء العلوم جلد اول ص ۳۵۶ ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے بیان کیا کہ فقرآء مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اہل دولت حصول ثواب میں ہم پر سبقت لے گئے۔ وہ ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں۔اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ اپنے وافر مالوں سے خیرات بھی کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیئے نہ بنایا کہ تم اسے صدقہ کرو بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور ہر مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تمہارا کسی کا اپنے اھل وعیال کو لقمہ کھانے کو دینا صدقہ ہے اور تم میں سے ہر ایک کیلئے بضع میں یعنی اپنی بیوی سے جماع میں صدقہ ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے تو جو بیوی کے پاس جاتا ہے اپنی خواہش کے لئے جاتا ہے اور اس کے لئے اس میں اجر ہو گا؟

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تم سوچو اگر اپنے آلہ تناسل کو حرام کاری میں استعمال کرتا تو بتاؤ اس کا بوجھ گناہ ہوتا سب نے عرض کیا ہاں فرمایا اسی طرح اگر اس نے اسے حلال جگہ استعمال کیا تو اس کے لئے اجر ہوگا۔

(تھوڑا عمل پر زیادہ اجر)

(حدیث نمبر ۱۱) ''وَعَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیَعْجِزُ اَحَدُ کُمْ اَنْ یَّکْسِبَ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَۃٍ فَسَئَالَ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِہٖ کَیْفَ یَکْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَۃٍ قَالَ یُسَبِّحُ مِائَۃَ تَسْبِیْحَۃٍ فَیُکْتَبُ لَہٗ اَلْفَ حَسَنَۃٍ اَوْیُحَطُّ عَنْہُ اَلْفَ خَطِیْئَۃٍ'' مشکوٰۃ شریف باب ثواب التسبیح والتحمید سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تھے تو ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ وہ ہرروز ہزار نیکی کرے تو حاضرین بارگاہ میں سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا کیسے ہم میں سے کوئی روزانہ ہزار نیکی کرے فرمایا ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرے اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی اور ایک ہزار برائی اس سے مٹا دیجائے گی۔

(چار کلموں کا عظیم ثواب)

(حدیث نمبر ۱۲) ''وَعَنْ جُوَیْرِیَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِھَا بُکْرَۃً حِیْنَ صَلَّی الصُّبْحَ وَھِیَ فِیْ مَسْجِدِ ھَاثُمَّ رَجَعَ بَعْدَاَنْ

اَضْحٰی وَهِیَ جَالِسَةٌ قَالَ مَازِلْتِ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ فَارَقْتُکِ عَلَیْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَکِ اَرْبَعَ کَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْیَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادِ کَلِمَاتِهٖ"

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے پاس سے گزرے جبکہ نمازِ فجر پڑھی اور وہ اپنی مسجد میں یعنی مسجد خانہ میں تھی پھر دھوپ چڑھی واپس تشریف لائے وہ وھاں ہی بیٹھی تھی فرمایا تم اسی طرح بیٹھی ہو جس جگہ میں تجھے چھوڑ گیا تھا عرض کی ھاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میں نے تجھ سے بعد چار کلمات تین بار پڑھ لئے اگر انہیں تمہارے تمام آج روز کے وظیفوں سے تولا جائے تو ضرور ان پر بھاری ہو جائیں (یعنی)

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمَدَدَ کَلِمَاتِهٖ"

واضح رہے کہ مذکورہ کلمات کے پڑھنے میں جو زیادتی ثواب کا بیان ہوا وہ اس لئے نہیں کہ یہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارکہ سے ادا ہوئے اور وہ حضرت جویریہ کی زبان سے ادا ہوئے یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک امتی کے عمل سے خواہ وہ کتنا ہی جلیل القدر ہو بے شمار درجے زیادہ اللہ کے ھاں محبوب وماجور ہے اس لیے کہ جتنا زیادہ کسی کو قرب الٰہی حاصل ہو اتنا ہی زیادہ اس کا عمل محبوب و وزنی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ

صحابہ کرام کا مٹھی بھر جو خیرات کرنا اس قدر ثواب رکھتا ہے کہ کے بعد کے مسلمانوں کا احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرنا بھی برابر نہیں تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو وہ قرب حاصل ہے جس تک کسی کو رسائی نہیں بلکہ یوں کہیئے اگر مقربین کو قرب حاصل ہوا تو وہ بھی اسی خاصہ خاصان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہوا بات کچھ طول میں چلی گئی بیان یہ کرنا تھا کہ ان کلمات میں کثرت ثواب اس لیئے ہے کہ یہ مقصود و مدلول اور حمد و تقدیس کیلئے جامع ہیں۔

اسے آپ یوں سمجھیں کہ ایک شخص صاحب خانہ سے گھر کی ہر چیز کے متعلق علیحدہ علیحدہ سوال کرتا ہے ممکن ہے کہ کوئی چیز سائل کے علم میں نہ ہو جیسے وہ نہ مانگ سکا ہو دوسرا شخص آیا اس نے صاحب خانہ سے بیک زبان گھر ہی مانگ لیا اب علیحدہ علیحدہ گھر کی چیز مانگنے والے کا وقت بھی زیادہ لگا الفاظ بھی زیادہ بولے اور وہ کچھ حاصل بھی نہ کر سکا جو دوسرے سائل نے یک زبان سے حاصل کر لیا۔

(کلمہ شکر اور کلمہ اخلاص)

(حدیث نمبر۱۴)''عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّـهُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هِیَ الصَّلٰوۃُ الْخَلَائِقِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَلِمَةُ الشُّکْرِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ تَمْلَاءُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ ''مشکوۃ باب ثواب التسبیح والتحمید والتهلیل

والتکبیر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ آپ نے فرمایا سبحان اللہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور الحمد للہ کلمہ شکر ہے اور لا الٰہ اِلّا اللہ اخلاص کا کلمہ ہے اور اللہ اکبر آسمان و زمین کے درمیان کی فضا کو بھر دیتا ہے اور جب بندہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے بندہ مطیع ہو گیا اور اپنے آپ کو سپرد کر دیا۔

(فصل سوئم)

استغفار کی فضیلت میں

(اپنے رب سے چاہو وہ بڑا بخشش والا ہے)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا"

ترجمہ: تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے تم پر شراٹے کا مینہ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔

(جب اپنی جانوں کا بُرا کر بیٹھیں

تو اللہ سے معافی مانگیں)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُ اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ"

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کیئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں۔

(سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَار)

(حدیث اوّل)" حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ بَشِيْرُ بْنُ كَعْبِ الْعَدَوِیُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُلَكَ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَ لَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِناً بِهَافَمَاتَ مِنْ يَّوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِىَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ فَهُوَ مُوْمِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ

اھلِ الجنّۃ" بخاری جلد ثانی کتاب الدعوات باب افضل الاستغفار حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب استغفار کا سردار یہ ہے کہ تو کہے الہٰی تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے وجود بخشا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں بقدر طاقت تیرے عہد پر قائم ہوں اور تیرے وعدے پر پر امید ہوں اور اپنے کیے کے وبال سے تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت جو مجھ پر ہے اس کا اقرار کرتا ہوں تو مجھے بخش دے بلاشبہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے یقین کی حالت پر اسے دن میں پڑھا پھر اسی دن شام سے پہلے فوت ہوا تو وہ اہل جنت سے ہے اور جس شخص نے اسے رات کو پڑھا اس حال میں کہ وہ اس کے ثواب وحقانیت پر یقین والا ہے پھر وہ صبح سے پہلے مرا تو اہل جنت سے ہے۔

(اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے)

(حدیث دوم)"عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ اَعُوْدُهٗ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَحَدَّثَنَا بِحَدِيْثَيْنِ حَدِيْثاً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحاً بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِیْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مَهْلِكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اَدْرَكَهُ الْعَطْشُ ثُمَّ قَالَ

ارْجِعُ اِلٰی مَکَانِیَ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْهِ فَاَنَامُ حَتّٰی اَمُوْتُ فَوَضَعَ رَاسَهٗ عَلٰی سَاعِدِهٖ لِیَمُوْتَ فَاسْتَیْقَظَ وَعِنْدَهٗ رَحِلَتُه وَعَلَیْهَا زَادُهٗ وَطَعَامُهٗ وَ شَرَابُه فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ ''مسلم جلد ثانی ص ۳۵۴۔ حضرت حارث بن سوید نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کو گیا جب کہ وہ علیل تھے تو انہوں نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں ایک اپنا قول اور ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے مؤمن بندے کی توبہ کو اس شخص سے بھی زیادہ پسند کرتا ہوں جو کسی ہلاکت کے خوف ناک جنگل میں ہو اور اس کے پاس اس کی سواری ہو جس پر اس کا کھانا پانی ہو پس وہ سو گیا جب اٹھا تو اس کی سواری کا جانور بھاگ گیا تو اس نے اس کو تلاش کیا یہاں تک اسے سخت پیاس نے آ لیا پھر بولا کہ میں اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پہلے تھا وہاں سو جاتا ہوں پھر نہ اٹھوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں پس اس نے اپنا سر بازوں پر رکھ دیا تاکہ مر جائے پھر جب وہ بیدار ہوا تو اپنے پاس اپنی سواری کو پایا اس پر اس کا زادِراہ اور کھانا پانی موجود تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ کو اس سے بھی زیادہ پسند فرماتا ہے جو اپنی سواری اور توشہ ملنے پر خوش ہوا۔

(رات سوتے وقت مخصوص کلمات کے ساتھ تین

بار استغفار کرنے سے)

(حدیث سوم): عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَاوِیْ اِلٰی فِرَاشِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ اِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَاِنْ کَانَتْ عَدَدِ وَرَقِ الشَّجَرِ وَاِنْ کَانَتْ رَمْلٍ عَالِجٍ وَاِنْ کَانَتْ عَدَدِ اَیَّامِ الدُّنْیَا" جامع ترمذی جزء ثانی ابواب الدعوات۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے بستر پر سوتے وقت تین بار "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں اور اگرچہ درختوں کے پتوں کی تعداد میں ہوں اور اگرچہ ریت کے ٹیلوں برابر ہوں اور اگرچہ (ابتداء سے انتہا تک) دنیا کے دنوں برابر ہوں۔ حدیث پاک کا مقصد یہ ہے کہ گناہ خواہ کتنے ہی ہوں مگر جب بندہ اپنے کیے پر نادم ہو کر سچے دل سے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس ذات سبحانہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اس بندہ عاصی کے سب گناہ ایک پل میں دھو دیتی ہے۔

(اگرچہ گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر بھی اللہ توبہ سے معاف فرما دیتا ہے)

(حدیث چہارم): ''عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّم قَالَ لَوْ اَخْطَاتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ عَلَيْكُمْ'' ابن ماجہ باب ذکر التوبہ ۳۲۳ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ تمہارے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تائب ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ ضرور قبول کرے گا۔

(گناہ کے بعد تائب ہونے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو)

(حدیث پنجم) اسی کے اسی باب میں ہے۔ ''عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ'' ابو عبید بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔

(بہتر خطا کار وہ ہے جو کیئے سے توبہ کر لے)

(حدیث ششم): ''عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ،، حوالہ مذکورہ۔ حضرت قتادہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد آدم سے ہر ایک نے خطا کی ہے مگر بہتر خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہوں۔

(استغفار کے تین عظیم فائدے)

(حدیث ہفتم) ''حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ نَا الْوَلِيْدُبْنُ مُسْلِمٍ نَاالْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ'' ابو داود جزء اول باب فی الاستغفار ص۲۲۰ یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے باپ سے راوی کہ اس نے اسے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے استغفار کو اپنا معمول بنالیا اللہ اس کو ہر مشکل سے نجات دیگا اور ہر غم سے خلاصی دیگا اور اس جگہ سے اسے روزی پہنچائے گا جس کا اس کو گمان بھی نہ ہو۔

(میں اپنے رب سے سو بار استغفار کرتا ہوں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد)

(حدیث ہشتم): ''قَالَ حُذَيْفَةُ كُنْتُ ذَرِبَ اللِّسَانِ عَلٰى اَهْلِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يُدْخِلَنِيْ لِسَانِي النَّارَ؟فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنِّيْ لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ '' احیاء العلوم

جلد اول ۳۶۹ یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے گھر
والوں پر تیز زبان استعمال کرتا تھا تو ایک بار میں نے عرض کی یا رسول اللہ تحقیق میں
ڈرتا ہوں کہیں میری زبان مجھے دوذخ میں نہ لیجائے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا تو استغفار کو کہا بھولا ہوا ہے فرمایا میں تو اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں ایک
دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں (ایک شبہ کا ازالہ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار گناہ پر نہیں تھا کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے)

کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار کرنا گناہوں کو
بخشوانے کے لئے تھا یہ غرض نہیں تھی کیونکہ ہر نبی معصوم ہوتا ہے اس سے گناہ ہو ہی
نہیں سکتا تو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو امام المعصومین ہیں چہ جا کہ
آپ سے گناہ کا تصور کیا جائے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار ان
وجوہات کی بنا پر تھا اول اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بطور عبادت کیونکہ جس قدر
کوئی اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہو اتنا ہی زیادہ وہ اس کی خوشنودی و رضا کا طالب ہوتا
ہے دوم آپ کا استغفار کرنا بطور عاجزی تھا کیونکہ عاجزی انسان کے لئے زینت ہے
(سوم تعلیم امت کے لئے)(چہارم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار کرنا امت
کے گناہوں کی بخشش کے لئے تھا)

(خلیفہ اول سے خلیفہ چہارم راوی رضی اللہ عنہما)

(حدیث نہم): اسی کے ص ۳۷۰ پر یوں ہے۔ ''قَالَ عَلِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کُنۡتُ رَجُلاً اِذَا سَمِعۡتُ مِنۡ رَّسُوۡلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَدِیۡثًا نَفَعَنِیَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِمَاشَآءَ اَنۡ یَنۡفَعَنِیَ اللّٰہُ مِنۡہُ واذا حَدَّثَنِیۡ اَحَدٌ مِّنۡ اَصۡحَابِہٖ اسۡتَحۡلَفۡتُہٗ فَاِذَا حلف صَدَّقۡتُہٗ قَالَ حَدَّثَنِیۡ اَبُوۡبَکۡرٍ صدق ابوبکر رضی اللّٰہُ عَنۡہُ قال سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وسلم یَقُوۡلُ مامِنۡ عَبۡدٍ یُذۡنِبُ ذَنۡبًا فَیُحۡسِنُ الطُّھُوۡرَ ثُمَّ یَقُوۡمُ فَیُصَلِّیۡ رَکۡعَتَیۡنِ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ عزوجلَّ اِلَّا غُفِرَلَہٗ ثُمَّ تَلَا (وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً اَوۡ ظَلَمُوۡا اَنۡفُسَھُمۡ '' یعنی سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اس تحقیقی ذہن کا آدمی تھا کہ جب میں نے کوئی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تو مجھے اللہ عزوجل نے نفع دیا جتنا اللہ نے میرا نفع چاہا اور جب صحابہ کرام میں سے کسی نے مجھے حدیث بیان کی تو میں نے اس سے برائے تحقیق حلف لیا پس جب اس نے حلف دیا میں نے اس کی تصدیق کر دی فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی جو حضرت ابوبکر صدیق نے بیان کی سچ بیان کیا انہوں نے کہا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی بندہ نہیں جو کسی گناہ کا ارتکاب کرے پھر اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑا ہوا پس دو رکعتیں نماز پڑھی پھر اللہ عزوجل سے بخشش چاہی مگر اسے بخش دیا جاتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت پڑھی ترجمہ ''اور وہ لوگ جو برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی

جانوں پر زیادتی کر لیتے ہیں" الآیۃ تنبیہ۔ واضح رہے کہ حضرت علی وجہہ الکریم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے بوقت بیان حدیث حلف لینا ان پر معاذ اللہ عدم اعتماد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ برائے تاکید تھا جو کہ حق شرعی ہے۔

(مسلمان کے گناہ لکھنے سے فرشتہ تین گھڑیاں رکا رہتا ہے)

(حدیث دہم) "وَعَنْ اُمِّ عَلْقَمَةِ الْعَوْصِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا اِلَّا وَقَفَ الْمَلَكُ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ مِنْ ذَنْبِهٖ لَمْ يَكْتُبْهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُعَذِّبِ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" الترغیب و الترھیب ج ۲ ص ۴۶۹۔ حضرت ام علقمہ العوصیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو گناہ کرے مگر فرشتہ تینؔ ساعتیں لکھنے سے رکا رہتا ہے پھر اگر وہ اپنے کیے گناہ سے توبہ کر لے تو وہ اس کا گناہ اس کے ذمہ نہیں لکھتا اور اس گناہ کے سبب اللہ تعالیٰ روز قیام اسے عذاب نہ دے گا۔

(استغفار سے دل کا سیاہ نکتہ مٹا دیا جاتا ہے)

(حدیث یازدہم) "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَآلِهٖ وَسلَّم قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ فَاِنْ هُوَ

فَرَغَ وَ اسْتَغْفَرَ صُقِلَتْ فَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ ''الترغیب والترهیب ج ۲ ص ۴۶۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک نکتہ لگا دیا جاتا ہے پس اگر اس نے خوف زدہ ہو کر توبہ کر لی تو نکتہ دھو دیا جاتا ہے پھر اگر دوبارہ گناہ کرتا ہے تو (سیاہ) نکتہ اس میں بڑھا دیا جاتا ہے یہاں تک وہ اس کے دل پر غالب آ جاتا ہے فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں سے دل سیاہ ہوتا ہے اور استغفار سیاہی اور میل کو دور کر کے دل کو صاف و روشن کرتا ہے۔ فصل چہارم دعا کی فضیلت میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(مجھے پکارو میں قبول کروں گا)

''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ'' سورہ غافر آیت ۶۰ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اے بندگان خدا ذرا سوچو کہ ہمارا رب کتنا کریم و مہربان ہے کہ خود مانگنے کا حکم بھی دیتا ہے اور دینے کا وعدہ بھی فرماتا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

(اپنے رب سے گڑگڑاتے دعا کرو)

''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً'' سورہ اعراف آیت ۵۵ اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ۔ تیسرے مقام پر ارشاد ہے۔

(میں اپنے بندوں کے قریب ہوں)

''وَاِذَاسَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ'' سورہ البقرہ آیت ۱۸۶' اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ چوتھے مقام پر ارشاد ہے۔''اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ'' الآیہ سورۃ النمل ۔ آیت۶۲' یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔ قرآنی آیت کے بعد احادیث ملاحظہ ہوں ۔

(اللہ تعالیٰ کو دعا سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں)

(حدیث اول)''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ شَیْئٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں۔ جامع ترمذی جزء ثانی کتاب الدعوات باب فضل الدعاء۔

(دعا عبادت کا مغز ہے)

(حدیث دوم)''عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم قال الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ''حوالہ مذکورہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔

(دعا عبادت ہے)

(حدیث سوم)''عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَءَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ'' ابن ماجہ باب فضل الدعا ص ۲۸۰ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت ہے پھر آپ نے آیت پڑھی۔ ترجمہ اور تمھارے رب نے فرمایا مجھے پکارو میں تمھاری دعا قبول کرتا ہوں۔

(دعا قضائے الٰھیہ کو ٹالتی ہے)

(حدیث چہارم)''عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِيْ الْعُمَرِ اِلَّا الْبِرُّ''مشکوۃ شریف کتاب الدعوات۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کے سوا کوئی چیز قضاء کو نہیں ٹالتی اور نیک عمل کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑاتی۔

(دعا نیکی سے مل کر کفایت کرتی ہے)

(حدیث پنجم)''قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكْفِيْ مِنَ الدُّعَاءِ مَعَ الْبِرِّ مَا يَكْفِيْ الطَّعَامَ مِنَ الْمِلْحِ''احیاء العلوم جلد اول ص ۳۶۱ حضرت ابو ذر غفاری رضی

اللہ عنہ سے ہے کہ کفایت کرتی ہے دعا نیکی سے مل کر جیسے کفایت ہوتی ہے (لذت میں) کھانے میں نمک سے۔

(اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس سے مانگا جائے)

(حدیث ششم) ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ اَنْ یُّسْئَلَ'' احیاء العلوم ص۳۶۱ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

(باب سوم) مختلف اوقات کے مخصوص اذکار کی فضیلت میں۔ فصل اول۔ نمازوں سے بعد کے اذکار میں۔

(تمہیں وہ ذکر بتاتا ہوں کہ جس سے پہلوں کو پالوگے اور پچھلوں سے سبقت لے جاؤگے ارشاد نبوی)

(حدیث نمبر ۱) ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَ النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ قَالَ کَیْفَ ذَاکَ قَالُوْ صَلُّوْا کَمَا صَلَّیْنَا وَجَاهَدُوْا کَمَا جَاهَدْنَا وَ اَنْفَقُوْا بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ وَ لَیْسَتْ لَنَا اَمْوَالٌ قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَمْرٍ تُدْرِکُوْنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَکُمْ وَلَا یَاْتِیْ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِ تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ

عَشْرًا وَ تَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا" صحیح بخاری جلد ثانی باب الدعاء بعد
الصلوۃ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مال ہم سے حصول درجات
اور دائمی نعمتوں میں سبقت لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا وہ کیسے؟
انہوں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا وہ ہماری طرح
نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اور جیسے ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی جہاد کرتے ہیں اور اپنے
وافر مالوں میں سے خرچ بھی کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں ہے فرمایا کیا تم کو
وہ کام نہ بتاؤں کہ تم پہلے والوں کو پالو اور بعد میں آنے والوں پر سبقت لے جاؤ اور
اس کے مثل حاصل کوئی نہ کر سکے جو تم نے پایا مگر وہ جو تمہارے جیسا عمل کرے۔ وہ
یہ کہ تم ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ پڑھو اور دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر
کہو۔

(نمازوں کے بعد تسبیح کی فضیلت)

(حدیث نمبر۲) "عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ اَنَّ
فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ
اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَ النَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ وَمَاذَاكَ قَالُوْا يُصَلُّوْنَ
كَمَا نُصَلِّيْ وَ يَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَ يَتَصَدَّقُوْنَ وَ يُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ
وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ

مَا صَنَعْتُمْ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُکَبِّرُوْنَ وَ تُحَمِّدُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ مَرَّۃً قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ الْمُھَاجِرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَھْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ‘‘

(یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے)

صحیح مسلم جلد اول باب استحباب ذکر بعد الصلوٰۃ حضرت ابو صالح حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا فقراء مہاجرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا مالوں والے ہم پر بلندی درجات اور دائمی نعمتوں کے حصول میں سبقت لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا وہ سبقت کیسی ہے مہاجرین صحابہ نے عرض کیا وہ ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ وخیرات دیتے ہیں ہم نہیں دے سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم غلام آزاد نہیں کر سکتے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جس سے تم اسے پالو جو تم پر سبقت لے گیا اور اس کے سبب پیچھے آنے والوں پر سبقت لیجاؤ اور تم پر کوئی فضیلت نہ لے سکے سوا اس شخص کے جو وہ کام کرے جو تم نے کیا مہاجرین صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایئے فرمایا سبحان

اللہ اور اللہ اکبر اور الحمد للہ ہر نماز کے بعد تیتیس تیتیس بار پڑھا کرو (راوی حدیث) حضرت ابو صالح نے کہا کہ پھر مہاجرین فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کیا ہمارے عمل کو ہمارے اہل مال بھائیوں نے سن لیا پس انہوں نے بھی ویسا ہی کیا جو ہم کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہیے دیتا ہے۔

(حدیث نمبر۳)''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَبَّحَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلاثًا وَ ثَلٰثِیْنَ وَ كَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَ ثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَثَلٰثِیْنَ فَذٰلِکَ تَسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ ثُمَّ قَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ لَهٗ خَطَایَاهُ وَ كَانَتْ مِثْلُ زُ بَدَ الْبَحْرِ'' صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۶۹۔

(سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد تیتیس بار سبحان للہ پڑھا اور تیتیس بار الحمد اللہ پڑھا اور تیتیس بار اللہ اکبر کہا پس ننادیں ہوئے پھر سو پورا کرنے کو ایک بار پڑھا۔''لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

قَدِیْرٌ“اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔

(نماز فجر کے بعد ذکر کی فضیلت)

(حدیث نمبر۴)”عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِیْ دُبُرِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَھُوَ ثَانٍ رِجْلَیْہِ قَبْلَ اَنْ تُکَلَّمَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کُتِبَتْ لَہٗ عَشَرَ حَسَنَاتٌ وَمُحِیَ عَنْہُ عَشَرَ سَیِّئَاتٌ وَرُفِعَ لَہٗ عَشَرَ دَرَجَاتٌ وَکَانَ یَوْمُہٗ ذٰلِکَ کُلُّہٗ فِیْ حِرْزٍ مِّنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ وَ حَرْسٍ مِنَ الشَّیْطَانِ وَلَمْ یَنْبَغِ لِذَنْبٍ اَنْ یُدْرِکَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اِلَّا الشِّرْکَ بِاللّٰہِ“ جامع ترمذی جلد ثانی ابواب الدعوات ۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نماز فجر کے بعد دو زانوں بیٹھ کر کلام کرنے سے پہلے پڑھا یعنی لا الہ الا اللہ شیء قدیر تک دس بار اس شخص کیلیے دس نیکیا ں لکھ دیجاتی ہیں اور اس سے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کیئے جاتے ہیں اور اس کا یہ سارا دن ہر برائی سے حفظ وامان میں گزرتا ہے اور شیطان کے مکرو فریب سے حفاظت میں رہتا ہے اور گناہ کو اس دن اس تک رسائی نہیں سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے۔

(نمازوں کے بعد استغفار کی فضیلت)

(حدیث نمبر۵) ''عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ مَنْ قَالَ بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ ذُنُوْبَهٗ وَاِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ '' مصنف عبد الرزلق جلد۲ ص۲۳۶ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد تین بار پڑھا یعنی استغفر اللہ سے اتوب الیہ تک اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ مٹا دے گا اگرچہ وہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔

(حدیث نمبر۶) ''عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّاسُ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اَصْحَابُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُنْفِقُوْنَ وَلَا نُنْفِقُ قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَالُ الدُّنْيَا وُضِعَ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ اَكَانَ بَالِغًا السَّمَآءِ ؟ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ اَصْلُهٗ فِى الْاَرْضِ وَفُرُوْعُهٗ فِى السَّمَآءِ اَنْ تَقُوْلُوْا فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَشَرَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ اَصْلَهُنَّ فِى الْاَرْضِ وَ فَرْعَهُنَّ فِى السَّمَآءِ'' مصنف عبدالرزاق جلد ثانی ص۲۳۳

(میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کی جڑیں زمین میں اور شاخیں آسمان کو پہنچی ہوتی ہیں ارشاد نبوی)

عبدالرزاق معمر سے وہ حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا فقراء مؤمنین میں سے کچھ حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ اھل مال اجروں میں ہم پر سبقت لے گئے وہ صدقے کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں دے سکتے وہ (نیکی و بھلائی میں) خرچ کرتے ہیں ہم خرچ نہیں کر پاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو اگر دنیا کا سب مال نیچے اوپر جمع کیا جائے تو وہ آسمان تک پہنچ جائے گا سب نے عرض کی یا رسول اللہ نہیں فرمایا کیا تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کی جڑیں زمین پر اور شاخیں آسمانوں کو پہنچی ہوں وہ یہ کہ تم پر ہر نماز کے بعد دس بار پڑھا کرو۔''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ'' پس بے شک اس کی جڑیں زمین پر قائم ہیں اور شاخیں آسمان میں پہنچی ہوئی ہیں ۔توضیح۔ مذکورہ حدیث میں زمین سے مراد مؤمن کا سینہ اصل سے مراد ایمان ہے جو کہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے نصیب ہوتا ہے اور فرع سے مراد مؤمن کے اعمال صالحہ جنہیں فرشتے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

(وہ دعا جس کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ کو ہر نماز کے بعد پڑھنے کی وصیت فرمائی)

(حدیث نمبر۷)''عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ والہ وسلّم اخذ بِيَدِهٖ وَقَالَ يَامُعَاذُ وَاللهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ اُوْصِيْكَ يَامُعَاذُ لا

تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلیٰ ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ ''کتاب الاذکار للامام نووی رحمۃ اللہ علیہ ص۸۲ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اے معاذ باخدا بلاشبہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں پھر فرمایا اے معاذ میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ عامت چھوڑنا۔ ''اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ'' مذکورہ حدیث شریف سے چند فائدہ اول یہ کہ ہر ایک مسلمان کا دعوی ہے کہ میں حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں مگر یہ کسی کے پاس سند نہیں جس سے ثابت کر سکے کہ حضور بھی اس سے محبت کرتے ہیں لیکن حضرت معاذ کا مقدر کس قدر بلند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود مکرر تین تاکیدوں کے ساتھ فرمارہے ہیں کہ اے معاذ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ دوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام خطاب نہ کیا بلکہ بالخصوص حضرت معاذ کو عمل بتایا اس سے معلوم ہوا کہ کچھ معمولات کا انحصار آپ کی رضا پر ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ سوم پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار فرمایا بعد میں عمل بتایا یہ اس لیے کہ جب کسی کو معلوم ہو جائے جو کچھ مجھے بتایا جارہا ہے یہ میرے سے پیار کی بنا پر ہے تو اس پر وہ کام کرنا آسان ہو جاتا ہے' قرآن پاک میں متعدد مقام پر اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور کے امتیوں کو یایھا الذین امنوا کے خطاب سے نواز پھر کسی امر سے مامور کیا۔ چہارم یہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کہ جب کسی سے پیار کرو اسے آخرت کے بھلے کی بات بتاؤ۔ پنجم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ اے معاذ اس عمل کو ضرور یا ہمیشہ کرنا بلکہ فرمایا کہ ہرگز نہ چھوڑنا حالانکہ چھوڑنے کا تصور کرنے کے بعد ہوتا ہے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ حضرت معاذ اس عمل کو ضرور اپنا معمول بنائیں گے۔ ششم عبادت پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ عبادت کے بعد بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عبادت پر مدد و توفیق مانگنی چاہیے۔

(وہ دعا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد مانگتے تھے)

(حدیث نمبر ۸)"عبدالرزاق عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عائشة عَنْ رَجُلٍ سَمِعَ اُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلٰوةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِزْقاً طَيِّباً وَ عَمَلاً مُقَبَّلاً وَّ عِلْماً نَافِعاً "مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۳۴ موسیٰ بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے (ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ رزق اور مقبول عمل اور مفید علم کا سوال کرتا ہوں۔

(وہ دعا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی)

(حدیث نمبر۹) ''وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ'' ریاض الصالحین۔ص ۴۳۲ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی مجھے وہ دعا سکھائیں جسے میں اپنی نماز میں پڑھوں فرمایا پڑھا کرو۔ یعنی اللھم سے الغفور الرحیم تک۔

(بہترین دعا)

(حدیث نمبر۱۰) ''وَرُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّ الدُّعَاءِ خَیْرٌ اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ؟ قَالَ نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ خَیْرَ الدُّعَاءِ اَنْ تَقُوْلَ فِی الصَّلٰوۃِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْخَلْقُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ وَاَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ'' الترغیب والترھیب جزء۲ ص۴۲۱ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

کونسی دعا بہتر ہے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں راوی نے کہا کہ جبریل علیہ السلام اترے تو کہا کہ بیشک بہتر یہ ہے کہ تو پڑھے ترجمہ اے اللہ تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں اور تیری ہی سب بادشاہی ہے اور تیری ہی سب مخلوق ہے اور تیری طرف ہی سب کام کا لوٹنا ہے اور تجھ سے سب بھلائی مانگتا ہوں اور سب شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(وہ تسبیح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو سکھائی)

(حدیث نمبر۱۱) ''وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهَا بِخَمِيْلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ذَاتَ يَوْمٍ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتّٰى اشْتَكَيْتُ صَدْرِيْ وَجَاءَ اللّٰهُ اَبَاكِ بِسَبْيٍ فَاذْهَبِيْ فَاسْتَخْدِمِيْهِ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاَنَا وَاللّٰهِ لَقَدْ طَحَنْتُ حَتّٰى مَجِلَتْ يَدَايَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاجَآءَ بِكِ اَيْ بُنَيَّةُ؟ قَالَتْ جِئْتُ لِاُسَلِّمَ عَلَيْكَ فَاسْتَحْيَتْ اَنْ تَسْئَلَهُ وَرَجَعَتْ فَقَالَ عَلِيٌّ مَافَعَلْتِ قَالَتْ اسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْئَلَهُ فَاَتَيَا جَمِيْعًا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتّٰى اشْتَكَيْتُ صَدْرِيْ وَقَالَتْ فَاطِمَةُ قَدْ طَحَنْتُ

حَتّٰی مَجِلَتْ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا اُعْطِیْکُمْ وَاَدَعُ اَھْلَ الصُّفَّۃَ تَطْوٰی بُطُوْنُھُمْ مِنَ الْجُوْعِ لَا اَجِدُ مَا اُنْفِقُ عَلَیْھِمْ وَلٰکِنْ اَبِیْعُھُمْ وَاُنْفِقُ عَلَیْھِمْ اَثْمَانَھُمْ فَرَجَعَا فَاَتَاھُمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ دَخَلَا فِیْ قَطِیْفَتِھِمَا اِذَا غَطَّتْ رُؤُسَھُمَا فَثَارَا فَقَالَ مَکَانَکُمَا ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمَا بِخَیْرٍ مِمَّا سَئَلْتُمَانِیْ؟ قَالَا بَلٰی قَالَ کَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْھِنَّ جِبْرِیْلُ فَقَالَ تُسَبِّحَانِ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَتَحْمِدَانِ عَشْرًا وَتُکَبِّرَانِ عَشْرًا فَاِذَا اَوَیْتُمَا اِلٰی فِرَاشِکُمَا فَتُسَبِّحَا ثَلٰثَ وَثَلٰثِیْنَ وَتَحْمِدَا ثَلٰثَ وَثَلٰثِیْنَ وَتُکَبِّرَا اَرْبَعًا وَثَلٰثِیْنَ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ فَوَاللّٰہِ مَا تَرَکْتُھُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُھُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ الْکُوَا وَلَا لَیْلَۃَ صِفِّیْنَ فَقَالَ قَاتَلَکُمُ اللّٰہُ یَا اَھْلَ الْعِرَاقِ وَلَا لَیْلَۃَ صِفِّیْنَ'' ص۴۵۲ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرمایا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے کیا تو اس کے جہیز میں ایک چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ جس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا اور دو آٹا پیسنے کی چکی اور پیالہ اور دو جھاجریں ساتھ بھیجیں تو ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہا باخدا میں پانی خود پر اٹھاتا رہتا یہاں تک کہ میرا سینہ دکھنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے آپکے باپ کو بہت سے کفار قیدیوں پر قابو دیا ہے پس جا کر ان سے کام کیلئے کوئی غلام لونڈی مانگوں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم میں بھی چکی پر آٹا پیستی رہی یہاں تک کہ میرے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے پوچھا اے بیٹی تمہارے آنے کا کیا سبب ہے عرض کی میں تو آپ کو سلام کرنے آئی تھی اور شرم کی باعث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا مقصد بتائے بغیر واپس لوٹ آئی تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے کیا کیا کہا مجھے تو حیاء مانع ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کروں پھر وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پانی خود پر اٹھاتا یہاں تک کہ میرا سینہ دکھنے لگا اور حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میں چکی پیستی رہی حتیٰ کہ میرے ہاتھوں پر آبلے ابھر آئے اور تحقیق آپکو اللہ نے بہت سے کفار قیدیوں پر قابو دیا ہے پس ہمیں بھی خدمت کیلئے دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا با خدا میں تمہیں نہ دوں گا اور کیا میں اصحاب صفہ کو چھوڑ دوں جنہوں نے بھوک کے سبب اپنے پیٹ باندھ رکھے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں جو ان پر خرچ کروں لیکن میں قیدی غلاموں کو بیچ کر ان کے پیسے ان اھل صفہ پر خرچ کروں گا پس وہ دونوں واپس لوٹ گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس ان کے گھر تشریف لائے اور جب دیکھا تو وہ دونوں ایک ہی چادر اپنے اوپر اوڑھے ہوئے تھے جب اپنے سر ڈھانپتے تو قدم ننگے ہو جاتے اور جب قدم ڈھانپتے تو دونوں کے سر ننگے رہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی فوراً کھڑے ہوگئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی جگہ رہو پھر

ارشاد فرمایا کیا میں تمھیں وہ چیز بتاؤں جو اس سے بہتر ہے جو تم مجھ سے مانگ رہے تھے؟ دونوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا کچھ وہ کلمات ہیں جو مجھے جبریل علیہ السلام نے بتائے فرمایا (وہ یہ ہیں) تم دونوں ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ اور دس بار الحمدللہ اور دس بار اللہ اکبر پڑہا کرو پھر جب اپنے بستر پر لیٹو تو تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑہا کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ کی قسم جب سے میں نے ان کلموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تو ابن الکور نے ان سے پوچھا جنگ صفین کی رات بھی نہ چھوڑا پس فرمایا اے اہل عراق اللہ تم کو ہلاک کرے میں نے صفین کی رات بھی ان کو نہ چھوڑا۔ فائدہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی اولاد کی حقیقی بھلائی چاہیے تو انہیں اس چیز کی تعلیم دے جو ان کے آخرت کے بھلے میں ہو نیز ہمارے ان بھائیوں کو اس حدیث کے پیش نظر سوچنا چاہیے جو سب کچھ وسیع میسر ہونے کے باوجود صرف اپنی اولاد کی ہی فکر میں رہتے ہیں دوسرے غرباء و مساکین مسلمانوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے جب کہ ھادی عالم حضور فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ اور داماد و سچے فدائی حضرت علی کی یہ حالت دیکھ کر بھی کہ دونوں کے پاس ایک چادر ہے جو پورا بدن ڈھانپنے کے قابل بھی نہیں فقراء اہل صفہ کی فکر کی۔

(جس نے ہر نماز کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی پڑھی سوائے موت اسے کوئی چیز جنت سے مانع نہیں)

(حدیث نمبر۱۲): ''عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلِہٖ وسلّم علٰی اعوادِ المِنْبَرِ یَقُوْلُ مَنْ قَرءَ ایۃَ الْکُرْسِیّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجنَّۃِ الاَّ الْمَوْتُ ومَنْ قَرءَ ھا حِیْنَ یَاخُذُ مَضْجَعَہٗ امنہُ اللّٰہُ علٰی دارِہٖ ودار جارہ وَاَھْلِ دویراتِ حوْلِہٖ'' مشکوۃ باب الذکر بعد الصلوۃ ص۸۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس منبر کی لکڑیوں پر بیٹھ کر فرماتے سنا کہ جس نے آیۃ الکرسی کو ہر نماز کے بعد پڑھا سوائے موت کے اس کے لئے دخول جنت سے اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں اور جس شخص نے اسے رات سوتے وقت پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے ہمسایہ کے گھر اور اہل کے اردگرد کے گھروں کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ فصل دوم۔ رات سوتے اور صبح اٹھتے وقت کے اذکار کے بیان میں۔

(اگر تو یہ دعا پڑھ کر سویا اور مرا تو فطرت پر مریگا)

(حدیث اول) ''حدّثنا مُسدَّدُ قال حدَّثنا معمرُ قالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا عنْ سعد ابن عُبَیْدۃ قال حدثنی البَرَاءُ بْنُ عازبٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہُ علیہ و آلہٖ وسلّمَ اِذا اتَیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَکَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ

اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَھْبَۃً وَّرَغْبَۃً اِلَیْکَ وَلَا مَلْجَا وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ اَسْتَذْکِرُھُنَّ بِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَ بِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ ''بخاری جلد ثانی کتاب الدعوات باب اذا بات طاہرا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے بستر پر سونے لگے تو پہلے وضو کیا کرو نماز کے وضو جیسا پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھا کرو یعنی ''اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ سے وبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ'' تک پس (اگر تو یہ پڑھ کر) مرا تو طریق اسلام پر مرے گا اور اس دعا کو رات کی باتوں کے آخر میں کہا کرو میں نے کہا میں ان کو ''بِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ'' کہوں کا فرمایا نہیں۔ ''وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ'' کہو۔ فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ جن الفاظ سے کوئی ذکر منقول ہو انہیں الفاظ سے پڑھنا چاہیے یعنی اپنے پاس سے کوئی تبدیلی نہ کرنی چاہیے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے سامنے عقل کو دخل نہیں ہونے چاہیے دیکھیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ ارسلت کی مناسبت سے برسولک کا پڑھنا مناسب ہے مگر حبیب خدا مختار کل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مناسب وبہتر وہی ہے جو میں نے بتایا اس میں عقل نہ دوڑاؤ۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوتے اور اٹھتے وقت کی دعا)

(حدیث نمبر دوم) ''عَنْ رِبْعِيّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا اَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بَاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْيٰى وَإِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ اَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ'' صحیح البخاری جلد ثانی باب ما یقول اذا نام حضرت ربعی بن حراش نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی حذیفہ نے بیان کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اپنے بستر استراحت پر سونے کو تشریف لاتے تو پڑھتے ترجمہ۔ ترے نام پر ہی میرا مرنا اور جینا اور جب اٹھتے تو کہتے سب تعریفیں اللہ کی جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ اٹھایا اور اسی کی طرف ہی ہمارا اٹھنا ہے۔

(حدیث سوم) ''عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بِتُّ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَكُنْتُ اَسْمَعُهُ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ وَتَبَوَّءَ مَضْجَعَهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَاتِكَ وَبِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا اَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتُ وَلٰكِنْ اُثْنِیْ عَلَيْكَ كَمَا اَثْنَيْتَ نَفْسَكَ'' عمل الیوم و اللیلۃ ص ۳۵۹

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بعد کی دعا)

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گزاری تو میں آپ کی طرف کان لگائے ہوئے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہو کر بستر استراحت پر سونے کو تشریف لے گئے تو پڑھنے لگے اے اللہ میں تیری بخششوں کے وسیلے تیرے عذابوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ میں تیری رضا کے وسیلے تیری ناراضگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں یا اللہ میں تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ میں تیری صفت و ثنا کماحقہ بیان نہیں کر سکتا اگرچہ میں چاہوں لیکن میں تیری ثناء اسی طریقہ پر کرتا ہوں جیسے تو نے خود اپنی ثناء کی۔ حدیث چہارم اسی کے صفحہ ۳۳۱ پر ایک اور روایت یوں بیان کی گئی ہے۔

''عَنْ شُعْبَةَ ثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ بَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلاً اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ اَنْ یَّقُوْلَ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَرَھْبَةً اِلَیْکَ وَلَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ ''یعنی حضرت شعبہ سے ہے کہ ہمیں ابو اسحاق نے حدیث بیان کی کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ جب اپنے بستر پر سونے لگے تو پڑھے اے اللہ میں نے اپنے کو

تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنی پشت کو تیرے حضور خم کیا تیری طرف رغبت اور خوف کرتے ہوئے اور تجھ سے تیرے سوا کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں میں اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے اتارا اور تیرے نبی کو مانا جسے تو نے بھیجا پس اگر تو یہ پڑھ کر مرا تو طریقہ اسلام پر مرا۔

(استغفار کی وہ دعا جس سے سب گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے)

(حدیث پنجم) ''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَاْوِیْ اِلٰی فِرَاشِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ وَ اِنْ کَانَتْ مِثْلُ زَبَدِ الْبَحْرِ وَاِنْ کَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَ اِنْ کَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَاِنْ کَانَتْ عَدَدَ اَیَّامِ الدُّنْیَا'' جامع ترمذی جزء ثانی ابواب الدعوات حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے رات سوتے وقت استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب۔ تین بار پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں اور اگرچہ سب درختوں کے پتوں جتنے ہوں اور اگرچہ ریت کے ٹبوں برابر ہوں اور اگرچہ وہ دنیا کے دنوں کے تعداد کے برابر ہوں۔ فقیر عرض گزرا ہے کہ اے مسلمان بھائی تو بھی اپنے رب غفور و

رحیم کے ذکر سے رطب اللسان ہو کر اس کی رحمت و بخشش کے لامحدود سمندر میں غوطہ زن ہولے تا کہ سب گناہ دھل جائیں۔

رات کو کیسے سوئے اور کیا پڑھے

(حدیث ششم) ''حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ نَا جَرِیْرُ عَنْ سُهَیْلٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ صَالِحٍ یَاْمُرُنَا اِذَا اَرَادَ اَحَدُنَا اَنْ یَّنَامَ اَنْ یَّضْطَجِعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَ رَبَّ کُلِّ شَیْئٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی وَ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْئٍ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْئٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْئٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْئٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْئٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَ کَانَ یَرْوِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ '' صحیح مسلم شریف جلد ثانی باب الدعاء عند النوم۔ یعنی حضرت سہیل سے ہے کہ کہا حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ جب ہم سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ دائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھے۔ یعنی اَللّٰهُمَّ سے واغننا من الفقر تک۔ ترجمہ اے اللہ آسمانوں کے رب اورعرش عظیم کے رب اے ہمارے پروردگار اور ہر چیز پالنے والے اے گٹھلی سے دانہ نکالنے والے اور تورات وانجیل اور قرآن اتارنے والے میں تجھ سے ہر چیز کے

ضرر رسائی سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے پیشانی سے پکڑنے والا ہے اے اللہ تو ہی اول
ہے پس تجھ سے سابق کوئی چیز نہیں اور تو ہی آخر ہے تجھ سے بعد کوئی چیز نہیں پس تو
ظاہر ہے کہ تجھ سے بڑھ کر کوئی چیز ظاہر نہیں اور تو باطن ہے کہ تجھ سے بڑھ کر کوئی چیز
باطن نہیں تو ہمارے قرضے اتار دے اور ہماری محتاجی استغناء سے بدل دے حضرت
ابو صالح اسے ابو ہریرہ سے اور وہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے
تھے۔

(ایک شخص نے خواب میں حضور سے حدیث کے متعلق پوچھا تو فرمایا راوی نے سچ کہا ہے)

(حدیث ہفتم) ''عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ عِیَاشٍ
الزُّرَقِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
کَانَ لَهٗ عَدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْئٰتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ
دَرَجَاتٍ وَکَانَ فِیْ حِرْزٍ مِنَ الشَّیْطَانِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِذَا اَمْسٰی فَمِثْلُ ذٰلِکَ
حَتّٰی یُصْبِحَ قَالَ فَرَاٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی
النَّائِمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا عِیَاشٍ یَرْوِیْ عَنْکَ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ صَدَقَ
اَبُوْ عِیَاشٍ '' ابن ماجہ باب مایدعو بہ الرجل اذا اصبح واذا امسی۔ ص ۲۸۲ حضرت ابو

عیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح سویرے پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر "اس کے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہو گا اور اس کے دس گناہ معاف کیئے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کیئے جائیں گے اور وہ شام تک شیطان کے فریب سے امان میں رہے گا اور جب شام کو پڑھا تو اسی طرح صبح تک حفظ امان میں رہے گا راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ میں نے ابو عیاش کو آپ سے ایسے ایسے بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ نے فرمایا ابو عیاش نے سچ کہا ہے۔

(صبح اٹھتے وقت کی دعا)

اسی ابن ماجہ شریف کے اسی باب وصفحہ پر ایک اور روایت یوں ہے "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحْتُمْ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نُحْيِيْ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا جب تم صبح کرو تو پڑھو یعنی" اَللّٰهُمَّ سے وَبِكَ نَمُوْتُ " اور جب شام کرو تو پڑھو یعنی اَللّٰهُمَّ سے اِلَيْكَ الْمَصِيْر تک۔ حدیث نمبر۔"وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ

عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ مَقَالِیْدِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا سَاَلَنِیْ عَنْھَا اَحَدٌ تَفْسِیْرُھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْاَوَّلِ الْآخِرِ الظَّاہِرُ الْبَاطِنِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یَا عُثْمَانُ مَنْ قَالَھَا اِذَا اَصْبَحَ عَشَرَ مَرَّاتٍ اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا سِتَّ خِصَالٍ اَمَّا وَاحِدَۃٌ فَیُحْرَسُ مِنْ اِبْلِیْسَ وَجُنُوْدِہٖ وَاَمَّا الثَّانِیَۃُ فَیُعْطٰی قِنْطَارًا فِی الْجَنَّۃِ وَاَمَّا الثَّالِثَۃُ فَتُرْفَعُ لَہٗ دَرَجَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاَمَّا الرَّابِعَۃُ فَیُزَوَّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ وَاَمَّا الْخَامِسَۃُ فَلَہٗ مِنَ الْاَجْرِ کَمَنْ قَرَءَ الْقُرْآنَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَاَمَّا السَّادِسَۃُ یَاعُثْمَانُ لَہٗ کَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ فَقَبِلَ اللّٰہُ حَجَّہٗ وَعُمْرَتَہٗ وَاِنْ مِنْ یَّوْمِہٖ خُتِمَ لَہٗ بِطَوَابِعِ الشُّھَدَاءِ " الترغیب والترہیب جلد۲ص۴۵۹

(آسمانوں اور زمین کی مقالید کی تفسیر رسول اللہ کی زبان سے)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آسمانوں اور زمین کے مقالید کیا ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا تیرے سوا کسی نے نہ پوچھا اس سے مراد " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ " تک فرمایا اے عثمان جس نے اسے صبح کے وقت

پڑہا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے چھ انعام دیگا ایک یہ کہ شیطان اور اس کے حواریوں کے فریب سے محفوظ رکھے گا اور دوسرا یہ کہ اسے جنت میں قنطار عطا کرے گا تیسرا یہ کہ جنت میں اس کا درجہ بلند کیا جائے گا پانچواں اس کا اجر اس کے برابر ہوگا جس نے قرآن اور توراۃ وانجیل کو پڑہا چھٹا اے عثمان اسے اس شخص جتنا ثواب ہوگا جس نے حج اور عمرہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حج وعمرہ قبول کر لیا اور اگر اسی دن مرا (جس دن پڑہا تھا) تو اس کے نامہ اعمال پر شہیدوں کی مہروں جیسی مہر کی جائے گی۔ تشریح مقالید یا تو مقلد کی جمع ہے یا مقلاد کی جس کا معنی کنجی خزانہ انتظام ذمہ داری وغیرہ ہے (المنجد ومصباح اللغات قنطار) وزن ہے۔ ایک مقدار کیلئے بولا جاتا ہے جس کے تعین میں مختلف اقوال ہیں یہاں اس کا مقصد اجر وثواب کی کثرت وزیادتی کا اظہار کرنا ہے۔

واضح رہے کہ حدیث شریف میں توراۃ وانجیل پڑہنے کا جو ثواب بیان ہوا یہ نزول قرآن سے قبل کے اعتبار پر ہے نزول قرآن کے بعد تو جلیل القدر و عظیم الشان صحابی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توراۃ پڑہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا تو ماوشما کس شمار میں ہیں۔ مشکوۃ کتاب العلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بحوالہ دارمی بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں توراۃ کا ایک نسخہ لائے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ توراۃ ہے تو آپ خاموش رہے

پڑھنے لگے اور حضور سید دوعالم کا چہرہ انور متغیر ہونے لگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ کیفیت دیکھ کر بولے اے عمر تمھیں رونے والیاں روئیں تم رسول اللہ کے چہرے کا حال نہیں دیکھتے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور کے چہرہ انور کو دیکھا تو بولے میں اللہ اور اسکے رسول کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے اگر موسی آج ظاہر ہو جائیں اوتم مجھے چھوڑ کر اس کی پیروی کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت پاتے تو ضرور میری پیروی کرتے۔ یعنی یہ اس لئے کہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے تو منسوخ پر عمل کرنا گمراہی ہے۔

(فصل سوم) مختلف مواقع واوقات میں پڑھنے کی مسنون دعاؤں کے بیان میں۔

(مصیبت کے وقت پڑھنے کی دعا)

(حدیث نمبر ۱) "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" صحیح

مسلم جلد ثانی کتاب الدعوات باب دعاء الکرب' صحیح بخاری جلد ثانی کتاب الدعوات باب الدعاء عند الکرب' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقت پریشانی پڑھا کرتے۔ (ترجمہ) نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو عظیم وحلیم ہے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو آسمانوں اور زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

(مشکل کے وقت کی دعا)

(حدیث نمبر۲) ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ نَبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ و آلِهٖ وَسَلَّمَ کَا اذا اهَمَّهُ الْاَمْرُ رَفَعَ رَءْسَهُ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فِی الدُّعَاءِ قَالَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ''ترمذی جزء ثانی ابواب الدعوات باب ما یقول عند الکرب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰ و السلام کو جب کوئی پریشان کن امر پیش آتا تو پڑھتے سبحان اللہ العظیم اور جب دعا میں زیادہ کوشش فرماتے تو پڑھتے یا حی یا قیوم۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشانی کے وقت دعا پڑھتے)

(حدیث نمبر۳) ''عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّهُ کَانَ اِذَا اَکْرَبَهُ اَمْرٌ قَالَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ '' کتاب

الاذکار للامام نووی رحمۃ اللہ علیہ ص۱۳۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی مشکل امر درپیش ہوتا تو پڑھتے یـا حی یـا
قیوم برحمتک استغیث

(حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب کوئی مصیبت آ پڑے تو یہ دعا پڑھا کرو)

(حدیث نمبر۴)''عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ
لَقَّنَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہ وَسَلَّمَ ھٰؤلاءِ الْکَلِمَاتِ وَاَمَرَنِیْ اِنْ نَزَلَ
بِیْ کَرْبٌ اَوْ شِدَّۃٌ اَنْ اَقُوْلَھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْکَرِیْمُ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ '' کتاب مذکورہ ص۱۳۲ عبد اللہ بن
جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ آپ نے
فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمات یاد کرائے اور مجھے تاکید فرمائی
کہ اگر مجھ کو کوئی مصیبت اور سختی لاحق ہو تو میں پڑھوں ترجمہ نہیں کوئی معبود سوائے
اللہ کے جو کریم عظمت والا ہے پاک برکت والا ہے عرش تعظیم کا رب سب تعریفیں
اللہ کو جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(حدیث نمبر۵)''حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ الْفَرْغَانِیْ ثَنَا اَحْمَدُ
بْنُ بدیْلِ الْمُحَارِبِیّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ بِشْرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ یَزِیْدَ بْنِ مُرَّۃَ یَقُوْلُ

سَمِعْتُ سُوَیْدَ بْنَ غُفْلَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَلاَ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ اِذَا وَقَعْتَ فِیْ وَرْطَۃٍ قُلْتَھَا قُلْتُ بَلٰی جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ کَمْ مِنْ خَیْرٍ قَدْ عَلَّمْتَنِیْ قَالَ اِذَا وَقَعْتَ فِیْ وَرْطَۃٍ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ فَاِنَّ اللّٰہَ یُصَرِّفُ بِھَا مَا شَآءَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبَلاءِ''

(ایک دعا سے کئی مصیبتیں ٹلتی ہیں)

عمل الیوم واللیلۃ ص۱۶۴یعنی سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی کیا میں تجھے وہ کلمے نہ بتاؤں کہ جب تو کسی مشکل میں پڑے تو انہیں کہ کہے میں نے عرض کی ہاں مجھے اللہ آپ پر فدا کرے کس قدر بھلائی میں نے آپ سے حاصل کی ارشاد فرمایا جب تم مشکل میں گھرو تو پڑھنا۔ ترجمہ) اللہ کے نام سے ابتداء کرتا ہوں جو بہت مہربان رحم والا ہے۔ اور نہیں گناہ سے بچنے اور نیکی کی قوت مگر اللہ ہی سے جو بلندی وعظمت والا ہے پس بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان (کلمات) کے ساتھ جتنی چاہے مصیبتیں ٹال دیگا۔

(یونس علیہ السلام کی دعا کو جب بھی کوئی مشکل میں پڑھیگا مشکل حل ہو جائے گی)

(حدیث نمبر۶) ''عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ شَہِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلہ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃَ لَا یَقُوْلُھَا مَکْرُوْبٌ اِلَّا فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کَلِمَۃُ اَخِیْ یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ'' عمل الیوم واللیلۃ ص۱۶۶ لحافظ ابی بکر احمد بن محمد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا بے شک میں وہ دعا جانتا ہوں جسے کوئی مصیبت زدہ نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ اس سے مصیبت ٹال دیتا ہے وہ دعا بھائی یونس علیہ السلام کی ہے (ترجمہ) پس اس نے اندھیریوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پاک ہے بے شک میں اپنا نقصان کرنے والوں سے ہوں۔

(اگر پہاڑ برابر بھی قرض ہو تو اللہ اس دعا سے ادا کر دے گا ارشاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

(حدیث نمبر۷) ''وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ مُکَاتَباً جَآئَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ عَجِزْتُ عَنْ کِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْھِنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلہ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْکَ مِثْلُ جَبَلٍ دَیْناً اَدَّاہُ اللّٰہُ عَنْکَ قُلْ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ

بِیَدِ سواک "ریاض الصالحین ص۴۳۵ حضرت علی مشکل کشاء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک مکاتب غلام نے اس کے پاس آ کر عرض کی میں بدل کتابت کے ادا سے عاجز ہو چکا ہوں پس میری مدد کیجئے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائے اگر تجھ پر بقدر پہاڑ بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا پڑھا کر اے اللہ مجھے حرام سے بچا کر میری کفایت رزق حلال سے فرما اور اپنے فضل سے اپنے سوا کسی کا محتاج نہ رکھ۔

(حدیث نمبر ۸) "وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِیْ وَدُیُوْنٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُکَ کَلَامًا اِذَا قُلْتَہٗ اَذْھَبَ اللّٰہُ ھَمَّکَ وَقَضٰی عَنْکَ دَیْنَکَ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ: قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْھَبَ اللّٰہُ ھَمِّیْ وَقَضٰی عَنِّیْ دَیْنِیْ" مشکوۃ کتاب الدعوات ص۲۱۵ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک پریشان حال شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول مجھ پر قرض کثیر لازم الادا ہوا ہے (مجھے کوئی خلاصی کا راستہ بتائیے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلام نہ بتاؤں کہ جب تو اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ تیرے غم کو دور فرما دے

اور تیرے قرض کو اتار دے؟ میں نے عرض کی ہاں ارشاد کیا جب تو صبح اور شام کرے تو پڑھنا: اے اللہ میں غم و ملال سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں عجز و سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بخل و بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دین کے غلبہ اور لوگوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس شخص مقروض نے بیان کیا کہ جب میں نے اسے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے غم و ملال کو دور کر دیا اور مجھ سے میرے قرض کو اتار دیا۔

(ایک نابینا صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے وسیلہ سکھائی)

(حدیث نمبر۹)''عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّکَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّا فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذِهِ الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِنَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيْ لِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ '' مشکوۃ کتاب الدعوات ص۲۱۹ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہے کہ تحقیق ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو عرض کی آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے شفا بخشے پس حضور الصلوۃ والسلام نے فرمایا اگر چاہتا ہے تو دعا کر دیتا ہوں اور

اگر صبر چاہے تو صبر کر پس وہ تیرے لئے بہتر ہے اس نے عرض کیا دعا کیجئے (راوی) فرماتے ہیں کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وضو کرو تو اچھے طریقے سے وضو کرنا اور پھر یہ دعا پڑھنا۔" اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے التجاء کرتا ہوں بے شک میں (اے نبی اللہ) تیرا واسطہ دے کر اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ حاجت پوری کر لے اے اللہ میرے لئے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرما"

(فائدہ اول) اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مطابق ہے۔ فائدہ دوم معلوم ہوا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ سعیدہ تھا کہ نبی کریم اللہ تعالیٰ سے سب کچھ دلوا سکتے ہیں دیکھیں نابینا صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے آنکھیں مانگ دیں نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ اللہ سے مانگو وہ سب کی سنتا ہے میرے وسیلے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے میرے وسیلہ کے ساتھ دعا کرو۔

(بادشاہ یا کسی حاکم سے خوف ہو تو کیا پڑھے)

(حدیث نمبر۱۰)''عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اِذَا خِفْتَ سُلْطَاناً اَوْغَیْرَہُ فَقُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَزَّجَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ'' عمل الیوم واللیلۃ ص ۱۶۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تجھے بادشاہ یا کسی اور کا خوف ہو تو پڑھنا نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے جو حکمت والا کریم پاک ہے ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عز جارک تیرا لشکر غالب ہے اور تیری ثناء بزرگی والی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(دشمن سے خوف کے وقت کی دعا)

(حدیث نمبر۱۱)''عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کَانَ اِذَا خَافَ قَوْماً قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ'' کتاب الاذکار ص ۱۳۵ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی دشمن قوم سے خوف ہوتا تو پڑھتے یعنی مذکورہ دعا۔

(حدیث نمبر۱۲)''عَنْ عَوْفَ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

اللہُ عَلَیۡہِ و آلہ وَسَلَّمَ قضی بَیۡنَ الرَّجُلَیۡنِ فَقَالَ الۡمُقۡتَضٰی عَلَیۡہِ لَمَّا اَدۡبَرَ حَسۡبِیَ اللہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ و آلہ وَسَلَّمَ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَلُوۡمُ عَلَی الۡعِجۡزِ وَلٰکِنَّ عَلَیۡکَ بِالۡکَیۡسِ فَاِذَا غَلَبَکَ اَمۡرٌ فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ''کتاب مذکورہ ص ۱۳۷ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا جب وہ واپس لوٹا تو پڑھا۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ عجز پر ملامت فرماتا ہے لیکن تم پر تدبر سے کام کرنا لازم ہے جب تم پر کوئی مشکل معاملہ آ پڑے تو پڑھنا حسبی اللہ ونعم الوکیل ۔

(سورہ فاتحہ کے دم سے سانپ کا ڈسا ہوا درست ہو گیا)

(حدیث نمبر ۱۳)''عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدِ الۡخُدۡرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ قَالَ اِنۡطَلَقَ نَفَرٌ مِنۡ اَصۡحَابِ رَسُوۡلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ و آلہ وَسَلَّمَ فِیۡ سَفۡرَۃٍ سَافَرُوۡھَا حَتّٰی نَزَلُوۡا عَلٰی حَیٍّ مِّنۡ اَحۡیَاءِ الۡعَرَبِ فَاسۡتَضَافُوۡھُمۡ فَاَبَوۡا اَنۡ یُّضِیۡفُوۡھُمۡ فَلُدِغَ سَیِّدُ ذٰلِکَ الۡحَیِّ فَسَعَوۡا لَہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ لَا یَنۡفَعُہٗ شَیۡءٌ فَقَالَ بَعۡضُھُمۡ لَوۡ اَتَیۡتُمۡ ھٰؤُلَاءِ الرَّھۡطَ الَّذِیۡنَ نَزَلُوۡا لَعَلَّھُمۡ اَنۡ یَّکُوۡنَ عِنۡدَھُمۡ بَعۡضُ شَیۡءٍ فَاَتَوۡھُمۡ فَقَالُوۡا یٰاَیُّھَا الرَّھۡطُ اِنَّ سَیِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَیۡنَا لَہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ لَا یَنۡفَعُہٗ شَیۡءٌ فَھَلۡ عِنۡدَ اَحَدٍ مِّنۡکُمۡ

مِنْ شَیْءٍ؟ قَالَ بَعْضُ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَرْقِیْ وَلٰکِنَّ وَاللّٰہِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاکُمْ فَلَمْ تُضِیْفُوْنَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَّکُمْ حَتّٰی تَجْعَلُوْلَنَا جَعْلًا فَصَالِحُوْھُمْ عَلٰی قَطِیْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ یَتْفِلُ عَلَیْہِ وَیَقْرَءُ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَکَاَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عُقَالٍ فَانْطَلَقَ یَمْشِیْ وَمَابِہٖ قَلْبَۃٌ فَاَوْفُوْھُمْ جعلھُمُ الَّذِیْ صَالِحُوْھُمْ عَلَیْہِ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِیْ رَقٰی لَاتَفْعَلُوْا حَتّٰی نَاْتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہ وَسَلَّمَ فَنَذْکُرُوْلَہُ الَّذِیْ کَانَ فَنَنْظُرُ الَّذِیْ یَاْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہ وَسَلَّمَ فَذَکَرُوْا لَہُ فَقَالَ وَمَایُدْرِیْکَ اِنَّھَا رُقْیَۃٌ ثُمَّ قَالَ قَدْاَصَبْتُمْ اقْسِمُوْا وَضْرِبُوْلِیْ مَعَکُمْ سَھْماً وَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہ وَسَلَّمَ'' کتاب الاذکا للعلامہ نووی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جماعت ایک سفر میں چلتے چلتے عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس اترے تو انسے مہمان رہنے کو کہا انہوں نے انکو مہمان رکھنے سے انکار کر دیا تو اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا پس انہوں نے اسے بچانے کے لئے پوری کوشش کی مگر کوئی دوائی اسے فائدہ نہ دے سکی پھر ان میں سے کسی نے کہا اگر تم ان کے پاس جاؤ جو ہمارے یہاں اترے ہیں تو ممکن ہے کہ ان کے پاس کوئی چیز ہو جو مفید ہو تو ان کے پاس آئے اور کہا

اے لوگو ہمارا سردار ڈس گیا ہے اور ہم نے اس کے علاج کی بھرپور کوشش

کی ہے لیکن کسی چیز نے اسے کوئی اثر نہیں کیا تو کیا تمھارے میں سے کسی کے پاس کوئی چیز اس کے علاج کو ہے تو ان میں سے ایک نے کہا میں اس کا دم جانتا ہوں لیکن اللہ کی قسم ہم نے تم کو مہمانی کا کہا مگر تم نے ہمیں مہمان نہ رکھا تو اب میں تمھارے مریض کو دم نا کروں گا جب تک کہ ہمارے لئے کچھ معاوضہ معین نا کرو پھر انہوں نے ان سے بکری کا گوشت کے کچھ حصہ دینے پر صلح کر لی تب وہ چل دیا تو سورہ فاتحہ الحمد للہ رب العلمین پڑھ کر پھونکتا گیا گویا کہ وہ رسی کو گرہ ڈالتا ہے پس وہ مریض اٹھ کر چلنے لگا اور اسے تڑپانے والا درد باقی نہ رہا تب انہوں نے جس مقرر معاوضہ پر رضا مندی کی تھی پورا دے دیا پھر کچھ صحابہ نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو مگر وہ صحابی جس نے دم کیا تھا بولا اسے تقسیم نہ کرو جب تک ہم اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اس کا ذکر نہ کر لیں پس جس طرح کہ واقعہ ہوا پھر منتظر رہیں جو وہ ہمیں حکم فرمائیں پس وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے پورا واقع عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے درست کیا اب اسے بانٹ لو اور میرا حصہ بھی اپنے ساتھ معین کر لو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے

(حدیث نمبر ۱۴) ''وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وآله وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذْ دَعَاهُ وَهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ) فَاِنَّهٗ لَمْ یَدْعُ بِهَا

رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِیْ شَیءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰہُ لَہٗ . رواہ الترمذی واللَّفظُ لَہٗ والنسائی والحاکم وقال صحیحُ الاِسْنَادِ وَزَادَفِیْ طریق عندہ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَتْ لِیُوْنُسَ خَاصَّۃً اَمْ لِلْمُؤمِنِیْنَ عَامَّۃً؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہ وَسَلَّمَ اَلاَ تَسْمَعُ اِلٰی قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ (فَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ'' الترغیب والترہیب ج۲ ص۴۸۸ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذی النون مچھلی والے یعنی یونس علیہ السلام کی دعا جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا اس حال میں کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے کہ نہیں کوئی معبود تیرے سوا تو پاک ہے بے شک میں بے جا کرنیوالوں سے ہوں۔ فرمایا کوئی مرد مسلم نہیں جو یہ (آیت کریمہ) پڑھ کر کسی بھی مصیبت و پریشانی میں دعا کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسی کے لفظ ہیں اور اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا (یہ روایت) صحیح الاسناد ہے اور جس طریقہ سے اسے روایت پہنچی اس میں ہے کہ اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قبولیت یونس علیہ السلام کے لئے خاص تھی یا سب مؤمنوں کے لئے عام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اللہ عزوجل کا ارشاد نہ سنا پس ہم اسے غم سے نجات دی اور ایسے ہی ہم مؤمنین کو نجات بخشتے ہیں۔

(نیا چاند دیکھنے کی دعا)

(حدیث نمبر۱۵)"حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ نَا اَبَانُ نَا قَتَادَۃُ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْھِلَالَ قَالَ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّ رُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّ رُشْدٍ...... اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِشَھْرِ کَذَا وَجَاءَ بِشَھْرِ کَذَا" ابوداود ج ۲ص۳۲۴۷۔حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ اسے روایت پہنچی کہ بے شک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نیا چاند دیکھتے تو تین بار کہتے بہتری اور بھلائی کا چاند پھر تین بار فرماتے میں اس پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا پھر پڑھتے سب تعریفیں اللہ کو جو ایسا مہینہ لے گیا اور ایسا مہینہ لایا۔حدیث نمبر۱۶۔"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَااَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیّ نَاسُلَیْمَانُ بْنُ سُفْیَانَ الْمَدِیْنِیُّ قَالَ ثَنِیْ بِلَالُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ نَبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْھِلَالَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ" جامع الترمذی جز۲باب مایقول عندرویۃ الھلال۔یعنی طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تھے تو دعا کرتے اے اللہ اسے ہم پر برکت ایمان اور سلامتی کے ساتھ طلوع فرما میرا رب اور تیرا رب اللہ سلامتی عطا کرنے والا ہے۔

(چارپائے پر سوار ہونے کی دعا)

(حدیث نمبر ۱۷) ''عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ شَهِدْتُ عَلِیًّا اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِیَرْکَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الرِّکَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی ظَهْرِهَا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا سُبْحَانَکَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِکَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ رَءَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَنَعَ کَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِکَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرُکَ'' ابوداود جز نمبر۲ باب مایقول اذا رکب دابۃ۔ علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ انکو سواری پیش کی گی جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو پڑھا۔ ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کیا ورنہ نہیں تھے ہم قدرت پانے والے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں پھر تین بار پڑھا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اے اللہ تو پاک ہیں تحقیق میں نے خود پر ظلم کیا پس مجھے بخش دیجئے تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں پھر ہنس پڑے (راوی کہتے ہیں) تو میں نے پوچھا اے امیر المومنین آپ کس چیز پر ہنسے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ دعا بتاتے ہوئے) ایسے ہی ہنستے

دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس چیز پر ہنسے فرمایا اے علی بے شک تیرا رب اپنے بندے سے پسند فرماتا ہے جب کہ وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرے گناہ معاف فرما دے بے شک تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا محبوب تھی لھذا وہ اپنے قول وفعل کو اس کے مطابق ڈھالنا ضروری جانتے تھے دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے جس مقام پر جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے دیکھتا اس مقام پر اسی طرح ہنس کر بیان کرے۔فائدہ محدث کو چاہیے کہ وہ حدیث بیان کرتے وقت اس اندازو کیفیت کے مطابق بیان فرمایا۔انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کی برکت سے تاثیر و لذت پیدا ہو گی۔

(بیوی کے پاس آتے وقت کی دعا)

(حدیث نمبر۱۸)"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ اَحَدَھُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللہِ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّہٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدًا فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرُّہٗ اَبَدًا"(بخاری ج ۲ کتاب الدعوات) بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا اَتٰی اَھْلَہٗ ۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک جب تم سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کا قصد کرے تو پڑھے بسم اللہ) ترجمہ۔اے اللہ شیطان

ہم سے جدا کر دے اور اس سے بھی جدا کر جو تو ہم کو عطا کرے پس بے شک اگر اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں بچہ پیدا کیا تو شیطان اس پر کبھی اثر نہ کر سکے گا۔

(آندھی کے وقت کی دعا)

(حدیث نمبر۱۹)''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِه وسَلَّمَ اِذَا رَاَى الرِّيْحَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَ خَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِه وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِه'' جامع الترمزی جزء ثانی باب مایقول اذا هاجت الریح۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آندھی دیکھتے تو پڑھتے اے اللہ اس کی بہتری اور جو اس میں بھلائی ہے اسکا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جو اس کے ساتھ بھلائی بھیجی گئی وہ مانگتا ہوں اور اس کے شر اور جو اس میں شر نقصان وہ چیز ہے اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جو اس کے ساتھ شر بھیجا گیا اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

(جب بادل گرجے تو یہ دعا پڑھے)

(حدیث نمبر۲۰)''عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِه وَسَلَّم كَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَا بِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ'' کتاب مذکورہ

باب مایقول اذا سمع الرعد۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گرج اور کڑک کی آواز سنتے تو کہتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے نہ مارنا اور ہمیں اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک نہ کرنا اور ہم کو اس سے پہلے ہی عافیت عطا فرما۔

(سفر پر جانے کی دعا)

(حدیث نمبر۲۱) ''عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہٖ وسلَّم کَانَ اذا خرج مِنْ مَنْزِلہٖ قال اللّٰھُمَّ انی اعوذبک ان اضلَّ اوْ ازلَّ اوْ اظلِمَ اوْ اُظْلَمَ اوْاجْھَلَ اوْیُجْھلَ علیَّ'' ابن ماجہ باب مایدعو بہ الرجل اذا خرج من بیتہ ص ۲۸۵

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے کہ بے شک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی اقامت گاہ سے نکلنے کا قصد فرماتے تو (مذکورہ دعا) ''اَللّٰھُمَّ سے یُجْھَلُ عَلَیَّ'' تک پڑھتے۔

(حدیث نمبر۲۲) ایک اور روایت اسی جگہ یوں ہے۔ ''عَنْ ابیْ ھُرَیْرۃ انَّ النَّبِیَّ صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہٖ وسلَّم کانَ اذا خرج مِنْ بیْتِہٖ قال بسْمِ اللّٰہِ لا حوْل وَلا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ التّکلانُ علی اللّٰہ'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے دولت خانہ سے کہیں جانے کو نکلتے تو (مذکورہ دعا) پڑھتے۔

(حدیث نمبر۲۳) ''عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہٖ وَسَلَّمَ لَمْ یَرِدْ سَفَرًا اِلَّا قَالَ حِیْنَ یَنْھَضُ مِنْ جُلُوْسِہٖ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَبِکَ اَعْتَصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مَا ھَمَّنِیْ وَمَالَا اُھْتَمُ لَہٗ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ'' کتاب الاذکار ص۲۳۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے تو نشست مبارکہ سے اٹھتے وقت پڑھتے اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیری ہی حفاظت چاہتا ہوں اے اللہ جس کا میں نے ارادہ کیا اسے پورا فرما اور وہ (بہتری) بھی جس کا میں نے قصد نہ کیا اے اللہ مجھے زادتقویٰ عطا کر اور تو میرے گناہ معاف فرما اور میں جہاں متوجہ ہوں مجھے بھلائی کی طرف متوجہ کر۔

سواری پر بیٹھتے وقت کی دعا

(حدیث نمبر۲۴) ''وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہٖ وسلّم کان اذا استوٰی عَلَی الْبَعِیْرِ خَارِجًا اِلَی السَّفَرِ کَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذاوَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَطْوِلَنَا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِوَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ

وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ '' مشکوۃ کتاب الدعوات ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کو جاتے ہوئے اونٹ پر سوار ہو جاتے تو تین بار تکبیر کہتے پھر پڑھتے پاک ہے وہ اللہ جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا ہم اسے مطیع نہ کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں الٰہی ہم تجھ سے اپنے سفر میں بھلائی پرہیزگاری اور تیرے پسندیدہ عمل کی توفیق چاہتے ہیں اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی درازی سمیٹ لے اے اللہ تو ہی سفر میں ساتھی اور گھر بار میں والی ہے الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقتوں اور بدحالی اور بری واپسی مال اور گھر بار میں اور جب سفر سے واپس ہوتے تب بھی یہی دعا فرماتے اور ان میں یہ کلمات زیادہ کرتے لوٹنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے حمد کرنے والے۔ تشریح کبر ماضی ہے اس کا معنی بڑائی بیان کی چونکہ اونٹ وغیرہ بلند سواری پر سوار ہوتے وقت انسان کو اپنی بلندی نظر آتی ہے جو کہ غرور وتکبر کا باعث بنتی ہے اور یہ شرعاً حرام ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم امت کے لئے ان موقعوں پر رب تعالیٰ کی کبریائی بیان فرمائے تھے چنانچہ ٹیلہ پہاڑ پر چڑھتے وقت بھی تکبیر کہتے تھے یا اس تعجب پر تکبیر کہتے کہ رب تعالیٰ نے اتنے بڑے جانور کو ہمارے قبضہ میں کیسے دے دیا جب کہ مکھی مچھر انسانی قبضہ سے باہر ہیں۔ سفر میں کبھی ساتھیوں سے لڑائی بھی ہو جاتی ہے اور نیک اعمال میں کمی بھی اس لئے

اللہ تعالیٰ سے بر یعنی نیکی و بھلائی کی بھی دعا مانگی اور پرہیز گاری کی بھی کیونکہ تقویٰ سفر کا روحانی توشہ ہے یا بر سے مراد ہم سفروں سے خوش اخلاقی و نیک سلوک کی توفیق مانگنا ہے اور تقویٰ سے مراد بد خلقی لڑائی جھگڑے اور بدعملیوں سے بچنا ہے۔ نیز حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ طولنا بعدہ۔ اے اللہ اس سفر کی طوالت کو ہمارے لئے سمیٹ دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین سمٹ جانا طویل راستہ کا مختصر ہو جانا سب ممکنات سے ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کیلئے زمین سکڑ جانے اور طویل سفر لمحوں میں طے کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۲۵) ''وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وآلہٖ وسلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِیْ الْبَارِحَةَ قَالَ اَمَا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرُّکَ'' مسلم شریف باب الدعوات والتعوذ جلد ثانی ۳۴۷

(سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے محفوظ رہنے کی دعا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ آج رات مجھے بچھو کے کاٹنے سے بہت تکلیف پہنچی فرمایا اگر تو شام کو پڑھتا ہے' میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا تو بچھو تکلیف نہ پہنچا سکتا۔

(بازار میں داخل ہوتے وقت دعا کا اجرعظیم)

(حدیث نمبر ۲۶) ''وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہُ لاَ شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کَتَبَ اللّٰہُ لَہُ اَلْفَ اَلْفَ حَسَنَۃٍ وَمَحَاعَنْہُ اَلْفَ اَلْفَ سَیِّئَۃً وَرَفَعَ لَہُ اَلْفَ اَلْفَ دَرَجَۃً وَبَنٰی لَہُ بَیْتاً فِی الْجَنَّۃِ ''مشکوٰۃ کتاب الدعوات۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوا تو پڑھا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے جس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کا ملک ہے اس کی تعریف زندگی دیتااور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے جو کبھی نہ مرے گا اسی کے قبضہ میں خیر ہے اور وہ جو چاہے سب کچھ کر سکتا ہے تو اللہ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

(مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا)

(حدیث نمبر ۲۷) ''وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِساً فَکَثُرَ فِیْہِ غَلَطُہُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَلاَّ اِلٰہَ اَلاَّ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اَلاَّ غُفِرَ لَہُ

مَاکَانَ فِیْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ '' حوالہ مذکورہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی مجلس میں بیٹھا جہاں شور ولغو زیادہ ہوئے تو اٹھنے سے پہلے یہ کہہ لئے۔ پاک ہے تو اے اللہ اور تیری حمد کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں تو وہ حرکات معاف کر دیئے جائیں گے جو اس مجلس میں ہوئیں۔

(جب معیشت میں تنگی ہو تو کیا پڑھے)

(حدیث نمبر۲۸) ''عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَمْنَعُ اَحَدَ کُمْ اِذَا عَسُرَ عَلَیْہِ اَمْرُ مَعِیْشَتِہٖ اَنْ یَّقُوْلَ اِذَا خرجَ مِنْ بَیْتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَ دِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ وبارِکْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَ لِیْ حَتّٰی لَا اُحِبُّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ '' کتاب الاذکار ص ۱۳۷ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو کوئی نہ مانع ہو کہ جب اس پر اس کی روزی کا معاملہ تنگ ہو جائے تو اپنے گھر سے نکلتے وقت پڑھے۔ بسم اللہ علی نفسی و مالی و دینی پھر کہے اے اللہ مجھے اپنی قضاء پر راضی رکھ اور مجھے اس میں برکت دے جو میرے مقدر میں کیا گیا یہاں تک میں جلدی نہ چاہوں

جسے تو نے مؤخر کیا اور تاخیر نہ چاہوں جس میں تجھے جلدی منظور ہے۔

(ماشاء اللہ پڑھنے کی برکت)

(حدیث نمبر ۲۹) ''عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اَنْعَمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فِيْ اَهْلٍ ومالٍ و ولدٍ فقال ماشاء الله لا قوة الا بالله فما يرى فيها آفةً دُوْن الموت '' حوالہ مذکورہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندہ پر انعام کیا اس کو اہل وعیال نیک صحت مند دیئے مال میں وسعت دی تو اس نے ماشاء اللہ کہا وہ سوائے موت کے اس میں اور کوئی آفت ونقصان نہ دیکھے گا۔

(حدیث ۳۰) ''عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا الْتَقَا الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا '' ابو داود جلد ثانی ص ۳۶۱

(مصافحہ کی فضیلت)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان اکٹھے ہوئے تو آپس میں مصافحہ کیا اور اللہ کی حمد کی اور اس کے حضور استغفار کیا ان دونوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(جب جنگل میں چار پایا بھاگ جائے تو اللہ کے بندوں کو مدد کیلئے پکارے)

(حدیث ۳۱) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلہٖ وسلّم قال اذا انفلتتْ دابّةُ احد کُم بارْضِ فلاةٍ فلْیُنَادِ یَا عِبَادَ اللہ احْبسُوْا یاعِبَاد اللہ احْبسُوْا فانّ للہ فی الارْض حاضِرًا سیَحْبِسُ. قُلْتُ حکی لِیُ بعْض شُیُوْخنا الْکبارُ فی الْعِلْم اِنَّهُ انفلتَتْ لهُ دابّةٌ اظُنُّها بَغْلَةً وکان یَعْرِفُ هذا الحدیْث فقالَهُ فحبسها اللہُ علیْهِمْ فِی الْحالِ وکُنْتُ انَا مرّةً مَعَ جماعةٍ فانفلتتْ منْهَا بهیمةٌ وعجزُوْا عنْها فقُلْتُه فوَقفتْ فِی الْحَال بغیْر سببٍ سِوی هذا الْکلام. کتاب الاذکار للامام علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ۔ص ۲۳۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی سواری کا جانور صحرائی زمین میں چھوٹ کر بھاگ جائے تو وہ پکارے اے اللہ کے بندو گھیر لو اے اللہ کے بندو گھیر لو)پس بیشک اللہ کے زمین پر کچھ گھیرنے والے ہیں وہ اسے گھیر لائیں گے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ)میرے شیوخ میں سے جو علم میں بڑے ہیں مجھ سے کسی نے واقعہ بیان کیا کہ اس کا چار پایا بھاگ گیا میرا گمان ہے کہ خچر تھا اور وہ یہ حدیث جانتا تھا پس اس کے وہ الفاظ کہے تو اللہ تعلی نے اسی

وقت ان کا چار پایا روک کر ان کے قابو میں دے دیا۔اور ایک بار میں جماعت کے ساتھ سفر میں تھا کہ اچانک ان میں سے کسی کا چار پایا بھاگ گیا اور وہ اسے پکڑنے سے بے بس ہو گئے تو میں (حدیث) کے ان الفاظ کو پڑھا اس کلام کے سوا بغیر کسی سبب اسی وقت چار پایا ٹھر گیا۔

(اھل اللہ سے استعانت واستغاثہ جائز ہے)

(فائدہ) اس مرفوع حدیث سے جسے محدثین واھل علم کے تجربہ سے تائید حاصل ہے۔ثابت ہوا کہ اھل اللہ سے استعانت واستغاثہ جائز وتعلیم نبوی کے مطابق ہے۔

(چھینک سننے والا یرحمک اللہ کہے)

(حدیث۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ اللهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ وَحَمِدَ اللهَ تَعَالٰی کَانَ حَقًّا عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ یَرْحَمُکَ اللهُ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِکَ مِنْهُ الشَّیْطَانُ.

کتاب الاذکار۲۸۳حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی چھینک کو پسند فرماتا ہے اور

جمائی کو ناپسند کرتا ہے پس جب تم میں سے کوئی چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے یرحمک اللہ کہے لیکن جمائی وہ تو شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

(چھینک کا جواب سنت ہے کہ فرض اس میں علماء کا اختلاف)

مسئلہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ چھینک کا جواب دینا فرض ہے ان کے نزدیک حدیث میں حقا کے الفاظ فرض ہونے پر دلالت کرتے ہیں مگر عام علماء اسے سنت کہتے ہیں۔فرض کہنے والوں سے بعض فرض کفایہ کے قائل ہیں صحیح یہ ہے کہ اس کا جواب سنت علی العین ہے کہ ہر سننے والا جواب دے ۔یہاں حق بمعنی واجب یا لازم نہیں بلکہ بمعنی استحقاق ہے جیسے حدیث میں فرمایا گیا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں مریض کی عیادت کرنا جنازہ میں شرکت کرنا وغیرہ۔فائدہ چونکہ جمائی شیطانی اثر کا نتیجہ ہوتی ہے وہ اس سے خوش ہوتا ہے ہاں کہنے پر ہنستا ہے اسی لئے حضرات انبیاء کرام جمائی اور احتلام سے محفوظ ہوتے ہیں کہ یہ شیطانی چیزیں ہیں مسئلہ حتی الامکان جمائی کو دفع کرنا چاہئے اس کی تین تدبیریں ہیں۔جب جمائی آنے لگے تو ناک سے زور کے ساتھ سانس نکال دے یا نیچا ہونٹ دانتوں میں

دبالے یا یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔

(کھانا کھانے اور پینے کی دعا)

(حدیث ۳۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَوْشَرِبَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

جامع ترمذی جزء ثانی باب مایقول اذا فرغ من الطعام۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے اور پینے سے فارغ ہوتے تو پڑھتے۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

(حدیث ۳۴) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُ کُمْ فَلْیَذْ کُرِ اسْمَ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ فَاِنْ نَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ۔

کتاب الاذکار ص ۲۴۳ للعلامہ محی الدین ابی زکریا یحی بن شرف النووی الدمشقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ اس کے شروع میں پڑھے اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو اسے چاہئے کہ پڑھے۔ بسم اللہ اوّلہ وآخرہ

(جب خوف ناک خواب آئے تو کیا پڑھے)

(حدیث۳۵) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهٖ مَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهٖ. مشکوۃ ص۲۱۷

(گلے میں تعویز ڈالنے کا ثبوت صحابہ کرام سے)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے خواب میں گھبرا جائے تو پڑھے میں اللہ کے کلمات کاملہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ناراضگی اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیطان کے وسوسوں سے اور ان کی حاضری سے تو تمہیں ہرگز کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو العاص اپنی بالغ اولاد کو تو یہ سکھا دیتے تھے اور نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے فائدہ اول اگر کوئی شخص رات سوتے وقت مذکورہ دعا کو پڑھ لے گا تو بفضلہٖ تعالیٰ بدخوابی وشیطانی اثرات سے محفوظ رہے گا اگر برا خواب آنے کے بعد پڑھے گا تو اس کا اثر باطل ہو جائیگا۔ فائدہٗ دوم معلوم ہوا کہ تعویز لکھنا ہاتھ یا گلے میں باندھنا

سنت صحابہ ہے جن تعویز گنڈوں سے شریعت نے منع کیا ہے وہ کفار کے جنتر منتر کے تعویز گنڈے ہیں جن میں شرکیہ الفاظ ہوں۔

(حدیث ۳۶) عَنِ القَعقَاعِ اَنَّ کَعْبَ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْلَا کَلِمَاتٌ اَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِی یَهُوْدُ حِمَارًا فَقِیْلَ لَهُ مَا هُنَّ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَا اَعْلَمُ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَءَ وَبَرَءَ.

مشکوۃ ص ۲۱۸) حضرت قعقاع سے ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اگر کلمات مجھے یاد نہ ہوتے جنھیں میں پڑھتا ہوں یہودی مجھے گدھا بنا دیتے آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کونسے کلمے ہیں فرمایا (یہ ہیں) کہ میں اللہ عظمت والے کی پناہ میں آتا ہوں جس سے بڑی کوئی چیز نہیں اور اللہ کے کلمات کاملہ کی جن سے آگے کوئی نیک و بد نہیں بڑھ سکتا اور اللہ کے اچھے ناموں کی جو مجھے معلوم ہیں اور جو مجھے معلوم نہیں (وضاحت) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ یہود کے بڑے عالم تھے ا اس کا اسلام قبول کرنا یہود کو اتنا ناگوار تھا کہ ان کے جادوگروں سے اگر ہو سکتا تو جادوں کے اثر سے اسے گدھا یا اور کوئی اسی طرح کی حقیر چیز بنا دیتے یا یہ مراد کہ میری عقل پر اثر کر کے اسے گدھے کی عقل جیسی کر دیتے مگر اللہ کے ان کلموں کی برکت و تاثیر سے میں محفوظ رہا۔

(باب چہارم) ذکر بالجہر کے ثبوت میں اس میں دو فصلیں ہیں فصل اول

بلند ذکر کے جواز میں اور فصل دوم بلند ذکر پر اعتراضات کے جوابات میں ۔دلیل نمبرا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا. پھر جب تم اپنے حج کے کام پورے کر چکے تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ ترجمہ کنزالایمان للامام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔شان نزول زمانہ جاہلیت میں اہل عرب حج کے بعد خانہ کعبہ کے پاس جمع ہو کر اپنے باپ داداؤں کے فضائل وکارنامے بیان کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسی بیکار فضول خودنمائی وشہرت کے بجائے اللہ کا ذکر وچرچا ذوق وشوق سے کرو۔ سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت کنزالایمان کے حاشیہ پرفرماتے ہیں۔اس آیت سے ذکر بالجہر وجماعت ثابت ہوتا ہے۔

(نماز کے بعد ذکر کا قرآن سے ثبوت)

(دلیل نمبر۲) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ. پس جب تم نماز پوری کر چکو تو کھڑے بیٹھے اور سوئے اللہ کا ذکر کرو۔اس آیت میں بلا قید تمام احوال واوقات -----میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے کا فرمایا جس سے مانعین ذکر بالجہر وذکر بالجماعت کا رد ہوا۔

(جو اللہ کا ذکر کرے اللہ اس کا ذکر کرتا ہے)

(دلیل نمبر۳) فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ. تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔

(جو اللہ کا ذکر کسی مجلس میں کرے اللہ اس کا ذکر اس سے اچھی مجلس میں کرتا ہے)

(دلیل نمبر۴) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ. مشکوۃ باب ذکر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان سے قریب ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھے اور میں اس کے ساتھ ہوں اگر بندہ اپنے دل میں میری یاد کرتا ہے تو میں بھی اکیلا ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔تصریح

حدیث میں جو عبد کا ذکر ہے اس سے مراد عبد مؤمن ہے۔ظن بمعنی یقین بھی آتا ہے اور بمعنی شک و تردد بھی اور بمعنی نیک گمانی بھی اور بدگمانی بھی مگر یہاں مراد اس سے یہ ہے کہ بندہ جیسا گمان میرے متعلق رکھے گا میں بھی اس کے ساتھ ویسا

ہی معاملہ کروں گا۔اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو اپنے رب کے متعلق اچھا گمان رکھنا چاہئے تا کہ رب تعالیٰ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے نیز حدیث شریف میں جو بہتر مجمع کا ذکر ہے جس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بلند ذکر کرنے والے بندے کا ذکر کرتا ہے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ اور مقرب فرشتوں کا مجمع ہے۔فائدہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بلند ذکر اللہ جل شانہ کو بہت پسند ہے اسی لئے جو شخص اس کا ذکر مجمع میں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر اس سے اچھے مجمع میں کرتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ میری رضا کیلئے اپنی نیندو آرام اور ذاتی مصروفیات کو چھوڑ کر میری یاد میں لگا ہوا ہے۔

(ذکر کے حلقے جنت کی کیاریاں ہیں)

(دلیل نمبر ۵) ''وَعَنْ اَنسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حَلَقُ الذِّکْرِ '' جامع ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریوں کے پاس سے گزرو تو کچھ چر لیا کرو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے اس حدیث شریف سے تین مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ ذکر اللہ کے حلقوں میں شرکت کرنا بہت فضیلت رکھتا ہے لہذا درس قرآن و حدیث میلاد شریف گیارہویں شریف

عرس بزرگان دین میں شرکت باعث اجروثواب اور ذریعہ نجات ہے دوسرا یہ کہ ذکر اللہ اجتماعی حلقوں میں کرنا بہت اچھا ہے کہ حدیث پاک میں ذکر کے حلقوں کو جنتی کیاریاں فرمایا۔ تیسرا ذکر بالجہر ثابت ہوا کہ حلقوں میں عموماً ذکر بالجہر ہی کیا جاتا ہے نیز اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر حلقہ میں کسی ایک کا ذکر بھی قبول ہوا تو اس کی برکت سے سب کا قبول ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ ذکر کے حلقوں کو جنت کی کیاریاں اس لئے فرمایا کہ کیاریوں سے جانداروں کو جسمانی غذا ملتی ہے تو ذکر اللہ کے حلقوں سے ذاکرین کو روحانی غذا حاصل ہوتی ہے۔

(اللہ تعالیٰ کا وہ اسم جس کو پڑھنے کے بعد دعا رد نہیں ہوتی)

(دلیل نمبر٦) "عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عِشَاءً فَاِذَا رَجُلٌ يَقْرَءُ وَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَقُوْلُ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ لَا بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيْبٌ قَالَ وَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ يَقْرَءُ وَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَسَمَّعُ لِقِرَاءَتِهٖ ثُمَّ جَلَسَ اَبُوْ مُوْسٰى يَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَئَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِيَ بِهٖ

اجَابَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہِ اُخْبِرُ بِمَا سَمِعْتُ مِنْکَ قَالَ نَعَمْ فَاَخْبَرْتُہٗ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ اَنْتَ الْیَوْمَ لِیْ اَخٌ صَدِیْقٌ حَدَّثْتَنِیْ بِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ''مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں گیا تو وہاں ایک شخص بلند آواز سے تلاوت کر رہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہیں کہ یہ ریاکار ہے فرمایا بلکہ رجوع الی اللہ لانے والا مؤمن بندہ ہے کہا اور ابو موسیٰ اشعری خوب بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قرآت غور سے سننے لگے پھر ابو موسیٰ بیٹھ کر دعا مانگنے لگے یوں کہا الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ کے اس نام سے دعا مانگی کہ جب اس نام کے ساتھ کچھ مانگا جائے تو رب دیتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ جو کچھ میں نے آپ سے سنا اسے بتا نہ دوں فرمایا ہاں بتا دو پھر میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی اطلاع دی پس اس نے مجھے کہا۔ آج سے تم میرے بھائی ہو کہ تو نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پہنچائی۔ اس حدیث مبارک سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بلاوجہ کسی کے ظاہر عمل کو دیکھ کر اس پر

بدگمانی نہ کرنی چاہیے بلکہ مؤمن کے متعلق حتی الامکان نیک گمان کرنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ ذکر بالجہر سنت صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے۔ اسے بدعت و ناجائز کہنا جہالت ہے۔

(فرض نماز باجماعت کے بعد بلند ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں معمول تھا)

(دلیل نمبر ۷) ''اِبْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اَنَّ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِذِکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَةِ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِکَ اِذَا سَمِعْتُهُ'' بخاری ج ۱ص ۱۱۶ مسلم ج ۱ص ۲۱۷ حضرت ابن جریج نے کہا مجھ عمرو بن دینار نے بیان کیا اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد نے بتایا کہ تحقیق ابن عباس نے فرمایا بے شک جب لوگ فرض نماز باجماعت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا اور ابو معبد نے کہا ابن عباس نے فرمایا کہ جب لوگ نماز سے فارغ ہونے پر ذکر کرتے تو میں (اپنے گھر میں) سن کر نماز کا پورا ہونا جان جاتا۔ واضح رہے کہ بخاری و مسلم کی مذکورہ حدیث کے پیش نظر معترضین کا یہ اعتراض خود بخود اٹھ گیا کہ جماعت کے بعد ذکر کرنے سے لوگوں کی

نماز میں خلل واقعہ ہوتا ہے کیونکہ اس مرفوع حدیث میں وضاحت ہے کہ بعد از جماعت ذکر بالجہر عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معمول تھا۔

(دلیل نمبر۸) ''حَدَّثَنَا عَلِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُ و قَالَ اَخْبَرَنِی اَبُوْ مَعْبَدٍ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ بِالتَّکْبِیْرِ .قَالَ عَلِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍ و قَالَ کَانَ اَبُوْ مَعْبَدٍ اَصْدَقُ مَوَالِیْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِیُّ اِسْمُہُ نَافِذٌ'' بخاری ج ا ص ۱۱۶ یعنی ابو معبد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز (باجماعت) کا پورا ہونا تکبیر کی آواز سے جان لیتا تھا۔ علی نے کہا کہ سفیان نے عمرو سے ہمیں بیان کیا کہ اس نے کہا ابو معبد ابن عباس کے تمام غلاموں سے زیادہ سچا تھا۔ علی نے کہا کہ (ابو معبد) کا نام نافذ تھا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کے بعد بلند ذکر فرماتے تھے)

(دلیل نمبر۹) ''عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اِبْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِہٖ یَقُوْلُ بِصَوْتِہِ الْاَ عْلٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاء

الْحَسَنُ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔" رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوۃ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے پڑھتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد وہ جو چاہے سب پر قادر ہے نہیں چارا اور نہ زور مگر اللہ کی طرف سے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہم صرف اسی کو پوجتے ہیں اس کی نعمت ہے اور اسی کا فضل ہے اور اسی کیلئے اچھی ثناء نہیں کوئی معبود مگر صرف ایک اللہ ہم ہر باطل سے جدا ہو کر اسی کے دین پر چلتے ہیں اور اگرچہ کافر برا جانے۔ فائدہ اس مرفوع حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد از جماعت بلند آواز سے ذکر مسنون ہے۔

(دلیل نمبر ۱۰) "حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ اَبِيْ لُبَابَةَ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعَا وَرَّادًا كَاتِبَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ كَتَبَ مُعٰوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ اُكْتُبْ اِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلاَ يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مسلم شریف ج ۱ ص ۲۱۸ باب الذکر بعد الصلوۃ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد بیان کرتے ہیں کہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو لکھا کہ مجھے کچھ وہ چیز لکھ بھیجو جسے تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو کہا تو اس نے اسے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے جس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اے اللہ جس کو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بخت والے کو تیرے مقابل میں بخت فائدہ نہیں دیتا۔

(دلیل نمبر ۱۱) "عَنْ اَبِیْ زُبَیْرٍ قَالَ کَانَ اِبْنُ الزُّبَیْرِ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ حِیْنَ یُسَلِّمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ وَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُھَلِّلُ بِھِنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ" صحیح مسلم ج ا ص ۲۱۸ باب الذکر بعد الصلوۃ۔ ابو زبیر سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز سے سلام کے بعد پڑھتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اس کی بادشاہی ہے اور اس کی حمد اور وہ جو چاہے سب پر قدرت والا ہے نہیں چارا اور نہ زور مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور ہم نہیں پوجتے مگر اس کو اسی کی نعمت ہے اور اس

کا فضل اور اس کے لئے خوب ثناء ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم ہر باطل سے جدا ہو کر اسی کے دین پر چلتے ہیں اگرچہ کافروں کو ناپسند آئے اور ابن زبیر نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلموں کو ہر نماز کے بعد بآواز بلند کہتے تھے۔ واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول بعداز جماعت بلند آواز سے ذکر کرنا اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا معمول بلند آواز سے ذکر کرنا کان کے بعد منقول ہوا ہے اور کان استمراء دوام پر دلالت کرتا ہے مزید اس میں یہ کہ حدیث پاک میں یھلل فعل مضارع معروف واحد مذکر غائب الھلال سے بنا ہے جس کا معنی آواز کو بلند کرنا ہے لہذا اس حدیث کے پیش نظر بعد از جماعت بلند ذکر کے جواز واستحباب سے انکار ممکن نہیں چہ جائے کہ اسے بدعت گردانہ جائے۔

(دلیل نمبر۱۲)''اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ وَالْبيهقى فِىْ شعب الْاِيْمَانِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنًا'' الحاوی للفتاوی ج ا ص ۳۹۰ یعنی حاکم نے اسے روایت کیا اور صحیح کہا اور بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں۔ اس صحیح مرفوع حدیث سے ذکر بالجھر پر وجہ استدلال یہ ہے کہ لوگ تبھی مجنون کہیں گے جبکہ وہ ذکر سنیں گے۔

(اہل ذکر کو ریا کار کہنا منافقوں کا طریقہ ہے)

(دلیل نمبر ۱۳) ''اَخرجَ الْبَیہقی فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَبِیْ جوزاء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنَّکُمْ مُرَاؤُنَ'' حوالہ مذکورہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت کی اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا زیادہ کیا کرو کہ منافقین تمہیں ریا کار کہنے لگیں۔ اس حدیث شریف سے ذکر بالجہر کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بلند آواز سے ذکر کرنے والوں کو ریا کار کہنا منافقوں کا طریقہ ہے۔

(دلیل نمبر ۱۴) ''اَخرجَ الْبَہقیُ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مغفل قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْمَعُوْا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا نَادَاھُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّکُمْ قَدْ بُدِلَتْ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ'' الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۹۱ للامام جلال الملت والدین الحافظ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ بیہقی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی قوم جو جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرے مگر آسمان سے منادی انہیں ندا کرتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی بے شک تمہاری برائیاں اچھائیوں سے بدل دی گئیں۔

(دلیل نمبر ۱۵) ''اَخرجَ الْبَیہقیُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَعَالٰی یَوْمَ القِیَامَۃِ سَیَعْلَمُ اَھْلُ الْجَمْعِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ اَھْلَ الْکَرَمِ فَقِیْلَ وَ مَنْ اَھْلَ الْکَرَمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ مَجَالِسُ الذِّکْرِ فِیْ الْمَسَاجِدِ'' حوالہ مذکورہ امام بیہقی نے ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا رب تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا آج اہل محشر جان جائیں گے۔ کہ اہل اکرام کون لوگ ہیں تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ اکرام والے کون ہیں۔ فرمایا جو مسجدوں میں ذکر کی محفلیں جماتے ہیں۔

(دلیل نمبر ۱۶) ''اَخرجَ اِبنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیرِہٖ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ قَالَ اِنَّ الْمُؤمِنَ اِذَا مَاتَ بَکیٰ عَلَیْہِ مِنَ الْاَرضِ الْمُوْضَعُ الَّذِیْ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْہِ وَ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہِ وَ اَخْرجَ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ اِنَّ الْمُؤمِنَ اِذَا مَاتَ نَادَتْ بُقَاعُ الْاَرْضِ عَبْدُ الْمُؤمِنَ مَاتَ فَتَبْکِیْ عَلَیْہِ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ فَیَقُوْلُ الرَّحْمٰنُ مَا یُبْکَا عَلٰی عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ یَمْشِ فِیْ نَاحِیَۃٍ مِنَّا قَطُّ اِلَّا ھُوَ یَذْکُرُکَ'' حوالہ مذکورہ۔

(آسمان وزمین بھی اہل ذکر کی موت پر روتے ہیں)

ابن جرید نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں (فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ) روایت کیا کہ فرمایا بے شک

مؤمن جب مرتا ہے تو اس پر زمین کا وہ حصہ روتا ہے جس پر وہ نماز پڑھتا اور اللہ کا ذکر کرتا تھا اور ابن ابی الدنیا نے عبید سے بیان کیا کہ اس نے فرمایا بے شک مؤمن جب فوت ہوتا ہے تو زمین کا وہ حصہ ندا کرتا ہے کہ بندہ مؤمن فوت ہو گیا پس اس پر زمین و آسمان روتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں میرے بندے پر کس چیز نے رلایا تو وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمارے کسی گوشے پر ہرگز نہ چلتا مگر وہ تیرا ذکر کرتا تھا۔ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ بالا حدیث لکھنے کے بعد اس کی بلند ذکر پر وجہ دلالت یوں بیان فرماتے ہیں۔ "وَوَجْهُ الدَّلَالَتِ مِنْ ذٰلِکَ اِنَّ سَمَاعَ الْجِبَالِ وَالْاَرْضِ لِلذِّکْرِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا عَنِ الْجَهْرِبِهٖ" یعنی اس میں وجہ دلالت یہ ہے کہ بے شک پہاڑوں اور زمین کا ذکر سننا بندے سے ممکن نہیں مگر تبھی کہ جب وہ بلند ذکر کرتا ہو۔

(دلیل نمبر ۱۷) "اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ اَنَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اذ قَالَ اِرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ فَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ فَفَعَلْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ بَعَثْتَنِیْ بِهٰذِهِ الْکَلِمَةِ وَاَمَرْتَنِیْ بِهَا وَوَعَدْتَنِیْ عَلَیْهَا الْجَنَّةَ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ثُمَّ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ" ج ۱ ص ۳۹۱ الحاوی للفتاوی للامام حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

(کلمہ کا ذکر کرنے پر بخشش کی خوش خبری)

حاکم نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر پڑھو لا الہ الا اللہ تو ہم نے یوں ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا اور اسے پڑھنے اور دوسروں تک پہنچانے کا مجھے حکم دیا اور اس پر مجھے جنت کا وعدہ دیا بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا پھر فرمایا خوش ہو جاؤ بے شک اللہ نے تمہیں بخش دیا۔ اس حدیث شریف سے جہاں بلند ذکر کی فضیلت ثابت ہوئی ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کا انعام و احسان ہو تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے عین مطابق ہے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہم پر اللہ کا احسان عظیم ہے بلکہ آپ کا وجود مسعود تمام احسانات الٰہیہ کا سبب و وسیلہ ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد کے دن خوشی کا اظہار کرنا بھی بدرجہ اولی شریعت کے مطابق اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

(دلیل نمبر ۱۸) اَخرَجَ اَحمَدُ - اَبُودَاودُ وَ التِرمِذِی وَمَحمَدُ وَالنِسَائِیُّ وَابنُ ماجَةَ عَنِ السَّائِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَآءَنِی جِبرِیْلُ فَقَالَ مِنْ اَصْحَابِکَ یَرفَعُونَ اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّکْبِیرِ الجاوی للفتاوی (ج ا ص ۳۹۲) امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور اسے صحیح کہا اور نسائی و ابن ماجہ

نے حضرت سائب سے بیان کیا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبریل آئے تو عرض کیا حضورؐ آپ کے صحابہ میں سے کچھ وہ جو اللہ اکبر پڑھتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں۔

ذکر جہر بلا شبہ مشروع ہے الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(دلیل نمبر ۱۹): شاہ عبدالحق محقق و محدث دہلویؒ ایک بلند ذکر کے ثبوت میں صریح الدلالت حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اینحدیث صریح است درجہر با ذکر کہ آنحضرت بآواز بلند میخواند اما بعض علما گفتہ اند کہ بلند خواندن آنحضرت برائے تعلیم اصحاب بود۔ ونووی درمھذب گفتہ کہ افضل اخفاء است دریں دعا و جز آں خواہ امام بود یا منفرد مگر آنکہ حاجت بود بتعلیم آں وھم برین حمل کردہ شدہ است۔ جہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بآن و بعد از آنکہ محفوظ گشت اخفا افضل است۔ وحق آنست کہ اوقات مختلف است گاھے ذوق وحضور در اخفا است۔ گاہے درجہر شوق و گرمی افزاید و جہر بذکر شروع است بلاشبہ۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۴۱۹) یہ حدیث ذکر بالجہر پر صریح الدلالت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بآواز بلند ذکر فرماتے تھے بہرحال بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلند آواز سے ذکر کرنا صحابہ کی تعلیم کیلئے تھا اور امام نووی نے مھذب میں کہا ہے کہ افضل ذکر خفی

ہے خواہ امام ہو یا منفرد! ہاں اس وقت بلند افضل ہے جبکہ دوسروں کی تعلیم کی حاجت ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہر ذکر کرنا بھی اسی پر محمول کیا گیا ہے لیکن بعد اس کے کہ جب معمول ویاد ہو چکا اب اخفاء افضل ہے۔

شاہ عبدالحق فرماتے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ افضلیت کے اعتبار سے اوقات مختلف ہیں۔ کبھی ذوق اور حضوری قلب اخفاء میں ہوتی ہے اور کبھی ذوق اور جذبہ ذکر جہر میں بڑھتا ہے بہر حال بلند ذکر بلاشبہ مسنون ہے۔

علامہ ابن عابدین کی ذکر پر نفیس بحث

(دلیل نمبر ۲۰) صاحب ردالمحتار علامہ ابن عابدینؒ ذکر بالجہر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وَالَّا سْتِحْسَانُ جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ مَا اِقْتَضٰی طَلَبَ الْجَھْرِبِہٖ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَھُنَاکَ اَحَادِیْثُ اِقْتَضَتْ طَلَبَ الْاِسْرَارِ الْجَمْعُ بَیْنَھُمَا بِاَنَّ ذٰلِکَ یَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْاَشْخَاصِ وَالْاَحْوَالِ کَمَا جُمِعَ بِذٰلِکَ بَیْنَ اَحَادِیْثِ الْجَھْرِ وَالْاِخْفَاءِ بِالْقِرَاۃِ وَلَایُعَارِضُ ذٰلِکَ اَحَادِیْثُ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ لِاَنَّہٗ حَیْثُ خِیْفَ الرِّیَاءَ اَوْتَاذِی الْمُصَلِّیْنَ وَ النِّیَامَ فَاِنْ خَلَا مِمَّا ذُکِرَ فَقَالَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اِنَّ الْجَھْرَ اَفْضَلُ لِاَنَّہٗ اَکْثَرُ عَمَلاً وَتَعَدِّیْ فَائِدَتُہٗ اِلَی السَّامِعِیْنَ وَیُوْقِظُ قَلْبَ الذَّاکِرِ فَیَجْمَعُ ھِمَمُ اِلَی الْفِکْرِ وَیَصْرِفُ سَمْعَہٗ اِلَیْہِ وَیَطْرِدُ النَّوْمَ وَیَزِیْدُ

النَّشَاطَ وَفِی حَاشِیَةِ الْحموی عَنِ الْاِمَامِ الشَّعْرَانِیْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفاً وَ خَلَفاً عَلٰی اِسْتِحْبَابِ ذِکْرِ الْجَمَاعَةِ فِی الْمَسَاجِدِ وَغَیْرِهَا اِلَّا اَنْ یُّشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلٰی نَائِمٍ اَوْمُصَلٍّ اَوْقَارِیٍٔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۴۴۴)

یعنی ذکر بالجہر کا مستحب ہونا ازروئے اس کے کہ جو حدیث میں آیا وہ جہر کا مقتضی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے اگر کوئی مجھے مجمع میں یاد کرے تو میں بے شک اس کا ذکر ان سے بہتر مجمع میں کرتا ہوں اسے شیخین یعنی بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور اس مقام پر کچھ وہ حدیثیں بھی ہیں جو ذکر خفی کا تقاضا کرتی ہیں اور ان دونوں طرح کی حدیثوں کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ اشخاص و احوال کے اعتبار سے ذکر مختلف ہوتا ہے جیسا کہ یہی مطابقت کا اعتبار قرأت کے متعلق جہر اور خفی کی حدیثوں کے بارے میں ملحوظ رکھا گیا ہے اور یہ یعنی جہر ذکر کی حدیثیں اس حدیث کے معارض نہیں جو فرمایا بہتر ذکر خفی ہے کیونکہ یہ تب ہے جبکہ ریاء یا نمازیوں کو تکلیف اور سوتوں کے خلل کا خوف ہو پس اگر خوف نہ ہو جس کا ذکر کیا گیا ہے تو بعض علماء نے فرمایا جہر ذکر افضل ہے اس لئے کہ اس میں عمل زیادہ ہے اور اس کا فائدہ سامعین کو پہنچتا ہے اور ذکر کرنے والے کا دل بیدار ہوتا ہے اور اس کی توجہ غور وفکر کی طرف مرکوز کرتا ہے اور اس کی سماعت اسی کی طرف متوجہ رہتی ہے اور نیند کو دور کرتا ہے اور ذوق بڑھتا ہے اور حاشیہ حموی میں امام شعرانی سے منقول ہے کہ فرمایا اس پر علمائے سلف اور خلف کا اجماع ہے کہ مسجدوں اور اس کے علاوہ جماعت

کا ذکر مستحب ہے جبکہ ان کا جہر ذکر سونے والے اور نمازی اور قرآن پڑھنے والے کو تکلیف نہ دے۔

علامہ طحطاوی کی ذکر پر مفید بحث

(دلیل نمبر۲۱): اُخْتُلِفَ هَلْ اِسْرَارُ بِالذِّكْرِ اَفْضَلُ؟ فَقِيْلَ نَعَمْ لِاَحَادِيْثِ كَثِيْرَةٍ تَدُلُّ عَلَيْهِ مِنْهَا (خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَ خَيْرُ الرِّزْقِ مَايَكْفِيْ) وَلِاَنَّ الْاِسْرَارَ اَبْلَغُ فِى الْاِخْلَاصِ وَاَقْرَبُ اِلَى الْاِجَابَةِ - وَقِيْلَ الْجَهْرُ اَفْضَلُ لِاَحَادِيْثِ كَثِيْرَةٍ مِنْهَا مَا رَوَاهُ اِبْنُ زُبَيْر (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ بِصَوْتِ الْاَعْلٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَقَدْ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ مَنْ يَّقْرَءُ الْقُرْآنَ فِى الْمَسْجِدِ اَنْ يُّسْمِعَ قِرَاءَ تَهٗ) وَكَانَ اِبْنُ عُمَرَ يَاْمُرُ مَنْ يَّقْرَءُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَصْحَابِهٖ وَهُمْ يَسْمَعُوْنَ) وَلِاَنَّهٗ اَكْثَرُ عَمَلاً وَاَبْلَغُ فِى التَّدَبُّرِ وَنَفْعُهٗ مُتَعَدٍّ لِاِيْقَاظِ قُلُوْبِ الْغَافِلِيْنَ وَجَمْعُ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِاَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ بِحَسْبِ الْاَشْخَاصِ وَالْاَحْوَالِ فَمَتٰى خَافَ الرِّيَاءَ وَتَاَذِّىْ بِهٖ اَحَدٍ كَانَ الْاِسْرَارُ اَفْضَلُ وَمَتٰى فَقَدَ مَا ذُكِرَ كَانَ الْجَهْرُ اَفْضَلُ - قَالَ فِى الْفَتَاوٰى لَايَمْنَعُ مِنَ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ فِى الْمَسَاجِدِ اِحْتِرَازًا عَنِ الدُّخُوْلِ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ) وَكَذَا فِى الْبَزَازِيَة - وَنَصُّ الشَّعْرَانِى فِىْ ذِكْرِ الذَّاكِرِ لِلْمَذْكُوْرِ وَالشَّاكِرِ لِلْمَشْكُوْرِ مَالَفْظُهٗ: وَاَجْمَعُ الْعُلَمَاءُ سَلَفاً وَّ خَلَفاً عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

تَعَالٰی فِی الْمَسَاجِدِ وَغَیْرِھَا مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ اِلَّا اَنْ یُّشَوِّشَ جَھْرُھُمْ بِالذِّکْرِ عَلٰی نَـائِمٍ اَوْمُصَلٍّ اَوْ قَارِیِٔ الْقُرْآنِ کَمَا ھُوَ مُقَرَّرٌ فِیْ کُتُبِ الْفِقْهِ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۵۸) اس میں اختلاف ہے کہ آیا ذکر میں پوشیدگی افضل ہے تو بعض نے کہا ہاں اس لئے کہ احادیث کثیرہ ذکرخفی پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ فرمایا ذکرخفی بہتر ہے اور رزق وہ بہتر ہے جو کفایت کرے اور اس لئے کہ ذکر سری اخلاص میں زیادہ مؤثر ہے اور قبولیت سے قریب تر ہے اور کچھ علماء نے فرمایا کہ ذکر جہر افضل ہے اس لئے کہ بہت حدیثیں اس کی فضیلت میں وارد ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث کو ابن زبیرؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو باآواز بلند کہتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے کہ کوئی مسجد میں بلند قرآن پڑھے تا کہ آپ اس کی تلاوت سنیں اور عبداللہ ابن عمرؓ کسی کو حکم کرتے تھے کہ وہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے پاس قرآن پڑھے اور وہ سب سنتے تھے اور اس لئے کہ بلند ذکر عمل میں زیادہ ہے اور تدبر میں زیادہ مؤثر ہے اور اس کا فائدہ دوسروں کو بھی ہوتا ہے کیونکہ اس سے غافلوں کے دل بیدار ہوتے ہیں اور ذکرخفی و جلی دونوں طرف کی وارد حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اشخاص و احوال کے اعتبار سے ذکر بھی مختلف ہے پس جب ریاء یا کسی کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پوشیدہ ذکر اس کو افضل ہے اور جب جس اندیشے کا ذکر کیا گیا ہے معدوم ہو تو بلند

افضل ہے۔ فتاوی میں ہے کہ فرمایا مسجدوں میں ذکر بالجہر سے منع نہ کیا جائے اس سے بچنے کیلئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی اس وعید کے ضمن میں نہ آجائے جو فرمایا اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کے ذکر سے روکے۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں بھی مذکور ہے اور امام شعرانیؒ نے ذاکر کے مذکور کے ذکر اور شاکر کے مشکور کے شکر پر نص بیان کی ہے اس کی عبارت ہے کہ علمائے سلف اور خلف کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کا ذکر مسجدوں میں اور اس کے علاوہ جماعت کے ساتھ مستحب ہے اور کسی کو اس سے انکار نہیں مگر جب ان کا جہر ذکر سونے والے اور نمازی اور قرآن پڑھنے والے کے ملال کا باعث ہو۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ثابت ہے۔ مذکورہ بالا ردالمحتار اور طحطاوی کے حوالوں سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر کے جواز سے کسی کو اختلاف نہیں اختلاف صرف افضلیت میں ہے بعض علماء کے نزدیک ذکر سری بہتر ہے اور بعض کے نزدیک جہری افضل ہے جبکہ نقلی وعقلی دلائل دونوں جانب موجود ہیں اگر زید ذکر خفی کے دلائل کو ترجیح دیکر اسے افضل کہے تو اس پر ملامت نہیں اور بکر جہری کے دلائل کو قوی جان کر ذکر یا بالجہر کو افضل بتائے تو اسے بھی ملامت نہ کی جائے لیکن اگر کوئی ذکر جہر کے ناجائز کا قائل ہو یا اسے روکنے کے درپے ہو تو یہ اس کی حماقت و ناانصافی ہوگی۔

(جب لوگ مجمع میں ذکر کریں تو ان کیلئے بلند اچھا ہے حضرت اسمٰعیل حقی)

(دلیل نمبر ۲۲) صاحب روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی زیر تفسیر آیت اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ ذکر پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وَاِذَا کَانُوْا مُجْتَمِعِیْنَ عَلَی الذِّکْرِ فَالْاَوْلٰی فِیْ حَقِّھِمْ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ وَالْقُوَّۃِ فَاِنَّہٗ اَکْثَرُ تَاْثِیْرًا فِی رَفْعِ الْحُجُبِ وَمِنْ حَیْثُ الثَّوَابِ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ ثَوَابُ ذِکْرِ نَفْسِہٖ وَسِمَاعِ ذِکْرِ رُفَقَائِہٖ۔ (تفسیر روح البیان جلد ثانی ص ۱۴۸) اور جب لوگ ذکر پر جمع ہوں تو ان کے حق میں بلند آواز سے ذکر اولیٰ ہے اس لئے کہ وہ حجاب اٹھانے میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے اور ثواب کے اعتبار سے یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنے ذکر کا ثواب بھی ملے گا اور اپنے ساتھیوں کے ذکر سننے کا بھی۔

(مساجد میں حلقہ بنا کر بلند ذکر میں کوئی کراہت نہیں)

(دلیل نمبر ۲۳) حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوی جزء (۱) ص ۳۸۹ پر مسجد میں جمع ہوکر ذکر بالجہر کے متعلق ایک سوال اور اس کے جواب میں یوں لکھتے ہیں۔ (سوال) سَاَلْتُ اَکْرَمَکَ اللّٰہُ عَمَّا اِعْتَادَہُ السَّادَۃُ الصُّوْفِیَۃُ مِنْ عَقْدِ حَلَقِ الذِّکْرِ وَالْجَھْرِبِہٖ فِیْ الْمَسَاجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّھْلِیْلِ وَھَلْ ذٰلِکَ مَکْرُوْہٌ اَوْلَا؟ (جواب) اِنَّہٗ لَاکَرَاھَۃَ فِیْ شَیْ ءٍ مِّنْ ذٰلِکَ وَقَدْوَرَدَتْ

اَحَادِیْثُ تَقْتَضِیْ اِسْتِحْبَابَ الْجَهْرِ بِالذِّکْرِ وَاَحَادِیْثُ تَقْتَضِیْ اِسْتِحْبَابَ الْاِسْرَارِبِهٖ وَالْجَمْعُ بَیْنَهِمَا اِنَّ ذٰلِکَ یَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْاَحْوَالِ وَالْاَشْخَاصِ کَمَا جَمَعَ النَّوَوِیُّ بِمِثْلِ ذٰلِکَ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَةِ بِاسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ. بِقِرَاءَةِ الْقُرآنِ وَالْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَةِ بِاسْتِحْبَابِ الْاِسْرَارِ بِهَا) اللہ آپ کو اکرام بخشے میں آپ سے مقتداء صوفیہ کرام کی عادت کے متعلق پوچھتا ہوں ذکر کیلئے حلقہ باندھنے اور مساجد میں بلند ذکر کرنے اور کلمہ شریف بلند پڑھنے سے کہ کیا اس میں کراہت ہے کہ نہیں؟ (جواب) بلاشبہ اس سب طرح کے ذکر میں کچھ کراہت نہیں اور تحقیق کچھ حدیثیں آئی ہیں جو ذکر جہر کے مستحب ہونے کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض حدیثیں خفی ذکر کے مستحب ہونے کی مقتضی ہیں اور ان ہر دو طرح کی حدیثوں میں مطابقت اس طرح ہے کہ اشخاص کی عادتوں اور احوال کے مختلف ہونے سے ذکر بھی مختلف ہے جیسا کہ امام نووی نے اسی طرح موافقت بیان کی ہے کہ ان حدیثوں کے درمیان جن میں سے کچھ قرأت کے استحباب پر وارد ہوئی ہیں اور کچھ اس کے اخفاء پر مستحب ہونے پر۔

(زبان کا ذکر مع حضور القلب صرف قلبی ذکر سے افضل ہے)

(دلیل نمبر ۲۴) علامہ نوویؒ ذکر بالجہر یا بالاخفاء کی افضلیت میں علماء کا

اختلاف اور اس میں اختلاف کہ ذکر قلبی کو فرشتے لکھتے ہیں یا کہ نہیں بیان کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔ قُلْتُ الصَّحِيْحُ يَكْتُبُوْنَهُ اِنَّ ذِكْرَ اللِّسَانِ مَعَ حُضُوْرِ الْقَلْبِ اَفْضَلُ مِنَ الْقَلْبِ الْوَاحِدِه۔ (حاشیہ صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۳۴۴) میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ بے شک فرشتے دل کے ذکر کو لکھتے ہیں اور بے شک زبان کا ذکر حضور قلب کے ساتھ صرف دل کے ذکر سے افضل ہے فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کیلئے علم غیب عطائی کا اعتقاد شرک نہیں دیکھیں بشمول علامہ نووی بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ ملائکہ بلا آواز دل کا ذکر لکھتے ہیں تو لکھنا تب ہی ممکن ہے جب کہ وہ دل کی بات جانتے ہوں اور دل کی بات جاننا غیب ہے جب فرشتوں کا غیب جاننا ثابت اور اس کا اعتقاد شرک نہیں تو انبیاء علیہم السلام تو خاص ملائکہ سے بھی افضل ہیں اور ان کا علم غیب عطائی قرآن و حدیث کی نصوص سے ثابت ہے اس کا اعتقاد کیونکر شرک ہوا؟ (نتیجہ بیان) اس فصل میں مذکورہ بیان کا نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ پنجگانہ نماز باجماعت کے بعد ذکر بالجہر مستحب ہے۔ دوم یہ کہ فِــیْ نَـفْسِــه ذکر جہر و خفی دونوں بلا ترجیح فضیلت والے ہیں اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح و فضیلت حاصل ہوگی اور مفضول و مرجوح متصور ہوگا تو وہ کسی سبب خارجی کے لاحق ہونے سے ہوگا اور وہ سبب اشخاص و افراد کی عادات طبائع کی کیفیات و احوال کا مختلف ہونا اور اوقات کے تقاضوں کا مختلف ہونا [illegible] سے ذکر بالجہر کی فضیلت ذکر بالاخفاء پر ظاہر ہے اور جن احادیث سے خفی کی فضیلت جہری پر

ظاہر ہے ان میں کچھ تعارض و تقابل نہیں بلکہ یہ فرق اشخاص کی عادات و احوال اور اوقات کے تقاضوں کے مختلف ہونے کے پیش نظر ہے یعنی جن حضرات کو ذکر بالجہر میں ذوق و سرور اور حضور قلبی حاصل ہو ان کیلئے ذکر جہر ہی افضل ہے اور جن کو ذکر خفی میں ذوق سرور اور حضور قلبی میسر ہو ان کو خفی افضل ہے ایسے ہی جن اوقات میں ذکر بالجہر میں اجر و ثواب کی زیادتی اور دوسروں کے فائدے کی امید ہو اس وقت جہر افضل اور جب ریاء کاری یا دوسروں کی تکلیف کا اندیشہ ہو تو وہاں خفی افضل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فصل دوم) بلند ذکر کے خلاف مخالفین کے دلائل و اعتراضات کے جواب میں

(مخالفین کی دلیل کے چھ جواب)

(دلیل اوّل) وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (سورہ اعراف آیت ۲۰۴) اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے۔ ترجمہ کنز الایمان۔ مذکورہ آیت کو مخالفین ذکر جہر کے ناجائز ہونے پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے چند جواب ملاحظہ ہوں۔ اول یہ آیت مکیہ ہے جیسا کہ یہ آیت مکیہ ہے: وَلَاتَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَاتُخَافِتْ بِهَا (پارہ ۱۵ سوزہ بنی اسرائیل) اے محبوب اپنی نماز میں نہ بلند قرآن پڑھو اور نہ بہت آہستہ۔ اور یہ آیت اس وقت اتری جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں

بلند قرآن پڑھتے اور مشرکین مکہ آپ کی قرأت سن کر قرآن کو گالیاں نکالتے۔ تو جیسے حکم قرآن کو مشرکین سے توہین سے بچانے کیلئے دیا گیا اسی طرح ذکر اللہ کو مشرکین سے توہین سے بچانے کیلئے مخفی کا حکم دیا گیا۔ (دوم) الحاوی للفتاوی ج ا ص ۳۹۳ پر مفسرین کی جماعت جن میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم امام مالک کے شیخ اور ابن جریرؒ شامل ہیں کا قول ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب قرآن پڑھا جارہا ہو کہ اس کی تعظیم کے پیش نظر بلند ذکر نہ کیا جائے۔ (سوم) یہ حکم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ (چہارم) اس آیت میں جہر مفرط سے منع ہے جو ذاکر یا سامع پر گراں ہو نہ کہ مطلق جہر سے۔ (پنجم) ہم نے قرآن و احادیث و تفاسیر اور اقوال فقہاء سے واضح دلائل کے ساتھ ذکر بالجہر کا جواز استحباب ثابت کیا ہے تو مخالفین کی پیش کردہ آیت میں کئی احتمالات ہیں لہٰذا یہ واضح دلائل کے متعارض و مقابل دلیل نہیں بن سکتی۔ (ششم) اس آیت کا حکم عام ہے یعنی تلاوت قرآن نماز میں قرأت درس و تدریس خطبہ جمعہ وعیدین اور دیگر سب اذکار کو جیسا کہ اسی آیت کے تحت تفسیر روح البیان تفسیر صاوی تفسیر بیضاوی اور تفسیر نسفی میں ہے تو اب ذکر جہر کے مخالفین کو چاہئے کہ وہ مذکورہ تمام اذکار کو جہر پڑھنا چھوڑ دیں صرف جماعت کے بعد ذکر کی تخصیص کیوں کرتے ہیں۔

مخالفین کی دوسری دلیل کے دو جواب

(دلیل دوم) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

(سورہ اعراف آیت ۵۴) اپنے رب سے دعا کرو، گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (جواب اول) اس آیت کو ذکر بالجھر کی نفی پر دلیل لانا مناسب نہیں کیونکہ اس میں دعا کے متعلق ارشاد ہے کہ آہستہ کرو نہ کہ ذکر کے متعلق۔ (دوم) آیت کا جملہ ثانیہ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ دلالت کرتا ہے کہ اسے جھر مفرط پسند نہیں نہ کہ جھر متوسط۔ (سوم) وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى اور اگر بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔ ترجمہ کنزالایمان للامام اھل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ۔

مخالفوں کی تیسری دلیل کا جواب

(دلیلؒ سوم) یہ آیت ذکر جھر کے نفی پر دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں نہ تو ذکر خفی کا امر اور نہ جھر سے منع اس لئے کہ اگر اس سے ماقبل اور بعد کی آیتوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا اللہ سبحانہ تعالیٰ اس مقام پر اپنی صفات و قدرت کو بیان فرما رہا ہے تو اس آیت میں بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو اس شان و قدرت کا مالک ہے کہ تمہارے جھر و خفی سب سنتا جانتا ہے۔ مخالفین کی ذکر جھر کی نفی پر دلیل چہارم حدیث

سے!

(دلیل چہارم) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْھَرُوْنَ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا النَّاسُ اِرْفَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَیْسَ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَّھُوَ مَعَکُمْ الخ (مسلم ج ا ص ۳۴۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ لوگ بلند تکبیریں کہنے لگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنے پر نرمی کرو تم کوئی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے بلاشبہ تم سمیع قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(مانعین ذکر جہر کی پیش کردہ حدیث کے جوابات)

(اول) اس حدیث سے ذکر جہر کی نفی پر استدلال درست نہیں کیونکہ یہ ارشاد جہاد کے موقع پر ہوا جیسا کہ مسلم کے اسی باب میں اسی ابوموسیٰ اشعری سے یوں روایت ہے کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں تھے لہٰذا بلند ذکر جنگی حکمت کے خلاف تھا۔ اس لئے منع فرمایا (دوم) یہ ایسے بلند ذکر سے منع فرمایا جو کسی کو ندا دینے کے مشابہ ہو۔ جیسا کہ مسلم کے اسی باب کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا لَاتُنَادُوْنَ اَصَمًّا وَلَاغَائِبًا یعنی تم کوئی بہرے اور غائب کو ندا نہیں کرتے۔ (سوئم) اس منع سے

مراد جہر مفرط ہے جو اپنے لئے یا دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث ہو۔ جیسا کہ اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو یعنی اپنے آپ کو تکلیف سے بچاؤ۔ (چہارم) اگر بلند ذکر کے مخالف اسے منع پر دلیل مانتے ہیں تو پھر اس حدیث میں اس امر کی کوئی تخصیص نہیں کہ کون سا ذکر بلند کرنا منع اور کون سا نہیں تو پھر چاہئے کہ بشمول تلاوت قرآن قرأت نماز درس و تدریس کسی طرح اور کسی وقت بلند ذکر نہ کریں یا یہ ثابت کریں کہ یہ چیزیں ذکر اللہ میں شامل نہیں۔ مخالفین ذکر بالجہر کی دلیل پنجم حدیث خَیْرُالذِّکْرِ الخَفِی یعنی بہتر ذکر آہستہ ہے۔ اس حدیث کو مانعین ذکر بالجہر اکثر و بیشتر پیش کرتے ہیں۔

(ذکر جہر کے خلاف معترضین کی روایت سنداً قابل دلیل نہیں)

یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں روایت کی گئی ہے ہم اسے آپ کے سامنے اس کی پوری سند کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا وَکِیْعُ ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَبِیْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیِّ وَخَیْرُ الرِّزْقِ مَایَکْفِیْ مذکورہ سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر ذکر خفی ہے اور بہتر رزق بقدر

کفایت ہے۔ (جواب اول) اس کی سند میں اسامہ بن زید ہے اور اس نام و ولدیت کے دو راوی مختلف اسناد میں آتے ہیں ایک اسامہ بن زید عدوی ہے اور دوسرا اسامہ بن زید لیثی ہے اب ان دونوں کا حال ملاحظہ فرمائیں (۱) اسامہ بن زید عدوی کے متعلق امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ شخص حدیث بیان کرنے میں قوی نہیں منکر الحدیث اور ضعیف ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ لَیْسَ بِشَیْءٍ یعنی اس کی روایت کسی پائے کی نہیں۔ امام جرجانی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں۔ اس کی بیان کردہ احادیث لائق استدلال نہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں۔ یہ قوی نہیں۔ ابن سعد نے فرمایا اس کی احادیث حجت نہیں۔ ابن حبان نے فرمایا یہ شخص واہی اور وہمی تھا۔ علی بن مدینی نے کہا۔ زید بن اسلم کی اولاد میں سے کوئی شخص ثقہ نہیں اور امام ابوداؤد نے کہا۔ یہ شخص ضعیف ہے۔ (۲) اسامہ بن زید لیثی کا حال۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَیْسَ بِشَیْءٍ یعنی یہ کچھ مقام نہیں رکھتا۔ یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں۔ یہ ضعیف ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں۔ اس کی روایات قابل استدلال نہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں۔ یہ شخص قوی نہیں۔ ابن معین کہتے ہیں۔ یہ منکر الحدیث ہے۔ امام دارقطنی نے اس کی روایات سننے کے بعد لوگوں کو گواہ کر کے فرمایا میں اس کی روایات ترک کرتا ہوں اور فرمایا امام بخاری نے بھی اس کی روایتیں چھوڑ دی تھیں اور ابن حبان نے کہا یہ احادیث بیان کرنے میں خطا کرتا ہے۔ (تھذیب التھذیب ج ۱ ص ۲۱۰) اس قدر کثیر عظیم الشان آئمہ و محدثین کے اقوال

کے اقوال سے اظہر من الشمس ہوا کے ذکر بالجہر کے مانعین کی زیر بحث روایت سند کے اعتبار سے قابل حجت نہیں۔ (دوم) ہم نے اسی باب میں وہ احادیث ذکر جھر کے مقتضی اور احادیث ذکر سری کی مقتضی کے متعلق فقہاء کی تطبیق بیان کی ہے کہ بعض اوقات میں اور بعض اشخاص کیلئے ذکر جھر افضل ہے اور بعض اوقات میں اور بعض اشخاص کو سری افضل ہے لہٰذا مطلقاً ذکر جھر کو کوئی حدیث مانع نہیں۔ (سوم) اگر خیر بمعنی اَخْیَرُ ہو یعنی زیادہ فضیلت والا پھر بھی ذکر جھر سے منع درست نہیں کیونکہ یہ شَرّ کا مقابل نہیں چنانچہ عبدالحئی لکھنوی صاحب اسی روایت کے جواب میں لکھتے ہیں۔

وَالْجَوَابُ عَنْهُ اِنَّ هٰذَا لَا يَدُلُّ عَلٰى مَنْعِ الْجَهْرِ بَلْ عَلٰى اَفْضَلِيَّةِ السِّرِّ وَلَا كَلَامَ فِيْهِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ لَفْظَ الْخَيْرِ لَهٗ اِسْتِعْمَا لَانِ عَلٰى مَاذَكَرَهٗ صَاحِبُ الصِّحَاحِ وَغَيْرُهٗ اَحَدُهُمَا اَنْ يُّرَادَ بِهٖ مَعْنَى التَّفْضِيْلِ لَا الْاَفْضَلِيَّةِ وَضِدُّهٗ ح شَرٌّ وَثَانِيْهِمَا اَنْ يُّرَادَبِهٖ مَعْنَى الْاَفْضَلِيَّةِ وَح فَاَصْلُهٗ اَخْيَرُ وَ حُذِفَتْ هَمْزَتُهٗ تَخْفِيْفاً وَقَدْسُئِلَ السُّيُوْطِىُّ عَنْ حَدِيْثِ حَيَاتِىْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِىْ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنَّ كَيْفَ يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ كُلٌّ مِنْهُمَا خَيْرًا مِّنَ الْاٰخَرِ فَاَجَابَ بِاَنَّ لِلْخَيْرِ اِسْتِعْمَالَانِ فَالْخَيْرُ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِالْاِسْتِعْمَالِ الْاَوَّلِ فَيُرَادُبِهِ التَّفْضِيْلُ لَا الْاَفْضَلِيَّةُ وَالْمَقْصُوْدُ اِنَّ فِىْ كُلٍّ مِنْ حَيَاتِهٖ وَمَوْتِهٖ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خير اِذَا عَرَفْتَ هٰذَا فَنَقُوْلُ اَلْخَيْرُ فِىْ قَوْلِهٖ خَيْرُالذِّكْرِ الْخَفِىُّ لَيْسَ بِالْمَعْنَى الْاَوَّلِ بَلْ بِالْمَعْنَى الثَّانِىْ فَيَكُوْنُ الْمَطْلُوْبُ اَنَّ فِى الذِّكْرِ الْخَفِىِّ زِيَادَةُ خَيْرٍ وَفِى الْجَهْرِ اَقَلُّ مِنْهُ لَا اَنَّ

اَلْجَھْرَ شَرٌّ کَمَا فَھِمَ الْمُسْتَدِلُّ وَالْبَاعِثُ علی جِھَالِہٖ عَلٰی ھٰذا الْمُطْلُوْبِ وَوَرَدَالْاَحَادِیْثُ الصَّرِیْحَۃُ فِی جَوَازِ الْجَھْرِ سَبَاحَۃُ الفکر فی الجھر بالذکر۔ یعنی مانعین کی پیش کردہ اس حدیث کا جواب ہے کہ یہ جہر بالذکر کے منع پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذکر سری کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں اس لئے کہ لفظ خیر کے دو استعمال ہیں جیسا کہ صاحب صحاح وغیرہ نے بیان کیا ہے ایک یہ کہ لفظ خیر سے محض معنی تفضیل مراد لیا جائے افضلیت عَلَی الْغیر مراد نہ ہو اس وقت اس کی ضد شر ہے۔ دوسرا استعمال یہ ہے کہ غیر پر افضلیت کا معنی مراد لیا جائے تو اس وقت لفظ خیر اصل میں اسم تفضیل کے وزن پر اَخْیَرُ ہوگا۔ ہمزہ اس کا تخفیفاً حذف کیا گیا اور امام سیوطی سے اس حدیث کے متعلق پوچھا گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ زندگی و موت دونوں ایک دوسرے کی بہ نسبت بہتر ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لفظ خیر کے دو استعمال ہیں تو اس حدیث میں لفظ خیر استعمال اول پر ہے یعنی معنی اس کا بہتر ہے افضلیت عَلَی الْغیر نہیں اور مقصد یہ ہے کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات و وفات دونوں بہتر ہیں۔ اب جب تو نے یہ کلیہ سمجھ لیا تو ہم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ میں لفظ خیر بمعنی اول نہیں بلکہ بمعنی ثانی ہے پس مراد یہ ہے کہ بہ نسبت ذکر جہر کے ذکر خفی میں زیادہ فضیلت ہے اور ذکر جہر

اس سے کم فضیلت رکھتا ہے یہ مراد نہیں کہ ذکر جہر برا ہے جیسا کہ اس سے استدلال کرنے والوں نے سمجھ رکھا ہے اور اس مراد پر محمول کا باعث وہ احادیث صریح ہیں جو ذکر جہر کے جواز پر وارد ہوئی ہیں۔ اس مذکورہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں کسی عمل کی افضلیت کا ثبوت مفضول علیہ کے منع کی دلیل نہیں بن سکتا مثلاً سورۂ فاتحہ کی افضلیت احادیث سے ثابت ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی سورتوں کو پڑھنا ہی منع ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔

مانعین ذکر جہر کی دلیل ششم: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایک مسجد کے پاس سے ہوا جس میں کچھ لوگ حلقہ بنا کر ذکر کر رہے تھے اس طرح کے ایک آدمی انہیں ذکر بتا رہا تھا باقی سنگریزوں پر تسبیح وتہلیل شمار کر کے پڑھ رہے تھے تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم سنگریزوں پر کیا پڑھ رہے تھے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ تسبیح وتہلیل پڑھ رہے تھے۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ فَعُدُّ وامِنْ سَیِّاٰتِکُمْ فَاَنَا ضَامِنٌ مِنْ اَنْ لَّا یَضِیْعُ مِنْ حَسَنَاتِکُمْ شَیٌٔ • وَیْحَکُمْ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَسْرَعْ ھَلَکَتِکُمْ ھٰؤُلَآءِ صَحَابَۃُ بَیْنَکُمْ مُتَوَافِرُوْنَ وَھٰذِہٖ ثِیَابُہٗ لَمْ تَبْلُ وَآنِیَۃٌ لَمْ تُکْسَرُوْ اِلٰی آن مُفْتَحِی (بَابُ ضَلالۃ) پس کنکریوں پر اپنے گناہ شمار کرو میں ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کچھ ضائع نہیں ہوگا تعجب ہے تم پر اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو ابھی صحابہ کرام تم میں بکثرت موجود ہیں اور ابھی

تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے اور ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برتن بھی نہیں ٹوٹے ابھی سے تم گمراہی کے دروازے کھولتے ہو۔ (جواب) اس اثر کو ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے اپنی مسند میں مندرجہ ذیل سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اَخْبَرَنَا الْحَکَمُ بْنُ الْمُبَارَکِ انا عُمَرُ بْنُ الْیحییٰ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنَّا الـــخ اس کی سند میں عمر بن یحییٰ ہے جس کے متعلق حافظ ابونعیم نے لکھا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے دارقطنی نے فرمایا ضعیف ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ شخص شیعہ سے مشابہ موضوعات حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسناداً یہ روایت ضعیف و متروک ہے پھر جن احادیث صحیحہ سے ذکر جہر کا جواز و استحباب ثابت ہے ان کے متعارض ہے لہٰذا یہ قابل استدلال نہیں چنانچہ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسیؒ اسی کی ج ۱۶ص ۱۶۳ پر بیان فرماتے ہیں۔ وَمَا ذُکِرَ فِی الْوَاقِعَاتِ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ (اِلٰی اَنْ قَالَ) لَایَصِحُّ عِنْدَ الْحُفَّاظِ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُحَدِّثِیْنَ) وَعَلٰی فَرْضِ صِحَّتِهٖ وَهُوَ مُتَعَارِضٌ بِمَایَدُلُّ عَلٰی ثُبُوْتِ الْجَهْرِ مِنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِمَّا رَوَاهُ غَیْرُ وَاحِدٍمِّنَ الْحُفَّاظِ اَوْ مَحْمُوْلٌ عَلٰی جَهْرِ الْبَالِغِ اور جو واقعات میں اثر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا ہے وہ آئمہ حفاظ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں اور اسے صحیح فرض کرنے پر وہ اس حدیث کے متعارض ہوجائے گی جو ابن مسعود سے ہی ذکر جہر کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے جسے متعدد حفاظ

محدثین نے روایت کیا ہے یا پھر منع کی روایت کو جہر مفرط پر محمول کیا جائے گا۔ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ذکر جہر پر اعتراض کا جواب: وَعَلٰی تَقْدِیْرِ ثُبُوْتِهٖ فَهُوَ مُتَعَارِضٌ بِالْاَحَادِیْثِ الْكَثِیْرَةِ الثَّابِتَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَهِیَ مُقَدَّمَةٌ عَلَیْهِ عِنْدَ التَّعَارُضِ ثُمَّ رَءَیْتُ مَا یَقْتَضِیْ اِنْكَارَ ذٰلِكَ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنبَلَ فِی كِتَابِ الزُّهْدِ ثنا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا الْمَسْعُوْدِیُّ عَنْ عَامِرِبْنِ شَقِیقٍ عَنْ اَبِی وَائِلٍ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَزْعَمُوْنَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ یَنْهٰی عَنِ الذِّكْرِ مَاجَالَسْتُ عَبْدَ اللّٰهِ مَجلِساً قَطُّ اِلَّا ذَكَرَ اللّٰهَ فِیْهِ (الحاوي للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۴) بر تقدیر صحت و ثبوت یہ اثر احادیث کثیرہ ثابتہ سے معارض ہے۔ جن میں ذکر بالجہر کا حکم و ثبوت ہے اور بوقت تعارض وہ احادیث اس اثر پر مقدم ہیں پھر میں نے امام احمد بن حنبل کی کِتَابُ الزُّهد میں عبداللہ بن مسعود کی وہ روایت دیکھی ہے۔ جو اس اثر کے بطلان کی مقتضی ہے۔ حضرت ابووائل نے فرمایا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر بالجہر سے منع کرتے تھے حالانکہ میں ان کے ساتھ ایسی کوئی مجلس میں نہیں بیٹھا جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو۔ اب بعد از جماعت ذکر بالجہر پر مانعین کے کچھ اعتراضات جو فقیر کے ذہن میں ہیں یا دیگر کتب سے ملتے ہیں ان کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ (اعتراض اول) جی جماعت کے بعد بلند ذکر کرنا جماعت میں بعد کے ملنے والوں کی نماز کیلئے مخل ہے لہٰذا ناجائز ہے۔

(مانعین ذکر بالجہر کے ایک اعتراض کے چار جواب)

(جواب اول) پنجگانہ جماعتوں کے بعد بلند ذکر صحاستہ اور دیگر معتبر کتب حدیث مع الترغیب احادیث کثیرہ سے ثابت ہے لہٰذا اس پر اعتراض کے بعد میں شامل ہونے والوں کی نماز کے مخل ہے ان احادیث صحیحہ پر اعتراض ہے۔

(جواب دوم) اگر بقول مانعین جماعت میں بعد کے ملنے والے نمازیوں کی نماز میں مخل ہے تو جو ایام تشریق میں بعد از جماعت ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد پڑھنا شریعت مطہرہ نے واجب اور تین بار کہنا سنت قرار دیا ہے اور یہ مانعین بھی پڑھتے ہیں اگر ذکر جہر نماز کیلئے مخل ہونے کے باعث ناجائز تھا تو ان دنوں میں کیسے جائز بلکہ واجب ہوا۔ کیا شریعت میں تضاد ہے کہ ایک سبب سے بلند ذکر کو ناجائز ٹھہرایا پھر اسی سبب کے ہوتے ہوئے اسے جائز بلکہ واجب قرار دیا؟

(جواب سوم) بعد از جماعت ذکر بالجہر میں اجتماعی فائدہ ہے وہ یہ کہ جس قدر لوگ ذکر کریں گے یا سنیں گے سب کو ثواب و برکت حاصل ہوگی لہٰذا اس اجتماعی فائدے کو جماعت میں ملنے والے اِکا دُکا نمازی کی خاطر نہیں چھوڑا جاسکتا جیسا کہ مساجد میں درس وعظ اور دیگر محافل خیر کو اِکا دُکا نمازی کیلئے نہیں روکا جاتا کیونکہ ان میں اجتماعی فائدہ ملحوظ ہوتا ہے اور مانعین ذکر جہر بھی ان کاموں کو نمازیوں کی خاطر ترک نہیں کرتے۔

(جواب چہارم) مکہ معظمہ میں صرف جماعت اُولٰی کیلئے طواف بند ہوتا ہے جب جماعت ہوچکی طواف شروع ہوا اور طواف میں دعاؤں کا اس قدر شوروغل ہوتا ہے کان پڑی بات سمجھی نہیں جاتی، وہاں اس ذکر جہر کا کیا حکم ہے؟ کیا نمازوں کی وجہ سے طواف کعبہ بند کراؤ گے۔

(مانعین کا دوسرا اعتراض)

جس کا ذکر اور رضا مقصود ہے وہ دلوں کے خطرات پر بھی آگاہ ہے تو پھر بلند ذکر کا کیا فائدہ۔ آہستہ ہی کرلیا جاوے جس پر کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں۔

(مانعین کے ذکر بالجہر پر اعتراض کے جواب میں ذکر جہر کے فوائد کا بیان)

(جواب) جی ہاں یہ تو ہر ایک مسلمان کا ایک ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے رازوں سے باخبر ہے مگر ذکر بالجہر کے کچھ اور بھی مقاصد و فوائد ہیں۔ (۱) بلند ذکر سے سامعین میں ذوق و جذبہ بڑھتا ہے۔ (۲) غفلت و سستی دور کرتا ہے۔ (۳) جہاں تک ذکر کی آواز پہنچے سامعین کو ثواب برکت حاصل ہوتی ہے۔ (۴) بلند ذکر کرنے والوں کا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ملائکہ میں ذکر فرماتا ہے۔ (۵) بلند ذکر سے انجانوں کو ذکر کی تعلیم ہوتی ہے۔ (۶) ذکر بالجہر سے ذاکر کو اپنے ذکر پر بکثرت گواہ ملتے ہیں جس جس جگہ آواز پہنچتی ہے وہ سب قیامت کے دن اس کے ذکر پر گواہی دیں

(نکتہ :۲) دوسری عبادات دیگر ادیان و مذاہب میں بھی مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے مگر درود شریف وہ عبادت ہے جو صرف اہل اسلام ہی کرتے ہیں۔

(نکتہ: ۳) باقی عبادتوں کا بندوں کو حکم ہے کہ تم کرو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ میں بھی کرتا ہوں مگر درود شریف کا حکم دینے سے پہلے ارشاد فرمایا میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں اور میرے فرشتے بھی اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجو۔

(درود و سلام کے متعلق چند سوالوں کے جواب)

اب مذکورہ آیت مبارکہ کے متعلق چند سوالوں کے جواب ملاحظہ ہوں

(س:۱) اللہ تعالیٰ نے بندوں کو تو درود و سلام دونوں کا حکم دیا ہے جبکہ اپنی اور ملائکہ کی طرف صرف درود بھیجنے کی نسبت کی، سلام کی نسبت کیوں نہ کی اس میں کیا وجہ ہے؟

(ج) اللہ تعالیٰ نے اس لئے بندوں کو درود کے ساتھ سلام کا بھی حکم دیا کہ اس سے بعد والی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والوں کے دنیا و آخرت میں عذاب ذلت کا ذکر ہے اور اذیت کا امکان بندوں سے تھا فرشتے معصوم ہوتے ہیں لہٰذا سلام کا حکم بندوں کو دیا کیونکہ سلام کا معنی امن و سلامتی کا ہے مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو تم پر تو میرے محبوب کے لاتعداد احسانات ہیں

اور تم ان کی غلامی کا دم بھی بھرتے ہو لہٰذا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قول و فعل سے کسی طرح اذیت نہ دینا اور اپنے رب سے ان کی سلامتی چاہتے رہو۔

(س:۲) آیت میں صَلُّوْا امر کا صیغہ ہے اور سَلِّمُوْا بھی امر ہے مگر سَلِّمُوْا کی تَسْلِیْماً۔ مفعول مطلق لا کر تاکید فرمائی صَلُّوْا کی تاکید نہ لائی اس میں کیا وجہ ہے؟

(ج) سلام کی تاکید اس لئے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے جانتا تھا کہ کچھ فرقے ایسے بھی ہوں گے جو سلام پر طرح طرح سے اعتراض کریں گے کبھی کہیں گے اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام ناجائز ہے کبھی کہیں گے کھڑے ہو کر سلام پڑھنا ناجائز و شرک ہے اور کبھی کہیں گے کہ درود ابراہیمی افضل ہے صرف یہی پڑھنا چاہئے وغیرہ۔

(س:۳) آیت میں یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِ فرمایا یُصَلُّوْنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ کیوں نہ فرمایا؟

(ج) تعظیم کے پیش نظر یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيّ فرمایا کیونکہ نام کے بجائے صفت ذکر کرنے میں تعظیم ہے۔ نیز نام اس کا لیا جاتا ہے جو کہ غیر متعارف ہو حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اولین و آخرین سب میں متعارف ہیں اس لئے نام کے ذکر کی حاجت نہ تھی۔

(س:۴) زیر بیان آیت میں عَلَى النَّبِيّ ہے اور نبی کم و پیش ایک لاکھ

چوبیس ہزار ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درود و سلام میں تخصیص کیسے ثابت ہوئی کوئی اور مراد یوں نہیں ہوسکتا؟

(ج) اس کے دو جواب ہیں۔ اوّلاً: النَّبِی میں الف لام عہد ذہنی کا ہے اور عہد ذہنی سے مراد خاص ہوتا ہے نام نہیں لہٰذا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہیں کیونکہ آپ ہی پر قرآن اترا...... ثانیاً: اس میں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا جملہ دلالت کر رہا ہے کہ النبی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ذات گرامی ہے کیونکہ امنوا کے خطاب سے اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کی اُمت کو ہی نوازا اور کسی اُمت کو یہ اعجاز نہ ملا۔

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ و فرشتوں اور مؤمنین کے درود کا کیا معنی ہے

زیر بیان آیت مبارکہ سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ اور ایمان والوں کو بھی درود و سلام بھیجنے کا حکم ہے اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا کیا معنی ہے اور فرشتوں اور بندوں کے درود کا کیا معنی ہے۔ شاہ عبدالحق محدث عظیم دہلویؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوۃ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ صلوٰۃ کے معنی میں علماء کرام کے مختلف و متعدد اقوال ہیں چنانچہ ابوالعالیہ جو کہ تابعین میں سے ہیں نبی

ریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حق تعالیٰ کا صلوٰۃ بھیجنے کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ
تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے اپنے نبی کی ثناء کرنا اور اس کی بزرگی بیان فرمانا اور
ضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتوں کا صلوٰۃ بھیجنا تو اس کے معنی فرشتوں کا دعا
رنا اور بارگاہِ الٰہی میں عزت وعظمت کے اضافہ کی درخواست کرنا ہے اور یہی معنی
سلمانوں سے ہیں کہ انہیں اس کا حکم فرمایا گیا، اس سے مراد زیادتی برکت کو طلب
رنا ہے اور مقاتل کہتے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کے معنی مغفرت اور صلوٰۃ ملائکہ کے معنی
ستغفار ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کے معنی اس کی رحمت اور ان کی ایک
وایت میں مغفرت کے ہیں اور صلوٰۃ ملائکہ کے معنی دعا یعنی دعائے مغفرت و رحمت
کے ہیں اور فرشتوں کا اپنا کام ہی مسلمانوں کیلئے استغفار کرنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (فرشتے استغفار کرتے ہیں مسلمانوں کیلئے) اور ایک نماز
کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھنے والوں کے باب میں مروی ہے کہ ان کیلئے
فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمْ اور مبرد نے کہا صلوٰۃ خدا
رحمت الٰہی ہے اور صلوٰۃ ملائکہ ان کی وہ رقت ہے جو طلب رحمت کے باعث ہوتی
ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ خدا مخلوق پر خاص بھی ہوتی ہے اور عام بھی۔ لہٰذا
انبیاء علیہم السلام کی صلوٰۃ خدا ان کی ثناء وتعظیم ہے جو ہر ایک کے حال کے لائق
ہے۔ خصوصاً سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان سب میں اخص و افضل ہوگی اور
عام لوگوں پر رحمت عام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں اس کی طرف

اشارہ فرمایا رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے) اور یہیں سے اس صلوٰۃ کے درمیان فرق ظاہر ہو جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت خداوندی ہے اور جو دیگر مسلمانوں پر رحمت الٰہی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ علی النَّبِی اور فرمایا ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ اور ظاہر ہے کہ یہ آپ کے حال شریف کے لائق ہی اعلیٰ واتم اور اکمل ہوگا۔

(نسبت کے اعتبار سے معانی میں علماء کے اقوال)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں اس آیت کے زیر تفسیر یوں لکھتے ہیں۔ وَقَالَ بَعْضُھُمْ الصَّلٰوۃُ مِنَ اللّٰہِ تعالٰی بمعنی الرَّحْمَۃِ عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ بمعنی تَشْرِیْفِ بِمَزِیْدِ الْکَرَامَۃِ لِلنَّبِیِّ وَالرَّحْمَۃُ عَامَّۃٌ وَّالصَّلٰوۃُ خَاصَّۃٌ کَمَادَلَّ الْعَطْفُ عَلَی التَّغَایُرِ فِیْ قَوْلِہٖ تعالٰی (اُوْلٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ) وَقَالَ بَعْضُھُمْ صَلٰوتُ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ رَحْمَۃٌ وَعَلَی النَّبِیِّ ثَنَاءٌ وَمَدْحَۃٌ قَوْلاً وَتَوْفِیْقًا وَ تَائِیْدًا فِعْلاً وَصَلٰوۃُ الْمَلٰئِکَۃِ عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ اِسْتِغْفَارٌ وَعَلَی النَّبِیِّ اِظْھَارٌ لِلْفَضِیْلَۃِ وَالْمَدْحِ قَوْلاً وَالنُّصْرَۃُ وَالْمُعَاوِنَۃُ فِعْلاً وَصَلٰوۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ دُعَاءٌ وَعَلَی النَّبِیِّ طَلَبُ الشَّفَاعَۃِ قَوْلاً وَاِتِّبَاعُ السُّنَّۃِ فِعْلاً یعنی بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ کا تعلق جب نبی کے علاوہ سے ہو تو رحمت کے معانی میں ہوتا ہے اور جب اس کا تعلق نبی سے ہو تو

عنی عزت و اکرام کی زیادتی سے مشرف کرنا ہے اور گویا کہ رحمت عام ہے اور صلوٰۃ
ص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں عطف تغایر پر دلالت کرتا ہے۔
لٰئک عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی
ودیں اور رحمت ہے اور بعض علماء نے کہا کہ غیر نبی پر صلوات اللہ بمعنی رحمت ہے
ر جب اللہ کے درود کی نسبت نبی کی طرف ہو تو قولاً اس کا معنی نبی کی ثناء و مدح
رنا اور فعلاً توفیق عطا کرنا اور تائید کرنا ہے اور صلوۃ ملائکہ غیر نبی کیلئے بمعنی استغفار
ر اگر اس کی نسبت نبی کی طرف ہو تو قولاً اس کا معنی اظہار فضیلت و مدح اور فعلاً
س کا معنی نصرت و مدد ہے۔ مؤمنین کے درود کا معنی غیر نبی پر دعا اور نبی پر ان کے
رود سے مراد قولاً شفاعت طلب کرنا ہے، اور فعلاً اتباع سنت ہے۔

نسبت کے اعتبار سے درود کے معانی میں صاحب تفسیر صاوی

علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر صاوی اس آیت کی تفسیر میں
ں بیان فرماتے ہیں۔ قَوْلُہٗ (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئکتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ۔ ھٰذِہٖ
لْاٰیۃُ فِیْھَا اَعْظَمُ دَلِیْلٍ عَلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَھْبَطُ الرَّحْمَاتِ وَاَفْضَلُ
لْخَلْقِ عَلَی الْاِطْلَاقِ اِذَالصَّلٰوۃُ مِنَ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّہٖ رَحْمَتُہُ الْمَقْرُوْنَۃُ بِالتَّعْظِیْمِ۔
مِنَ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ مُطْلَقُ الرَّحْمَۃِ (لِقَوْلِہٖ تعالی ھُوَ الَّذِی یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ

وَمَلٰٓئِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ) فَانْظُرِ الْفرق بَيْنَ الصَّلٰوتَيْ
وَالْفَصْلَ بَيْنَ الْمُقَامَيْنِ قَوْلُهُ وَمَلٰٓئِكَتَهُ ۔ بِالنَّصْبِ مَعْطُوْفٌ عَلٰى اِسْمِ اِنَّ وقولُ
يُصَلُّوْنَ خَبَرٌ عَنِ الْمَلٰئِكَةِ وَخَبَرُ لَفْظِ الجَلالَتِ مَحْذُوْفٌ تَقْدِيْرُهُ اِنَّ اللّٰهَ يُصَلِّي
وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ ۔ وَهٰذَاهُوَ الْاَتَمُّ لِتَغَايُرِ الصَّلٰوتَيْنِ وَالْمُرَادُ بِالْمَلٰئِكَةِ جَمِيْعُهُ
وَالصَّلٰوةُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ اَلدُّعَاءُ لِلنَّبِيِّ بِمَايَلِيْقُ بِهٖ وَهُوَ الرَّحْمَةُ الْمَقْرُوْنَ
بِالتَّعْظِيْمِ وَحِيْنَئِذٍ فَقَدْ وَسِعَتْ رَحْمَةُ النَّبِيِّ كُلَّ شَيْئٍ تَبْعاً لِرَحْمَةِ اللّٰهِ
فَصَارَ بِذٰلِكَ مَهْبَطُ الرَّحْمَاتِ وَمَنْبَعُ التَّجَلِّيَاتِ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (بے
شک اللہ اور اس کے فرشتے غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ آخر آیت تک
اس آیت مبارکہ میں بہت بڑی دلیل ہے کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رحمتوں کے نزول کا مرکز اور سب مخلوق سے بالاطلاق افضل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا
درود اپنے نبی پر رحمت ہے جو تعظیم کو ضمن میں لئے ہوئے ہے جبکہ غیر نبی پر اللہ کا
درود بمعنی مطلق رحمت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جو تم پر رحمت
بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے استغفار و دعا کرتے ہیں تاکہ تمہیں اندھیروں سے روشنی
کی طرف لائے۔ اب دونوں جگہوں کے درود کا فرق اور دونوں مقاموں کے درمیان
فضیلت کا امتیاز خود دیکھ لو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد وملٰئکتہ منصوب ہے کیونکہ یہ اسم ان
پر معطوف ہے اور یصلّون) ملائکہ سے خبر ہے [illegible] اسم جلالت کی خبر محذوف ہے تقدیر
اس کی یوں ہے کہ انّ اللّٰہ یُصلّی وملٰٓئکتہ یصلّون اور یہ دونوں درود میں تغا

ظاہر کرنے کو پورا جملہ ہے اور ملائکہ سے مراد تمام فرشتے ہیں اور فرشتوں کا درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعا کرنا ہے جو اس کی شان کے مناسب ہے اور وہ طلب رحمت ہے جو تعظیم کو ضمن میں لئے ہوئے ہو اور جبھی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت نے اللہ کی رحمت کے تابع ہوکر ہر چیز کو اپنی وسعت میں لیا اور اس کے ساتھ وہ اللہ کی رحمتوں کا مرکز اور تجلیات کا منبع ہیں۔

(درود شریف سے متعلق مسائل کا بیان)

مدارج النبوت میں ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک نماز میں بغیر تعین محل درود شریف واجب ہے یہ قول ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ تشہد میں واجب ہے یہ قول شعبی اور اسحاق بن راہویہ کا ہے اور [illegible] کا قول ہے کہ درود شریف آخر میں نماز میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے واجب ہے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا ہے تفسیر روح البیان [illegible] کے زیر تفسیر [illegible] ہے۔

امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا مگر [illegible] مامور بہ تکرار چاہے تو تکرار [illegible]

وَقَالَ الطحاوی تَجبُ صَلٰوۃُ علیہ کُلَّما [illegible] ذ[illegible] علٰی لِسانہ اَوْسَمعہٗ مِنْ غَیرِہٖ۔ وقَالَ فِیْ بَحْرِ الْعُلوُمِ وھوالْاَصحُ لِاَنَّ الاَمْرَوَاِنْ کانَ لایقتضی التکرار اَلاانَّ تکرر شَیْءٍ یَقْتَضِی تکرارَہٗ کَوقْتِ الصَّلٰوۃِ لقولہٖ

عَلَيْهِ السَّلَامُ (مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ) اور امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب بھی کسی کی زبان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے یا وہ دوسرے سے سنے تو اس پر درود پڑھنا واجب ہے بحر العلوم میں فرمایا یہ قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ امر اگرچہ تکرار کا تقاضا نہیں کرتا مگر کسی چیز کے سبب کا تکرار اس کے تکرار کا مقتضی ہوتا ہے جیسا کہ وقت نماز درود کے تکرار کا موجب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس کے پاس میرا نام لیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا پس وہ آگ میں داخل ہوا اور اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کردیا۔ اسی جگہ صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقیؒ ایک سوال کو وارد کرنے کے بعد اس کا معقول جواب دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ فَاِنْ قُلْتَ الصَّلٰوةَ على النَّبِيِّ لَمْ تُخلُ عَنْ ذِكْرِهٖ وَلَوْ وَجَبَتْ كُلَّمَا ذُكِرَ لَمْ نَجِدْ فَرَاغاً مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ مُدَّةَ عُمْرِنَا۔ قُلْتُ اَلْمُرَادُ مِنْ ذِكْرِ النَّبِيِّ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ اَلذِّكْرُ الْمَسْمُوْعُ فِىْ غَيْرِ ضِمْنِ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ۔ وَقِيْلَ تَجِبُ الصَّلٰوةُ فِىْ كُلِّ مَجْلِسٍ مَرَّةً فِى الصَّحِيْحِ وَاِنْ تَكَرَّرَ ذِكْرُهُ یعنی اگر تو سوال کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا آپ کے ذکر سے خالی نہیں اگر جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے درود شریف واجب ہو تو ہم پوری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے فراغت نہ پاسکیں گے؟

(ج) میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے مراد وہ

ذکر ہے جو آپ پر درود کا موجب ہو یعنی وہ ذکر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے ضمن سے علاوہ سنا گیا ہو اور کہا گیا۔ صحیح یہ ہے کہ ہر مجلسمیں (آپ کا اسم گرامی سننے پر) ایک بار درود واجب ہے اگرچہ آپ کا نام بار بار لیا جائے۔ حاشیہ کنزالایمان پر اسی آیت کے ضمن میں۔

درود شریف کے کچھ مسائل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ سے

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے یہی قول معتمد ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور نماز کے قعدہ آخرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل و اصحاب اور دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود شریف بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر درود مقبول نہیں۔

(صلوٰۃ وسلام میں سے کسی ایک پر اختصار جائز نہیں)

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ضمن میں ہے۔ وَيَكرَهُ حَذفَ وَاحِدٍ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالتَّسلِيمِ وَالاِقتِصَارُ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَفِى الحَدِيثِ (مَنْ صَلّٰى عَلَىَّ فِى كِتَابٍ لَمْ يَزَلْ صَلاتُهُ جَارِيَةً لَهُ مَادَامَ اِسمِىْ فِى ذٰلِكَ الكِتَابِ اور مکروہ ہے صلوٰۃ و اسلام میں سے ایک کو حذف کرنا اور دونوں میں سے ایک پر اقتصار کرنا اور حدیث میں ہے جس نے مجھ پر کتاب میں درود لکھا اسے درود پڑھنے کا ثواب ملتا ہی رہے گا جب تک میرا نام اس کتاب میں موجود ہے اللہ اس پر دس درود (رحمتیں) بھیجتا ہے اور اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اے میرے پیارے مسلمان بھائی درود شریف کی فضیلت اور اپنے فائدے پر غور کر اور اپنے پیارے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام سے غافل نہ ہو بلکہ شب و روز اسی سے رطب اللّسان رہے اگر تو کوئی اور نیک کام کرے تو اس کے بدلہ نیکیاں ملتی ہیں مگر درود شریف پڑھنے پر نیکیاں بھی ملتی ہیں اور ساتھ رحمتیں بھی ہوتی ہیں۔

(حدیث نمبر ۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ [illegible] وَسَلَّمَ [illegible] واحدةً صَلَّى اللّٰهُ [illegible] عَشْرًا۔ [illegible] الش[illegible]

"[illegible]ی صلی اللہ علیہ وسلم و فد [illegible]۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ [illegible] صلی اللہ علیہ و[illegible] وسلم کا ارشاد ہے جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ [illegible] بار رحمتیں بھیجتا ہے۔

ایک بار درود پڑھنے سے اللہ کی طرف سے دس درود اور دس گناہ معاف اور دس درجہ بلند ہوتے ہیں

(حدیث نمبر۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی جزء اول ص ۱۹۱) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھ لیا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں کرتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

(حدیث نمبر۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَبِیْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرٰی یُرٰی فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَآءَ نِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اَمَا یُرْضِیْکَ یَامُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ (حوالہ مذکورہ)۔

درود وسلام پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتیں ہوتی ہیں

عبداللہ ابن ابی طلحہ سے ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے تشریف لائے کہ آپ کے رخ انور پر خوشی کے آثار دکھائی دیتے تھے پھر فرمایا تحقیق میرے پاس حضرت جبرئیل آئے پس کہا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کو خوش نہیں کرتا کہ آپ کی اُمت سے جب کوئی شخص آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو میں اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہوں اور آپ کی اُمت سے جب کوئی ایک بار آپ پر سلام پڑھتا ہے تو میں اس پر دس سلام بھیجتا ہوں۔ فائدہ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ درود شریف وہ افضل ہے جس میں سلام بھی ہو کیونکہ اس حدیث شریف میں صلوٰۃ کا فائدہ الگ بیان ہوا اور سلام کا الگ اور آیت کا مقتضاء بھی یہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام دونوں پڑھے جائیں۔

(حدیث نمبر ۵) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بِنْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قَالَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ القِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلوٰۃً (جامع ترمذی جزء اول باب ماجآء فِیْ فضل الصلوٰۃ عَلَی النبی صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم)۔

روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ قرب زیادہ درود پڑھنے والوں کو ہوگا

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت سب لوگوں میں سے مجھ پر درود پڑھنے والے میرے زیادہ قریب ہوں گے میرے مسلمان بھائی اگر بروز قیامت تجھے قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر آجائے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ و مقام نہیں اور یہ قرب کثرت درود و سلام سے حاصل ہوگا۔

درود شریف سے غم بھی دور ہوتے ہیں اور بخشش بھی ہوتی ہے

(حدیث نمبر۲) وَعَنْ اُبَيِّ بِنْ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَكْثُرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ فَقَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصفَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌلَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌلَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا يَكْفِيْ هَمَّكَ وَيُكَفِّرُلَكَ ذَنْبَكَ (مشکوۃ ص 84)

حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں تو کس قدر درود مقرر کروں فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا چوتھائی۔ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس سے بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے میں نے کہا آدھا فرمایا جتنا چاہو اگر اس سے بڑھاؤ تو تمہارا فائدہ ہے میں نے عرض کی دو تہائی۔ فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر اس سے بھی بڑھاؤ تو تمہارے بھلے کو ہے۔

میں نے کہا تب تو میں آپ پر سارا وقت درود ہی پڑھوں گا۔ آپ نے فرمایا جب تو تمہارے غموں کو کافی ہوگا اور تمہارے گناہ مٹا دے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعائیں ہیں اور حضرت ابی بن کعبؓ کے سوال کا مقصد یہ تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے حد مقرر فرما دیں کہ اپنے تمام درود وظائف میں سے درود کتنا پڑھوں اور باقی ذکر و اذکار و دعاؤں میں کتنا وقت صرف کروں۔ واضح رہے کہ عام وقتوں میں درود شریف اور دیگر اذکار و دعائیں نفل ہیں تو نفل میں تعین بندے کا حق ہے یعنی شریعت مطہرہ نے بطور فرض واجب نفل عبادت میں کسی حد کا تعین نہیں فرمایا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو درود شریف پڑھنے میں کسی حد معین کا پابند نہ کیا بلکہ انہیں اپنے اختیار پر چھوڑا۔

(درود شریف نفلی عبادتوں سے افضل ہے)

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف تمام نفلی عبادتوں سے افضل ہے تبھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیگر اذکار و وظائف کی بہ نسبت درود شریف جتنا زیادہ پڑھو تمہارا فائدہ ہے۔

تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے، ارشاد نبوی

(حدیث نمبر ۷) وَرَوَیْنَا فِیْ سُنَنِ اَبِیْ دَاوٗدَ فِیْ آخِرِ کِتَابِ الْحَجِّ فِیْ

بَابِ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ بِالْاِسْنَادِ الصَّحِیْحِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ کِتَاب (الاذکار للعلامہ نووی رحمتہ اللہ ص ۱۲۷) جلاء الافہام ص ۱۸ اور ہم نے سنن ابوداؤد کتاب الحج کے آخر باب زیادۃ القبور میں اسناد صحیح کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو عید کی طرح نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو پس بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم خواہ کہاں بھی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی وضاحت کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ

وضاحت مخفی نہ رہے کہ قبر مبارکہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عید بنانے سے بایں طور پر منع کیا کہ عید کی طرح صرف سال میں ایک دو بار نہ آنا بلکہ باکثرت زیارت کو آنا۔ دوم جیسے عید کے دن کھیل کود کیلئے جاہل لوگ میلوں تماشوں پر جاتے ہیں ایسے تم میرے روضہ مبارک کو نہ آنا بلکہ باادب ہوکر آنا۔ فقیر کہتا ہے کہ حدیث کی یہی تشریح موافق نصوص ہے اگر مانعین زیارت روضہ مبارکہ کی طرح اسے منع زیارت پر محمول کیا جائے تو جن صریح الدلالت نصوص میں زیارت روضہ پاک کی ترغیب ہے بلکہ حج کے بعد حاضری نہ دینے پر وعید ہے ان کے مخالف ٹھہرے

گی۔

(حدیث نمبر ۸) مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ قِیْرَاطًا وَالْقِیْرَا طُ مِثْلَ اُحُدٍ (عب عن علی) (کنز العمال ج ا ص ۹۲ لم) جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے قیراط ثوات لکھتا ہے اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

(حدیث نمبر ۹) وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الصَّغِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَلَفْظُہٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِائَۃً وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً کَتَبَ اللّٰہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بَرَائَۃً مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَائَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَسْکَنَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الشُّھَدَاءِ۔
(الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۴۹۵)

جس نے دن میں سو بار درود پڑھا اس کیلئے دو برائتیں لکھ دی جائیں گی

طبرانی نے صغیر اور اوسط میں بیان کیا اور اس کے لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا اور جس نے مجھ پر سو بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نفاق سے برأت لکھتا ہے اور دوسری دوزخ سے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے ساتھ رکھے گا۔

(حدیث نمبر۱۰) مَامِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا عَرَجَ بِهَا مَلَکٌ حَتّٰی یَجِیْئُ بِهَا وَجَاۤئَهُ الرَّحْمٰنَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِذْهَبُوْا بِهَا اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِقَائِلِهَا وَتَقِرُّ بِهَا عَیْنُهٗ (دیلمی عن عائشہ) کنز العمال ج اص (۴۹۹

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے کی قبر پر لے جاؤ

نہیں کوئی بندہ جو مجھ پر درود پڑھے مگر فرشتہ اسے آسمانوں پر لے جاتا ہے یہاں تک اس کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے پھر اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے اس درود کو میرے بندے کی قبر کے پاس لے جاؤ تاکہ اپنے پڑھنے والے کیلئے استغفار کرتا رہے اور اس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں۔ اسے دیلمی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا۔

جبریل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشخبری دی

(حدیث نمبر۱۱): وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعْتُهٗ حَتّٰی دَخَلَ نَخْلاً فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خِفْتُ اَوْخَشِیْتُ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰهُ قَدْ تَوَفَّاهُ اَوْ قَبَضَه وقَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ مَالَکَ یَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ قَالَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ قَالَ فَقَالَ

اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ اَلَا اُبَشِّرُکَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْکَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْکَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَسَجَدْتُّ لِلّٰهِ شُکْرًا (رواہ احمد والحاکم وقال صحیح الاسناد حوالہ مذکورہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلے تھے تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ آپ ایک نخلستان میں داخل ہوئے پس سجدہ کیا تو سجدہ کو لمبا کیا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی ہو یا اللہ نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی ہو۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تاکہ دیکھوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو فرمایا اے عبدالرحمٰن تجھے کیا ہوا تب میں نے اپنی کیفیت بیان کی پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے آ کر کہا کیا میں آپ کو خوش خبری نہ سناؤں بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے آپ پر درود بھیجا میں اللہ اس پر رحمت کرتا ہوں اور جس نے آپ پر سلام پڑھا میں اسے سلامتی دیتا ہوں ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر کیا۔ اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

(ایک سوال کا جواب)

یہاں ایک ممکنہ سوال کا جواب ملاحظہ ہو۔ تقدیر سوال یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و سلامتی کا وعدہ تو درود و سلام پڑھنے والے کو ہے مگر خوشخبری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی جارہی ہے یہ کیوں؟

جواب: (اولاً) اُمتی کا فائدہ نبی کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اس لئے خوشخبری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ (ثانیاً) جس قدر اُمت کا ثواب زیادہ ہو نبی کا ثواب بھی بڑھتا ہے کیونکہ نبی اُمت کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور حدیث میں ہے۔ الدَّال عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ یعنی بھلا کام بتانے والا ایسا ہی ثواب پاتا ہے جیسا اسے کرنے والا۔ (ثالثاً) نبی مخلوق تک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور عطائیں پہنچانے کا وسیلۂ اول ہے کیونکہ وحی صرف نبی کو ہی آتی ہے لہٰذا خوشخبری بھی آپ کو دی نیز خوشخبری سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہے اور یہ بھی کہ اپنی اُمت کو خوشی سنادو۔

(حدیث نمبر۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً رَوَاهُ اَحْمَدُ (مشکوۃ باب فضیلت درود) عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے نبی کریم پر ایک بار درود پڑھا اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجیں گے اسے امام احمد نے روایت کیا۔ یاد رہے کہ اللہ کے درود بھیجنے سے مراد نزول رحمت ہے اور

ملائکہ کے درود سے مراد طلب رحمت اور درود پڑھنے والے کے حق میں استغفار کرتا ہے۔

(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود گناہوں کا کفارہ ہے)

(حدیث نمبر۱۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ ذَکَاۃٌ لَّکُمْ قَالَ وَاسْأَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَاسِیْلَۃَ قَالَ اَمَّا حَدَّثَنَا وَاَمَّا سَاَلْنَا قَالَ الْوَسِیْلَۃُ اَعْلٰی دَرَجَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَایَنَالُھَا اِلَّا رَجُلٌ اَکُوْنُ انا ذٰلِکَ الرَّجُلُ۔ (جلاء الافہام صفحہ۱۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے گناہوں کی زکوٰۃ ہے اور فرمایا میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو۔ ابوہریرہ نے کہا یا تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی بیان فرمایا یا ہم نے وسیلہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ ایک جنت میں بلند مقام ہے جسے صرف ایک ہی شخص حاصل کرے گا اور وہ شخص میں ہی ہوں۔

(حدیث نمبر۱۴) رَوَاہُ اِبْنُ شَاھِیْنٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ۔ (کتاب مذکورہ صفحہ ۲۷)

دن میں سو بار درود شریف پڑھنے والا دنیا میں ہی اپنا جنت کا گھر دیکھ لیتا ہے

ابن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر دن میں ہزار بار درود پڑھا وہ جنت میں اپنا مقام دیکھنے سے پہلے نہیں مرے گا۔

(حدیث نمبر ۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُورٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ اَهْلِ النُّوْرِ لَمْ یَكُنْ مِنْ اَهْلِ النَّار۔ (دلائل الخیرات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھنے والے کیلئے پل صراط پر نور ہوگا اور جو پل صراط پر اہل نور سے ہوا وہ اہلِ دوزخ سے نہ ہوگا۔

فصل سوم: اسم گرامی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر درود نہ پڑھنے پر وعید۔

(حدیث نمبر ۱) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْهِ الرَّمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُغْفَرَلَهُ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ اَوْ اَحَدُ هُمَا فَلَمْ یُدْ خِلاَهُ الْجَنَّةَ۔

(مشکوۃ باب صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفضلہا ص ۸۴)

(تین شخصوں پر وعید)

انہیں سے یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسے شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کے پاس میرا نام لیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور خاک آلودہ ہو اس کا ناک جس نے رمضان پایا اور اس کی بخشش سے پہلے گزر گیا اور خاک میں آلودہ ہو اس آدمی کا ناک جو اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک کو پائے پس ان کی خدمت کے سبب جنت میں داخل نہ ہوا۔

(حدیث نمبر۲) عَنِ الْفَضْلِ بِنْ مُبَشِّرٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ شَقِیَ۔ عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ۔ (صفحہ۱۸۴)

وہ شخص بد بخت ہے جس نے میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ پڑھا

حضرت فضل بن مبشر سے ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا نام لیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ بد بخت ہوا۔

تین شخصوں کیلئے جبریل علیہ السلام کی بددعا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آمین کہنا

(حدیث نمبر۳) وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جزاء الزُّبَیْدِیِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ آمین۔ آمین۔ آمین فَلَمَّا الْمَنْصَرَفَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ رَءَیْنَاکَ صَنَعْتَ شَیْأً مَا کُنْتَ صَنَعْتَہُ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ تَبْدّٰی لِیْ فِیْ اَوَّلِ دَرْجَۃٍ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ فَلَمْ یَدْخُلاہُ الْجَنَّۃَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ ثُمَّ اَبْعَدَہُ فَقُلْتُ آمین ثُمَّ قَالَ لِیْ فِی الدَّرْجَۃِ الثَّانِیَۃِ وَمَنْ اَدْرَکَ شَھْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْلَہُ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ ثُمَّ اَبْعَدَہُ فَقُلْتُ آمین تَبْدّٰی لِیْ فِی الدَّرْجَۃِ الثَّالِثَۃِ فَقَالَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہُ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ ثُمَّ اَبْعَدَہُ اللّٰہُ فَقُلْتُ آمین۔ (الترغیب و الترھیب ج ا ص ۵۰۷)

حضرت عبداللہ ابن حارث جزاء زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر منبر پر جلوہ گر ہوئے تو تین بار آمین کہا پس جب فارغ ہوئے تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ آج ہم نے آپ کو وہ کام کرتے دیکھا جو پہلے آپ نہ کرتے تھے فرمایا بے شک جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو میرے پاس جبریل نمودار ہوئے تو عرض کی اے

حضور جو شخص اپنے والدین کو پائے پھر ان کی خدمت کے سبب جنت میں نہ جائے اسے اللہ اپنی رحمت سے بہت دور کرے تو میں نے آمین کہا پھر اس نے مجھے دوسری سیڑھی پر کہا جس نے ماہ رمضان کو پایا پھر اس کی بخشش نہ ہوئی اسے اللہ اپنی رحمت سے بہت دور رکھے پس میں نے آمین کہا پھر منبر کی تیسری سیڑھی پر جبرئیل نمودار ہوئے تو کہا جس شخص کے پاس آپ کا نام لیا گیا تو اس نے سن کر آپ پر درود نہ بھیجا اسے اللہ اپنی رحمت سے بہت دور رکھے تو میں نے اس پر آمین کہا۔

اللہ کے مقبول بندوں کی بارگاہ میں دعا قبول ہوتی ہے

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں کی بارگاہ میں دعا قبول ہوتی ہے اسی لئے سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سدرہ و بیت المعمور کی بجائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر دعا کی اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین فرما کر اس پر مہر لگا دی نیز اس میں ان بدعقیدہ لوگوں کا کھلا رد ہے جو کہتے ہیں جی اولیاء کرام کے پاس حاضری کا کیا فائدہ اللہ تو ہر جگہ ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ اگر اس قول کے قائلین کی بات درست ہو کہ اولیاء کرام کی بارگاہ میں دعا کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر قرآن مجید میں ہے کہ جب ذکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس اس کی نماز کی جگہ میں آئے تو ان کے ہاں بے موسمے پھل دیکھ کر پوچھا یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آئے۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کے پاس سے۔ اس جگہ ارشاد ہے۔ ھُنَالِکَ دُعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ قَالَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً یہاں سے پکارا ذکریا نے اپنے رب کو عرض کی کہ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد دے۔ یونہی بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک صحابی والی بے کساں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں جمعہ کے روز مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوکر بارش کی استدعا کرتا ہے۔ حضور دعا فرماتے ہیں اسی وقت بادل آکر برسنا شروع ہوجاتے ہیں۔ ایسے برسے بارش رکنے پر نہیں آتی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صحابی مسجد نبوی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بارش رکنے کی دعا کو عرض کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا یہ فرماتے ہی بارش مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر گردونواح کو رخ کرتی ہے۔ (جلد اول ص ۱۳۸)

(حدیث نمبر۴) وَعَنْ حُسَیْنٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (کتاب مذکورہ ص ۵۱۰)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا نام آیا تو اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ واضح رہے کہ جس طرح وہ شخص بخیل کہلاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ مال و دولت

دے اور وہ اسے حق شرعی اور حق عباد اور ضروریات زندگی میں خرچ نہ کرے ایسے ہی وہ شخص بھی بخیل ہے جسے اللہ نے طاقت و لیاقت اور علم و ہنر دیا ہو اور وہ اسے دوسروں کے نفع کیلئے استعمال نہ کرے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود نہ پڑھنے والا بخیل اس لئے ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بولنے درود پڑھنے کی لیاقت و صلاحیت دی تھی اس کے باوجود اس نے بخل کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق درود بھیجنے کو ادا نہ کیا۔

یہ ظلم ہے کہ جس کے سامنے میرا نام آئے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

(حدیث نمبر ۵) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۱۷)

محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ظلم ہے کہ کسی شخص کے پاس میرا نام لیا جائے تو مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(وضاحت) ظلم عدل کی ضد ہے عدل کا معنی برابر کرنا ہے اور ظلم کا معنی بے جا کمی یا زیادتی کرنا عرف میں ظلم کا معنی کسی کو ناحق رنج پہنچانا کسی کی حق تلفی کرنا ہے۔

مذکورہ حدیث شریف میں جفاء کا لفظ جو کہ ظلم کے مترادف ہے۔اس لئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالخصوص اہل ایمان پر بے شمار حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ کہ آپ کا اسم پاک سننے والے پر ایک مجلس میں ایک بار درود بھیجنا واجب ہے اور اس کے بعد جب نام مبارک آئے درود پڑھنا مستحب ہے لہٰذا اسم گرامی سن کر درود و سلام نہ پڑھنے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق تلفی کی اور آپ کو رنج پہنچایا اس لئے ظلم کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ پر استدلال

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں کیونکہ رنج و راحت اسے پہنچتے ہیں جس کے حواس و احساسات قائم ہوں تو اسی کا نام زندگی ہے۔

(حدیث نمبر ۶): عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ مَامِنْ قَوْمٍ یَقْعُدُوْنَ ثُمَّ یَقُوْمُوْنَ وَلَا یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ عَلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسْرَۃً۔

تفسیر ابن کثیر زیر بیان آیت۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا نہیں کوئی جماعت جو بیٹھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے بغیر اٹھ جائے مگر روز قیامت انہیں افسوس رہے گا۔ (وضاحت) روز قیامت ان کے حسرت و افسوس کا یا تو یہ سبب

ہے کہ قیامت جزا و ثواب کا دن ہے جب ان کو مجلس میں درود نہ پڑھنے پر ثواب
میں کمی نظر آئے گی تو یہ دوسرے درود پڑھنے والوں کے ثواب کو دیکھ کر افسوس کریں
گے کاش کہ ہم بھی درود پڑھتے اور اس قدر عظیم نقصان نہ اٹھاتے جیسا کہ دو مزدور
کام پر لگیں ایک پورا معین وقت کام میں مصروف رہے اور دوسرا کچھ وقت بیٹھ کر
ضائع کرلے جب مزدوری ملنے کا وقت آئے تو مالک پورا وقت مصروف رہنے والے
مزدور کو پوری مزدوری دے تو وقت ضائع کرنے والے کو دوسرے مزدور کی مزدوری
زیادہ دیکھ کر اور اپنی کم دیکھ کر وقت کے ضیاع پر ضرور افسوس ہوگا یا اس حسرت و
افسوس کا یہ سبب ہوگا کہ اہل مجلس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا حق بنتا تھا انہوں نے اس حق کو ادا نہ کیا جب ان
سے اس کا حساب لیا جائے گا تو ان کو اس نقصان پر افسوس ہوگا۔

بڑا بخیل وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود نہ پڑھے

(حدیث نمبر ۷): عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْتُ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَبْخَلِ النَّاسِ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَذٰلِکَ اَبْخَلُ النَّاسِ۔ (جلاء الافہام ص ۵۹)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں ایک دن نکلا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کیا تمہیں
سب لوگوں میں سے بڑا بخیل نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ فرمایئے۔
فرمایا جس کے سامنے میرا نام لیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ سب سے بڑا
بخیل ہے۔ واضح ہو کہ لوگوں سے مراد یہاں بخیل لوگ ہیں معنی یہ ہوا کہ سب بخیلوں
سے بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سن کر
آپ پر درود شریف پڑھنے سے بخل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایسے بدترین
بخل سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ رسولہ الکریم الامین صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی
علیہ وَعَلٰی آلِہٖ واصحابہٖ وسلم۔ فصل چہارم مختلف اوقات میں درود وسلام
پڑھنے کی فضیلت میں۔

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے دعا معلق رہتی ہے

(حدیث نمبر ۱): عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ
الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی
نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (ترمذی جزء اول باب ماجاءَ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا دعا آسمان اور زمین کے
درمیان معلق رہتی ہے اس سے کچھ بھی قبول نہیں ہوتا جب تک تو اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قبولیت دعا کیلئے
درود شریف ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ خط کے پہنچنے کیلئے سرکاری مہر۔

حمد و درود کے بعد دعا قبول ہوتی ہے

(حدیث نمبر۲): اَخْبَرَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ وَهَبٍ عَنْ اَبِی
هَانِیْ اِنَّ اِبَا عَلِیّ الْجَنْبِیّ حَدَّثَهُ اِنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَیْدٍ یَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً یَدْعُوْ فِی الصَّلٰوةِ لَمْ یَحْمَدِ اللّٰهَ وَلَمْ یُصَلِّ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
عَجَّلْتَ اَیُّهَا الْمُصَلِّیْ ثُمَّ عَلَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً فَمَجَّدَ اللّٰهَ وَحَمِدَهُ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اُدْعُ تُجَبْ سَلْ تُعْطَ۔
(نسائی جزء اول ص ۱۸۹)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کے بعد دعا کرتے سنا جس نے نہ اللہ کی حمد
کی اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی پھر رسول اللہ ں نے ان کو دعا کا طریقہ سکھایا
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس نے نماز پڑھی
پھر اللہ کی بزرگی اور حمد بیان کی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود
پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اب دعا کرو قبول کی جائے گی
اور مانگو عطا کیا جائے گا۔

(نماز کے بعد دعا مسنون ہے)

(فائدہ اول): اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بعد از نماز دعا کرنا
مسنون عمل ہے۔ دیکھو جو صحابی نماز کے بعد دعا مانگ رہا تھا اسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تاکیداً فرمایا. کہ اب محلِ قبولیت ہے دعا کرو قبول ہوگی اور مانگو عطا
کیا جائے گا۔

(فائدہ دوم) معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں جی نماز بھی دعا ہے لہٰذا نماز کے
بعد دعا کی ضرورت نہیں وہ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ مطلقاً ہر عبادت کے بعد
دعا مسنون اور باعث قبولیت ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ دعا عبادت کا مغز
ہے۔

(فائدہ سوم) معلوم ہوا کہ بعد از نماز دعا مانگنے میں جلدی نہ کرنی چاہیے
بلکہ کچھ ذکر و درود و سلام پڑھنے کے بعد مانگنی چاہیے لہٰذا اہل سنت و جماعت کا

طریقہ نمازوں کے بعد ذکر و اذکار درود و سلام کے بعد دعا کرنا مذکورہ حدیث کے مطابق ہے۔

(فائدہ چہارم) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے بخشش بھی ملتی ہے اور نعمتیں بھی عطا ہوتی ہیں جبکہ درود و سلام کے منکر اس سے محروم رہتے ہیں۔

(حدیث نمبر۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بِنْ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَءْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَہٗ سَلْ تُعْطَہٗ۔

(مشکوۃ باب الصلوٰۃ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ابوبکر وعمرؓ آپ کے ساتھ تھے جب میں (نماز سے فارغ) ہوکر بیٹھا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کیا اس کے بعد اپنے لئے دعا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب مانگو عطا کیا جائے گا۔ اب مانگو عطا کیا جائے گا۔

(درود شریف کے بغیر نماز ناقص ہے)

(حدیث نمبر۴) وَرَوٰی عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ السَّاعِدِیْ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لاَ صَلٰوةَ لِمَنْ لَّاوُضُوْءَ لَهُ لاَ وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَلاَ صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

عبدالمؤمن بن عباس بن سھل الساعدی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو سنا وہ میرے دادا سے روایت کرتے تھے کہ تحقیق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز نہیں اور جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ کو نہ پڑھا اس کا وضوء نہیں اور جس نے (نماز کے آخری تشہد میں) نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں۔ یاد رہے کہ آخری دونوں جگہوں پر لانفی کمال کیلئے ہے یعنی نماز ہوجائے گی لیکن ترک درود کے باعث ثواب میں کمی آجائے گی ایسے ہی بسم اللہ پڑھے بغیر وضوء ہوجائے گا مگر ترک سنت لازم آئے گا۔

سو بار درود پڑھنے سے اَسّی سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(حدیث نمبر۵) وَرُوِیَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ خَطِیْئَةُ ثَمَانِیْنَ سَنَةً۔ (دلائل

الخیرات)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ فرمایا جس نے مجھ پر جمعہ کے روز سو بار درود پڑھا اس کی اَسّی برس کی خطائیں بخش دی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم کو کھانا زمین پر حرام کردیا ہے

(حدیث نمبر ۶) عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمْعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلَيْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ (سنن ابو داؤد جزء اول ص ۱۵۸)

حضرت اوس ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں ان کی روح قبض ہوئی اور اس میں صور پھونکنا ہے اور اسی میں بیہوشی طاری ہوگی تو اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو پس بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا جب آپ رمیم ہو چکے ہوں گے (یعنی گلی ہڈیاں) فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کردیا ہے۔ اس حدیث شریف سے اہل سنت و الجماعت کے عقائد و معمولات کے مطابق چند مسائل ثابت ہوئے۔ اول یہ کہ جس دن انبیاء علیہم السلام کی پیدائش یا وصال ہو یا کوئی اہم واقعہ درپیش ہو وہ دن تا قیامت اہم ہوجاتا ہے۔ دوم یہ کہ ان دنوں میں ان واقعات کی یادیں قائم کرنا مستحسن ہے۔ سوم یہ کہ وہ یادگاریں عبادات سے قائم کی جائیں نہ کہ کھیل کود سے یعنی اس دن زیادہ عبادتیں کی جائیں۔ عیدین، میلاد شریف، گیارہویں شریف، معراج شریف، عرس بزرگان دین کا یہی مقصد ہے اور ان سب کی اصل قرآن و حدیث ہے۔ چہارم یہ کہ فی نفسہٖ سب دن برابر ہیں۔ افضلیت کے اسباب اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات ہیں جس دن جتنا بڑا اللہ کا احسان ہو اتنی ہی اسے فضیلت ملی اس لئے بعض محققین نے فرمایا کہ پیر کا دن سب دنوں سے افضل ہے کیونکہ اس میں باعث تخلیق کائنات و جان کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ پنجم یہ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی جسمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے اجسام مقدس کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ سلیمان علیہ السلام کا عصا مبارک تو دیمک نے کھایا لیکن جسم مبارک اسی طرح محفوظ رہا۔ وصال کے بعد ایک سال یا چھ ماہ تک آپ عصا کے سہارے ہیئت نماز کھڑے رہے اس عرصہ میں جب دیمک نے عصا مبارک کھا لیا تو آپ زمین پر آئے تب جنوں کو آپ کے

وصال کی خبر ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ۔ (سورۃ السبا پارہ ۲۲)

پھر ہم نے ان پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو ان کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک ان کا عصا کھاتی رہی پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں پر حقیقت کھل گئی۔ واضح رہے کہ صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال انکار کیلئے نہ تھا بلکہ حقیقت و کیفیت پوچھنے کی غرض سے تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درود آپ کو زندگی مبارک میں ہی پہنچتے ہیں یا بعد از وصال بھی پہنچیں گے یا صرف روح اقدس پر پیش ہوں گے یا روح مع الجسم شریف پر نیز اگر یہ سوال نہ کیا جاتا تو بعد کے بدعقیدہ لوگوں کو انکار کا حیلہ میسر ہوتا کہ جی درود کا پہنچنا صرف آپ کی ظاہری زندگی تک تھا بعد از وصال نہیں پہنچتا یا صرف آپ کی روح پر پیش ہوتا ہے، جسم اطہر پر نہیں۔

(جمعہ کے دن مجھ پر درود کثرت سے پڑھو)

(حدیث نمبر ۷) عَنْ اَبِىْ دَرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ

اَلْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ حَيٌّ يُرْزَقُ ۔ (جلاء الافہام ۴۰)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر درود کی کثرت کرو پس بے شک وہ حاضری کا دن ہے فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں اور نہیں کوئی شخص جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہوجائے۔ (ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں نے عرض کیا حضور کے وصال کے بعد بھی پیش ہوگا؟ فرمایا بلاشبہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسم کو کھانا حرام کردیا ہے تو اللہ کا ہر نبی زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک کامل تر روح مع الجسم ہے۔ اللہ کی بارگاہ سے جنت کا رزق حاصل کرتے ہیں۔

صحابہ کرام جمعہ کے روز درود کی کثرت پسند کرتے تھے

(حدیث نمبر۸) عَنْ اَنَسٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اَكْثِرُوْ الصَّلٰوةَ عَلٰى يَوْمَ الْجُمْعَةِ وَكَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَسْتَحِبُّوْنَ اِسْتِكْثَارَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمْعَةِ۔ (حوالہ مذکورہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو۔ حضرت انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنْ جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی کثرت مستحب جانتے تھے۔

(حدیث نمبر۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا علی نَبِیِّھِمْ اِلاَّ کَانَ عَلَیْھِمْ تِرَۃٌ فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَھُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَھُمْ۔ (جامع الترمذی جز۲ ص۱۷۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا جو قوم مجلس میں بیٹھی اور اس میں انہوں نے نہ اللہ کا ذکر کیا اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا ان پر حسرت و افسوس ہوگا۔ پس اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو ان کو معاف فرمائے۔

جس نے جمعہ کو سو بار درود پڑھا روز قیامت اس کے ساتھ نور عظیم ہوگا

(حدیث نمبر۱۰) رُوِی عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ صَلّٰی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃ وَمَعَہٗ نُوْرٌ لَوْقُسِّم ذٰلکَ النُّوْرُبَیْنَ اَلْخَلْقِ کُلِّھِمْ لَوسِعَھُمْ۔ (دلائل الخیرات)

حضرت سیدنا علی ابن بو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جمعہ کے روز سو بار

درود پڑھا۔ وہ قیامت کو اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ نور عظیم ہوگا اگر وہ نور سب مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو انہیں کافی ہوگا۔

مجلس میں درود پڑھنے سے پاکیزہ خوشبو پیدا ہوتی ہے

(حدیث نمبر ۱۱) رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اَجْمَعِیْنَ اِنَّهُ قَالَ مَامِنْ مَجْلِسٍ یُصَلّٰی فِیْهِ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلَّا قَامَتْ مِنْهُ رَائِحَتُ طَیِّبَةٌ حَتّٰی تَبْلُغَ عِنَانَ السَّمَاءِ فَتَقُوْلُ الْمَلٰئِکَةُ هٰذَا مَجْلِسٌ صُلِّیَ فِیْهِ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (دلائل الخیرات)

بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی مجلس جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے مگر اس سے پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ وسط آسمان میں پہنچتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ تو وہ مجلس ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا گیا ہے۔

اگر درود کی خوشبو دنیا میں انسان و جن پالیں تو وہ سب کچھ چھوڑ کر اس کی لذت میں مشغول ہو جائیں

(حدیث نمبر ۱۲) رُوِیَ فِیْ حَدِیْثٍ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهُمْ مَامِنْ مَوْضِعٍ یُذْکَرُ فیه النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسلّم اَوْیُصَلّٰی علیهِ فِیْهِ اِلَّا

قَامَتْ مِنْهُ رَائِحَةٌ تَخْرُقُ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعَرْشِ يَجِدُ رِيْحَهَا كُـلُّ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا الْإِنْسُ وَالْجِنُّ فَإِنَّهُمْ لَوْ وَجَدُوْا رِيْحَهَا لَشَغَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِلَذَّتِهَا عَنْ مَعِيْشَتِهِ وَلَا يَجِدُ تِلْكَ الرَّائِحَةَ مَلَكٌ وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَـلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا اِسْتَغْفَرَ لِأَهْلِ الْمَجْلِسِ وَيُكْتَبُ لَهُمْ بِعَدَدِهِمْ كُلِّهِمْ حَسَنَاتٌ وَيُرْفَعُ لَهُمْ بِعَدَدِهِمْ دَرَجَاتٌ سَوَاءٌ كَانَ فِي الْمَجْلِسِ وَاحِدٌ أَوْ مِائَةُ أَلْفٍ يَأْخُذُ مِنَ الْأَجْرِ هٰذَا الْعَدَدِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ أَجْزَلُ۔ (مطالع المسرات ص ۴۱)

ایک حدیث میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ نہیں کوئی جگہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جائے یا آپ پر درود پڑھا جائے مگر اس سے ایسی خوشبو اٹھتی ہے جو ساتوں آسمانوں کو پھاڑتی ہوئی عرش تک جا پہنچتی ہے اس کی خوشبو اللہ تعالٰی کی زمین کی مخلوق سوائے انسان و جن کے ہر کوئی پاتا ہے اور نہیں پاتا یہ خوشبو کوئی فرشتہ اور اللہ کی خلق میں کوئی مخلوق میں سے کوئی مخلوق لیکن وہ مجلس والوں کیلئے استغفار کرتے ہیں اور ان کیلئے ان سب کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ان کے ان سب کی تعداد کے برابر درجے بلند کئے جاتے ہیں خواہ وہ ایک مجلس میں ہوں یا لاکھ میں ہر ایک یہ تعداد اجر حاصل کرتا ہے اور جو اللہ کے پاس اجر ہے وہ بہتر ہے اور بہت بڑا فائدہ معلوم ہوا کہ درود شریف سے خوشبو پیدا ہوتی ہے وہ تمام خوشبوؤں سے مختلف و نرالی ہے اسی لئے فرشتے پہچان جاتے

ہیں کہ یہ اہل مجلس کے درود کی خوشبو ہے۔ نکتہ جس جگہ پر درود شریف پڑھا جائے اس کی خوشبو کا یہ عالم ہے کہ سب آسمانوں اور زمین پر پھیل کر عرش تک پہنچتی ہے تو جو مؤمن شب و روز درود شریف کا ورد کرتا ہو اس کی خوشبو کی کیا کیفیت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود پڑھنے والے کی آواز سنتے ہیں وہ جہاں بھی پڑھے

(حدیث نمبر ۱۳) ابن قیم نے طبرانی کے حوالہ سے جلاء الافہام کے صفحہ ۶۳ پر یہ حدیث لکھی ہے۔ عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ علیہ وَسَلَّمُ اَکْثِرُوْ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الجُمَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْهُوْدٍ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْد یُصَلِّی عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا بَعْدَ وَفَاتِکَ؟ قَالَ بَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو پس بے شک وہ حاضری کا دن ہے اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ نہیں ہے کوئی آدمی جو مجھ پر درود پڑھے مگر وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ ابو درداء فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے وصال کے بعد بھی پہنچتا ہے۔ فرمایا میرے وصال کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ مذکورہ حدیث سے اہل

سنت و جماعت کا عقیدہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... ے درودوں اور فریادوں کو سنتے ہیں۔ بلاابہام ثابت ہوا جن کا عقیدہ جدیدہ و قبیحہ ان دلائل کے خلاف یہ ہے کہ نبی نہیں سنتا اور ایسا جاننا کہ نبی سنتا ہے شرک ہے۔ ان کا تو وطیرہ ہی یہ ہے کہ جو حدیث ان کے عقائد و معمولات سے ٹکرائے اسے ضعیف و موضوع کہہ کر انکار کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کی راہ فرار کو مسدود کرنے کیلئے اس مذکورہ حدیث کے متعلق لکھا ہوا حاشیہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔ ذکرہ الحافظ المنذری فی الترغیب وقالَ رَواہُ ابن ماجہ باسنادٍ جیّدٍ۔ یعنی حافظ منذری نے اس حدیث کو ترغیب میں ذکر کیا ہے اور کہا اسے ابن ماجہ نے اعلیٰ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(حدیث نمبر ۱۴) عَنْ عبدِاللّٰہِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اِنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ۔ (صحیح مسلم باب الاذان جزء ۲ ص ۱۴۴)

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم مؤذن کو اذان دیتے سنو تو اس جیسے کلمات کہو پھر مجھ پر درود پڑھو۔ پس بے شک جس نے مجھ پر ایک درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں

اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرو پس وہ ایک جنت میں مقام ہے جو صرف اللہ کے بندوں میں سے ایک کیلئے خاص ہے اور میں پر امید ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ تو جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا اس کیلئے شفاعت حلال ہوئی۔

جس نے میرے لئے اذان کے بعد وسیلہ کی دعا کی اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوئی

(حدیث نمبر ۱۵) وَرُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ یَسْتَقْبِلُ اَحَدُ هُمَا صَاحِبَهٗ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یُغْفَرُ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَاتَقَدَّمَ مِنْهُمَا وَمَاتَاَخَّرَ۔ (الترغیب والترھیب جلد۲ ص۵۰۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو شخص جو آپس میں محبت کرتے ہوں ایک ان میں سے دوسرے سے ملا اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا وہ جدا نہیں ہوتے مگر ان کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

رات و دن میں تین تین بار درود پڑھنے سے اس رات و دن کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(حدیث نمبر ۱۶) وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ کَاهِلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا کَاهِلٍ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُلَّ یَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّ کُلَّ لَیْلَةٍ مَرَّاتٍ حُبًّا وَّ شَوْقًا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یَّغْفِرَلَهٗ ذُنُوْبَهٗ تِلْکَ اللَّیْلَةِ وَذٰلِکَ الْیَوْمِ۔ (الترغیب والترهیب جلد۲ ص۵۰۲)

حضرت کاھل رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوکاھل جس نے مجھ پر ہر دن میں تین بار اور ہر رات میں تین بار محبت و شوق سے درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کے اس دن اور اس رات کے گناہ بخش دے۔

(حدیث نمبر ۱۷) اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً فِی الدُّنْیَا وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَی اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ وَثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ یُوَکِّلُ اللّٰهُ بِذٰلِکَ مَلَکًا یَدْخُلُهٗ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا تَدْخُلُ عَلَیْکُمُ الْهَدَایَا یُخْبِرُنِیْ بِمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاسْمِهٖ وَ نَسَبِهٖ اِلٰی عَشِیْرَتِهٖ فَاُثْبِتُهٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَةٍ بَیْضَاءَ۔ (سعادۃ الدارین)

جس نے جمعرات و جمعہ کے دن دورد پڑھا اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے

بے شک روز قیامت ہر جگہ تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو مجھ پر دنیا میں زیادہ درود پڑھنے والے ہوں گے اور جس نے مجھ پر جمعہ کے دن اور رات میں درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ستر آخرت کی حاجتوں سے اور تیس دنیا کی حاجتیں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ اس درود پر فرشتہ مقرر فرما دے گا جو اسے میری قبر میں پیش کرے گا جیسے کہ تمہارے پاس ہدیئے پیش کئے جاتے ہیں اور مجھے جس نے درود بھیجا اس کا نام اور اس کے آباؤاجداد قرابتداروں کے ناموں تک بتایا جاتا ہے پھر اس درود کو فرشتہ روشن صحیفہ میں لکھ کر میرے پاس محفوظ کر دے گا۔ ایک شبہ کا ازالہ۔ اگر کوئی شبہ ڈالے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود دور دراز کے درود کو نہیں سن سکتے اور نہ پڑھنے والوں کو جان سکتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتہ مقرر فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک درود اور پڑھنے والوں کے نام پہنچائے۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی فرشتے کی اطلاع کے محتاج نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقت عطا کی ۔ہے کہ آپ ساری کائنات کے اہل ایمان کے درودوں کو سنتے اور پڑھنے والوں کے احوالوں کو دیکھتے و جانتے ہیں رہا یہ کہ پھر فرشتہ معین کرنے کی کیا ضرورت تھی تو فرشتے کا مقرر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و اکرام کیلئے ہے کیونکہ دربان کا ہونا اہل دنیا کے نزدیک عزت و شرف کی علامت ہے۔

جو جمعہ کی رات و دن کو کثرت سے درود پڑھے، میں

روز قیامت اس کا گواہ اور شافع ہوں گا، ارشاد نبوی

(حدیث نمبر ۱۸) اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ کُنْتُ لَہٗ شَہِیْداً وَّ شَافِعاً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر۔ جزء اول ص ۲۰۹)

جمعہ کے روز اور جمعہ کی شب مجھ پر درود کی کثرت کرو پس جس نے ایسا کیا میں اس کیلئے روز قیامت گواہ اور شافع ہوں گا۔ **فصل** درود پڑھنے کے فضائل و فوائد میں بزرگان دین کے اقوال:-

قَالَ الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ اَمْحَقُ لِلذُّنُوْبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ وَھِیَ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ لِاَنَّ عِتْقَ الرِّقَابِ فِیْ مُقَابِلَۃِ الْعِتْقِ مِنَ النَّارِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ فِیْ مُقَابِلَۃِ سَلَامِ اللّٰہِ وَسَلَامُ اللّٰہِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ حَسَنَۃٍ۔ (تفسیر روح البیان ج ۷)

زیر تفسیر آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔

درود کی فضیلت میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ٹھنڈے پانی کے آگ بجھانے سے بھی گناہ مٹانے کو زیادہ موثر ہے اور یہ بہتر ہے غلاموں

کے آزاد کرنے سے اس لئے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کا بدلہ آگ سے آزادی اور دخول جنت ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پڑھنے کا بدلہ اللہ کا سلام ہے اور اللہ کا سلام ایک ہزار حسنات سے بڑھ کر ہے۔

درود شریف مرشد کامل کا فائدہ دیتا ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی مدارج النبوت جلد اول میں ہے کہ بعض مشائخ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فرماتے ہیں کہ جب ایسا شیخ کامل و مرشد اکمل موجود نہ ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کو لازم کرلے یہ ایسا طریقہ ہے جس سے طالب واصل بہ حق ہو جاتا ہے اور یہی درود و سلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ کرنے سے احسن طریقہ سے آداب نبوی اور اخلاق جمیلہ محمدیہ سے اس کی تربیت کردے گا اور کمالات کے بلند تر مقامات اور قرب الٰہی کے منازل پر اسے فائز کرے گا اور سید الکائنات افضل الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے سرفراز بنائے گا۔

بعض مشائخ کی درود شریف اور سورہ اخلاص پڑھنے کی وصیت

اسی میں ہے کہ بعض مشائخ وصیت کرتے ہیں کہ سورۃ اخلاص قُلْ ھُوَ اللہ احد کو پڑھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود بھیجے اور فرماتے ہیں کہ قُلْ ھُوَ اللہ احد کی قرأت خدائے واحد کی معرفت کراتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی کثرت حضور کی صحبت و معیت سے سرفراز کرتی ہے اور جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اسے خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔

اسی میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مزید لکھتے ہیں کہ بعض مشائخ شاذلیہ قدست اسرارھم فرماتے ہیں طریق سلوک و تحصیل معرفت اور قرب الٰہی کے حصول کیلئے جبکہ اولیائے کرام کا وجود مفقود ہو اور جس زمانہ میں وہ موجود نہ ہوں اس وقت ظاہر شریعت پر بالالتزام عمل کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک اور آپ پر کثرت درود کو ہمیشہ لازم کرلینا مرشد متصرف کا کام دے گا کثرت درود سے باطن میں ایک نور پیدا ہوجاتا ہے جس سے منازل سلوک طے پاجاتے ہیں اور براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے فیضان و اعانت اور امداد حاصل ہوجاتی ہے۔

(درود سب عبادتوں سے افضل ہونے کی دلیل)

قَالَ سَھْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْتُسْتَرِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَوَلاَّ هَا هُوَ وَالْمَمْلٰئِکَتُہٗ ثُمَّ اَمَرَبِهَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ لَیْسَ کَذَالِکَ یَعْنِیْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَلَمْ یَفْعَلْهُ۔

(تفسیر روح البیان زیر آیت ان اللّٰہ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یصلون عَلَی النبی)

سہل بن عبداللہ تستریؒ نے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا تمام عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اسے اپنے ذمہ کرم میں لیا اور پھر فرشتوں کا ذکر کیا پھر مؤمنین کو اس کا حکم دیا جبکہ باقی ساری عبادتیں اس طرح نہیں یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے سب عبادتوں کا حکم دیا مگر خود اس نے انہیں نہ کیا۔

سعادت دارین باب سوم میں بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو۔

اسی سعادت دارین کے باب سوم میں منقول ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اپنی مجلسوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سے زینت دو۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

جنت کا راستہ ہے

سعادت دارین کے اسی باب میں ہے کہ ابو محمد جبیر نے ابو ہریرہؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہی جنت کا راستہ ہے۔

اہل سنت کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا ہے

اسی میں اسی جگہ ترغیب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ علی بن حسین بن علیؓ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت کی علامت ہے۔

جب بندہ اَللّٰھُمَّ کہتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت کے دریا میں داخل ہو جاتا ہے

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت جلد اول میں لکھتے ہیں۔ شیخ اجل و اکرم قطب الوقت عبدالوہاب متقیؒ ونفعنا ببرکاتہٖ و برکات علومہ فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھتے وقت یہ جاننا چاہئے کہ دریائے فضل و رحمت کے کون کون سے دریاؤں میں شناوری کر رہا ہے اور کہاں کہاں غوطہ زن ہے جب اَللّٰھُمَّ کہتے ہیں تو دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت

حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بندہ جب اَللّٰھُمَّ کہتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کو یاد کرلیتا ہے اور جب صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا محمدٍ کہتا ہے تو وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریائے فضل وکرم میں غوطہ زن ہو جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ وَعَلٰی آلِہٖ واصحابہٖ کہتا ہے تو ان کے فضائل وکمالات میں غرق ہوجاتا ہے اور جب بندہ ان نامتناہی دریاؤں میں شناوری کرتا اور غوطہ زن ہوتا ہے تو پھر محروم و مایوس نکلنے کی کیا صورت ہے۔

اسی جگہ صاحب مدارج النبوتؒ مذکورہ شیخ کا ایک ارشاد درود شریف کے متعلق یوں بیان فرماتے ہیں اور جس وقت اس فقیر کو (یعنی شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کو) حضرت شیخ اجل عبدالوہاب متقیؒ نے مدینہ منورہ کے سفر کیلئے رخصت فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ تم یاد رکھو کہ اس سفر میں بعد ادائے فرائض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے سے بلند تر کوئی عبادت نہیں جب اس سے اس کی تعداد دریافت کی گئی تو فرمایا یہاں کوئی تعداد نہیں جتنا ہو سکے پڑھو اسی سے رطب اللسان رہو اور اسی کے رنگ میں رنگے جاؤ اس وقت کے علاوہ وہ طالب کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ روزانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کو ہزار مرتبہ سے کم نہ مقرر کرنا چاہئے اگر اتنا نہ ہو سکے تو پانچ سو بار لازمی ہو گویا کہ ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اور اپنے لئے تین سو سے کم ہرگز تجویز نہ کرتے تھے اور سونے سے پہلے بھی یقیناً وقت کو خالی نہ رکھنا چاہئے اور صلوٰۃ وسلام کے فوائد عظیمہ اور مطالب جلیلہ میں سے ایک یہ ہے کہ امت

کی رسائی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوجاتی ہے۔

الترغیب والترھیب کے حاشیہ پر صاحب حاشیہ مصطفیٰ عمارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد اِذَا یَکْفِیْکَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی مَا اَھَمَّکَ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

مَعْنَاہُ الَّذِیْ یُکْثِرُ مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوَسِّعُ اللّٰہُ رِزْقَہٗ عَلَیْہِ وَیَبْسُطُہٗ وَیَزِیْدُہٗ فَرَحاً وَیُفَرِّجُ کَرْبَہٗ وَیُزِیْلُ عُسِیْرَہٗ وَیَقِیْہِ شَرَّ الْمَصَائِبِ وَالْکَوَارِثِ وَذُخُرُلَہٗ حَسَنَاتٍ تَمْلَأُ صَحِیْفَتَہٗ فَتَمْنَعُ عَنْہُ عَذَابَ الْقِیَامَۃِ۔

کتاب مذکورہ جلد ثانی ص ۵۰۱ یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کثرت سے درود پڑھنے والے پر رزق کشادہ و فراخ فرما دیتا ہے اور اس کی خوشحالی میں اضافہ فرما دیتا ہے اور اس کی مشکل حل فرما دیتا ہے اور اس کی تنگی دور کردیتا ہے اور اسے مصائب وغموں سے بچاتا ہے اور اس کیلئے نیکیوں کو جمع رکھتا ہے کہ اس کا نامہ نیک اعمال سے بھر جاتا ہے اور قیامت کو عذاب اس سے روک دیا جاتا ہے۔

باقی سب عبادتوں کا امر اللہ نے بندوں کو دیا مگر درود شریف پہلے خود بھیجا پھر بندہ کو حکم دیا

وَقَالَ اَبُو اللَّیْثِ السمر قندی رحمۃ اللّٰہِ علیہ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَعْرِفَ اَنَّ

الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ فَانْظُرْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ فَاَمَرَ اللّٰہُ عِبَادَہٗ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَصَلّٰی عَلَیْہِ بِنَفْسِہٖ اَوَّلاً وَاَمَرَ مَلٰئِکَتَہٗ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنْ یُّصَلُّوْا عَلَیْہِ

حضرت ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تو جاننا چاہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی کیا شان ہے تو یہ تمام عبادات سے افضل ہے پس اس آیت میں غور کر کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کا حکم اپنے بندوں کو دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے خود درود بھیجا پھر اپنے ملائکہ کو آپ پر درود کا حکم دیا پھر سب مؤمنین کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں۔

سعادت دارین حصہ اول میں ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا میں پسند کرتا ہو کہ آدمی اپنے خطبہ اور ہر مطلوب سے پہلے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔

میں پسند کرتا ہوں کہ بندہ ہر حال میں کثرت سے درود پڑھے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

اور کتاب الام میں فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ آدمی ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ درود تمام اعمال سے افضل ہے

اسی میں ہے کہ ابن نعمان نے کہا کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر درود پڑھنا تمام اعمال سے افضل ہے اور اسی سے انسان دنیا و آخرت کی کامرانی حاصل کرسکتا ہے۔

درود کا فائدہ پڑھنے والے کی طرف لوٹتا ہے

اسی سعادت دارین میں امام العرفاء ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول منقول ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا فائدہ اسی شخص کی طرف لوٹتا ہے جو درود بھیجتا ہے کیونکہ یہ اس کے صحیح العقیدہ ہونے، خلوص نیت کا اظہار اور محبت آپ کی دائمی اطاعت اور آپ کے وسیلہ جلیلہ کے احترام کی دلیل ہے۔

اسی سعادت دارین میں صاحب کتاب علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی نے حافظ سخاوی سے نقل کیا کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایمان کے سب سے بڑے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی بناء پر آپ پر درود و سلام بھیجا جائے اور اس پر مواظبت کی جائے تو یہ بھی آپ کا شکر ادا کرنا ہے اور آپ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کہ آپ ہی کے صدقے ہم پر انعام و اکرام کی بارش ہوئی اور آپ ہی جہنم سے ہماری نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں

اور آپ ہی کے طفیل ہم بآسانی فوز و فلاح سے ہمکنار اور ہر قسم کی سعادت کے سزاوار ہو سکتے ہیں اور آپ ہی کے ذریعہ ہم بلند و بالا مراتب و مناقب تک بلا روک وٹوک پہنچ سکتے ہیں۔ (تفسیر صاوی جزء ثالث زیر تفسیر آیت مبارک)

صاحب تفسیر علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ اَمْرُھَا عَظِیْمٌ وَفَضْلُھَا جَسِیْمٌ وَھِیَ اَفْضَلُ الطَّاعَاتِ وَاَجَلُّ الْقُرُبَاتِ حَتّٰی قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ اِنَّھَا تُوْصِلُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ شَیْخٍ لِاَنَّ الشَّیْخَ و السَّنَدَ فِیْھَا صَاحِبُھَا لِاَنَّھَا تُعْرَضُ عَلَیْہِ وَیُصَلِّی عَلَی الْمُصَلِّیْ بِخِلَافِ غَیْرِھَا مِنَ الْاَذْکَارِ فَلَا بُدَّ فِیْھَا مِنَ الشَّیْخِ الْعَارِفِ وَاِلَّا دَخَلَھَا الشَّیْطَانُ وَلَمْ یَنْتَفِعْ صَاحِبُھَا بِھَا۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا امر عظیم کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی فضیلت بہت بڑی ہے اور یہ تمام عبادتوں سے افضل ہے اور قرب کے اسباب میں سے بڑا سبب ہے یہاں تک کہ بعض عارفوں نے فرمایا یہ درود بغیر شیخ بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے اس لئے کہ شیخ و مرشد اس میں خود صاحب درود یعنی حضور ہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کیا جاتا ہے اور آپ درود پڑھنے والے کیلئے دعا فرماتے ہیں بخلاف اس سے علاوہ اذکار کے کیونکہ اس میں شیخ عارف کا وسیلہ ضروری ہے ورنہ اس میں شیطان دخل اندازی کرے گا اور ذاکر کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

باب ششم

درود شریف کے مختلف صیغوں کے بیان اور بعض صیغوں پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات میں فصل اول مختلف صیغوں کے بیان میں نمبر ا عن اَبِی مَسْعُوْدِ الْانصارِیْ قال اتانا رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّمَ وَ نَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْیدِ بْن عُبادۃ فقال لہٗ کثیربن سَعْدِ اَمَرَ نَا اللّٰہُ اَنْ نُصَلِّی عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فسکتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلّم حتّٰی تَمَنَّیْنا انّہٗ لم یسْئلہٗ ثُمَّ قال رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّم قُوْلُوْا اللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحمَّدٍ وَّعلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ علٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحمَّدٍ وَعلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بارَکْتَ علی آلِ ابْرَاھِیْمَ فِیْ الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد والسَّلامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔ (صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۱۷۵)

ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے تھے تو آپ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہم آپ پر درود شریف پڑھیں تو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم متمنی ہوئے کہ کاش وہ آپ سے نہ پوچھتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوں پڑھو۔ اے اللہ درود بھیج۔ حضرت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت

ابراہیم اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو خوبیاں سراہیا اور بزرگی والا ہے اور برکت اتار حضرت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو سب خوبیاں سراہیا بزرگی والا ہے۔

یارسول اللہ ہم سلام تو جانتے ہیں ہمیں بتائیں کہ آپ پر ہم درود کیسے پڑھیں

(نمبر۲) ''اَلسَّلامُ عَلَيْکَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَکَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ۔ (صحیح بخاری شریف جلد دوم ص ۹۴۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سلام تو ہم آپ پر پڑھنا جانتے ہیں آپ بتائیں کہ آپ پر ہم درود شریف کیسے پڑھیں فرمایا پڑھو اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج جو تیرا بندہ اور رسول ہے جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا اور برکت کر محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔

(نمبر۳) "عَنْ کَعْبِ بْنِ عجرة قَالَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

حضرت کعب بن عجرہ سے ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جانتے ہیں آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں فرمایا یوں کہو۔ یاالٰہی درود بھیج محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے اور برکت کر حضرت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بےشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

کیا میں تجھے وہ ہدیہ نہ دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا کیا

(نمبر۴) "عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عجرة فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَئَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلِ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔“

(مشکوۃ باب صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۶)

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تجھے ہدیہ نہ عطا کروں جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا پس میں نے کہا مجھے وہ ہدیہ دو تو اس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ اہل بیت پر ہم کس طرح درود پڑھیں کیونکہ آپ پر سلام تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا کہ ہم نے کس طرح پڑھنا ہے۔ فرمایا یوں پڑھو۔ یاالٰہی درود بھیج حضرت محمد پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک سب خوبیاں سراہیا بزرگی والا ہے اے اللہ برکت اتار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

(نمبر۵) ”وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔" (حوالہ مذکورہ)

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوں کہو اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی ازواج و اولاد پر جیسے تیرا درود ہوا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی ازواج و اولاد پر جیسے تیری برکت ہوئی آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

یارسول اللہ ہم آپ پر سلام پڑھنا تو جانتے ہیں نماز میں آپ پر درود کیسے پڑھیں

(نمبر۴) "عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ یدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلَاتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ؟ قَالَ فَصَمَتَ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْئَلْہُ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔" (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۵۲)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو سے ہے کہ ایک شخص آیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور ہم بھی آپ کے پاس حاضر تھے اس نے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر سلام پڑھنا تو ہم نے جان لیا اب آپ پر درود کیسے پڑھیں جبکہ ہم نماز میں ہوں کیونکہ اللہ نے آپ پر درود بھیجا ہے کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ یہ شخص آپ سے سوال ہی نہ کرتا پھر فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو یوں کہو الٰہی درود بھیج حضرت محمد بے پڑھے غیب بتانے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر اور برکت نازل کر حضرت محمد بے پڑھے غیب بتانے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے تیری برکت اتری ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو حمد والا بزرگی والا ہے۔

(عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درود شریف)

(نمبر ۷) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْدًا یَغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (مصنف عبدالرزاق جزء دوم ص ۲۱۳)

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ یہ درود شریف پڑھتے تھے یا الٰہی اپنے درودوں اور رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرما سب رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور نبیوں کی آمد کو ختم کرنے والے پر جو تیرا بندہ اور رسول بھلائی کے رہنما اور بھلائی پر قیادت فرمانے والے اور سراپائے رحمت ہے۔ اے اللہ اسے مقام محمود پر فائز فرما کہ جس کا سب اولین و آخرین رشک کریں الٰہی درود بھیج حضرت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تیرا درود ہوا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ یاالٰہی برکت فرما حضرت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

درود شریف کی برکت سے اونٹنی نے زبان حال سے گواہی دی

(نمبر۸) "عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ جَآءُ وْا بِرَجُلٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدُوْا اِنَّهُ سَرَقَ نَاقَةً لَّهُمْ فَاَمَرَبِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَلَّى الرَّجُلُ وهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لاَ يَبْقٰى مِنْ صَلَوٰتِكَ شَيْئٌ وَبارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لاَ يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْئٌ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لاَ يَبْقٰى مِنْ سلامِكَ شَيْئٌ فتكَلَّمَ الْجملُ فقال يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُ برِئٌ مِّنْ سرقتِيْ فقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْنِيْ بالرَّجُلِ فابْتدرَهُ سَبْعُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْمسْجدِ فَجآءُ وْا به الى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وسلَّمَ فَقال ياهٰذا ما قُلْتَ آنِفاً واَنْتَ مُدْبِرًا؟ فاخبر بما قَالَ فَقالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّم لذٰلِك نظرْتُ اِلَى الْملٰئكَةِ يَخْتَرِقُوْنَ بسككِ الْمدِيْنة حتّٰى كَادُوْا يَحُوْلُوْنَ بيْنِيْ وبيْنَكَ ثُمَّ قَالَ لَهُ لتَرِدَنَّ عَلَى الصِّرَاطِ وو جْهكَ اَضْوءُ مِنَ الْقمرِ لَيْلَةِ الْبدْرِ ۔ (کنز العمال جزء ثانی ص ۲۷۸)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ایک شخص کو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور اس پر گواہی دی کہ اس نے ان کی اونٹنی چوری کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر حکم فرمادیا جب وہ شخص واپس ہوا تو پڑھنے لگا اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہاں تک کہ تیری رحمتیں پوری ہوجائیں اور برکت فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حتیٰ کہ تیری برکتیں کامل ہوجائیں اور سلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہاں تک کہ تیرا سلام پورا

ہو جائے یہ پڑھا ہی تھا کہ اونٹنی نے کلام کیا پس عرض کی یا حضور یہ شخص مجھے چوری کے الزام میں بے قصور ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی اس شخص کو میرے پاس لائے تو مسجد والوں سے ستر ۷۰ اشخاص دوڑے اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا اے یہ شخص تو نے ابھی کیا پڑھا ہے جبکہ تو واپس جارہا تھا تو اس شخص جو درود و سلام پڑھ رہا تھا آپ کو بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی لئے میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں ہجوم کئے ہوئے تھے قریب تھا وہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جاتے پھر اسے فرمایا تم پل صراط پر اس شان سے گذرو گے کہ تیرا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی بڑھ کر روشن ہوگا۔ ایک اعتراض کا جواب۔ (اعتراض) اگر نبی غیب جانتے تو اس شخص بے قصور پر چوری کا حکم کیوں جاری کرتے۔

(جواب اول) حکم ظاہر شریعت پر ہوتا ہے اور شریعت کا تقاضا یہ تھا کہ اونٹنی چرانے پر گواہی قائم ہو چکی تھی لہٰذا شرعاً چوری ثابت ہو چکی تھی اس پر چوری کا حکم جاری کیا جائے۔

(جواب دوم) نبی کے ہر قول و فعل میں کوئی فائدہ و حکمت ہوتی ہے اگر ایسا واقعہ نہ ہوتا تو مذکورہ درود و سلام کا فائدہ و فضیلت کیسے ظاہر ہوتے۔

(نمبر۹) "عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہُ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہُ صَدَقَۃٌ فَلْیَقُلْ فِیْ

دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ فَاِنَّھَا ذَکَاۃٌ۔ (الترغیب و الترھیب جز ثانی ص۵۰۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ فرمایا ایسا مسلمان جس کے پاس کچھ صدقہ کو موجود نہ ہو تو وہ دعا میں یوں پڑھے الٰہی درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تیرا خاص بندہ اور رسول ہے اور سب مؤمن مسلمان مردوں اور عورتوں پر بے شک یہ اس کے گناہوں کی زکوٰۃ ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مسعود کو آخری تشہد میں پڑھنے کا درود سکھایا

(نمبر۱۰) "وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ

بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَ صَلَوٰتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ (مجمع الزوائد باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جز ۲ ص ۱۴۴)

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ ہی کیلئے ہیں سلام ہو تجھ پر اے غیب بتانے والے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا خاص بندہ اور رسول ہے۔ اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اہلبیت پر جیسے تیرا درود ہوا ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو سب خوبیاں سراہیا بزرگ ہے یاالٰہی ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتیں کر یا الٰہی برکت کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اہلبیت پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو سب خوبیاں سراہیا بزرگ ہے۔

ان کا رد جو کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی افضل ہے یہی پڑھنا چاہیے

یاد رہے کہ اب تک اس باب میں احادیث مبارکہ سے مختلف عبارت کے ساتھ دس حوالے پیش ہو چکے ہیں سب ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور تعلیم ذکر ہوئے ہیں اب جو لوگ رٹ لگاتے ہیں کہ جی درود ابراہیمی جو نماز کے آخری قعدہ میں پڑھا جاتا ہے وہ افضل ہے لہٰذا یہی پڑھنا چاہئے ان سے پوچھو کہ تم نے افضل کہاں سے نکالا کوئی حدیث تو دکھاؤ جس سے ثابت ہو کہ باقی سب درودوں سے یہ افضل ہے اگر یہ نہ دکھائیں تو بتائیں کہ بلا مرجح ترجیح جائز نہیں تمہیں کس طرح اختیار ملا کہ دین میں بلا مرجح صرف ہوائے نفس کی بنا پر کسی کو افضل کسی کو مفضول کہو۔ نیز درود ابراہیمی میں تو سلام کا صیغہ اس لئے نہیں آیا کہ سلام تشہد میں آچکا ورنہ قرآن میں حکم تو درود و سلام دونوں کا ہے جب نماز کے علاوہ درود ابراہیمی پڑھا جائے تو سلام اس میں نہیں سلام پڑھنے کے حکم کی کس طرح تعمیل ہوگی؟ اس باب کی حدیثوں میں آچکا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ سلام پڑھنا تو ہم جانتے ہیں ارشاد فرمائیں کہ درود کیسے پڑھنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ درود و سلام الگ الگ ہیں اور دونوں کا حکم ہے۔ ایضاً۔ ابھی حوالہ دس میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان ہوئی جس میں صیغہ خطاب السلام عَلَيْكَ آیا اور یا حرف ندی ایھا النَّبِیُّ میں محذوف ہے جبکہ فرقہ جدیدہ کے عقیدہ میں خطاب و ندی دونوں کا نبی کے لئے استعمال شرک ہے تو پھر ان کے بقول تو نماز بھی شرک ٹھہری کیونکہ اس کے بغیر نماز ہوتی نہیں۔

حضرت علقمہ تابعی سے بخطاب و نداء درود کا ثبوت

(نمبر۱۱)"عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنِ جُبْرَانَ قَالَ قُلْتُ لِعَلْقَمَةَ مَا اَقُوْلُ اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ؟ قَالَ تَقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ وَ مَلٰئِكَتُهٗ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ (جلاء الافهام لابن قیم ص ۷۰)

حضرت ابو اسحاق سے ہے کہ میں نے سعد بن جبران سے سنا کہ میں نے حضرت علقمہ سے پوچھا جب میں مسجد میں داخل ہوں تو کیا پڑھا کروں اس نے فرمایا تم پڑھا کرو اللہ کا درود اور اس کے فرشتوں کا درود ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت علقمہ نے بتایا کہ مسجد جاؤ تو یوں پڑھو مگر مدارج النبوت جلد اول میں ہے کہ حضرت علقمہ خود یوں پڑھتے اور حضرت علقمہ جلیل القدر تابعی ہیں جو صیغہ خطاب و حرف ندای کے ساتھ درود سلام پڑھتے بھی اور اس کی تعلیم بھی دیتے تھے پھر وہابیہ و دیابنہ نے اس کا پڑھنا شرک کہاں سے گھڑ لیا کیا ان کے نزدیک یہ عظیم ہستیاں مشرک تھے۔ پھر صاحب جلاء افہام ابن قیم صاحب نجدیہ کی دونوں شاخوں کے اماموں میں شمار ہیں تو کیا اس نے فضائل درود میں شرک والی روایت لکھ دی ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یارسول اللہ کہہ کر پکارا

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب حُجَّةُ اللّٰهُ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کے صفحہ ۷۰۹ تا ۷۱۰ پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے ضمن میں ایک طویل حدیث یوں بیان کرتے ہیں۔

(نمبر۱۲) "وَاَقْبَلَ اَبُوْبُكْرٍ مِنَ السُّنْحِ عَلٰى دَابَّتِهٖ حَتّٰى نَزَلَ بِبَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَقْبَلَ مَكْرُوْباً حَزِيْناً فَاسْتَاْذَنَ فِىْ بَيْتِ اِبْنَتِهٖ عَائِشَةَ فَاَذِنَتْ لَهٗ وَدَخَلَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْتُوُفِّىَ عَلَى الْفِرَاشِ وَالنِّسْوَةُ حَوْلَهٗ مُخَمِّرْنَ وُجُوْهَهُنَّ وَاسْتَرْنَ اِلَّا مَاكَانَ مِنْ عَائِشَةَ فَكَشَفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَحْنٰى عَلَيْهِ يُقَبِّلُهٗ وَيَبْكِىْ وَيَقُوْلُ لَيْسَ مَايَقُوْلُ اِبْنُ الْخَطَّابِ بِشَىْءٍ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسُهٗ بِيَدِهٖ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَطْيَبَكَ حَيّاً وَّ مَيِّتاً غَشَاهُ بِثَوْبٍ۔

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب سے سواری پر آئے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے کے پاس اترے پھر صدمہ وغم کے عالم میں متوجہ ہوئے اور اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجازت چاہی تو اس نے آپ کو اجازت دی پھر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر

شریف پر وصال فرما چکے تھے اور عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد تھیں۔ تو انہوں نے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اپنے چہروں پر چادریں اوڑھ لیں اور پردہ کرلیا۔ پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے بغرض زیارت پردہ اٹھا دیا تو درد بھری آواز میں آپ کا بوسہ لیا اور رو پڑے اور کہا جو کچھ عمر ابن خطاب نے کہا ہے۔ وہ کچھ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں اس کی جان ہے۔ یارسول اللہ آپ پر اللہ کی رحمت برستی رہے آپ کی زندگی بھی کیا خوب پاک اور موت بھی خوب پاک، پھر چہرۂ انور پر کپڑا اوڑھ دیا۔

وضاحت: واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ حضرت عمر نے کہا ہے وہ کچھ چیز نہیں وہ یہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے آقا و مولیٰ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم وصحبہ وبارک وسلم کے وصال کی خبر سنی تو غم سے نڈھال ہوگئے۔ قریب تھا کہ یہ صدمہ ان کے برداشت سے باہر ہوجاتا تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال نہیں ہوا۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بصیغہ خطاب

درود کا ثبوت

مذکورہ بالا کتاب کے اسی صفحہ ۱۰۱ کے نیچے ایک روایت یوں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(نمبر۱۳) وَقَالَ وَاقِدِیُّ حَدَّثَنِیْ مُوْسٰی بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیَّ قَالَ وَجَدْتُ هٰذَا فِی الصَّحِیْفَةِ بِخَطِّ اَبِیْ فِیْهَا لَمَّا کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِهٖ دَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَ مَعَهُمَا نَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ بِقَدْرِ مَا یَسَعُ الْبَیْتُ فَسَلَّمُوْا کَمَا سَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ و صَفُّوْا صُفُوْفًا لَا یَؤُمُّهُمْ اَحَدٌ۔

واقدی نے بیان کیا کہ مجھے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ میں نے یہ ایک تحریر نامہ میں اپنے باپ کا لکھا ہوا پایا۔ جس میں تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفنائے گئے اور تخت مبارک پر رکھے گئے تو حضرت ابوبکر و حضرت عمر داخل ہوئے تو دونوں نے عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وبرکاتُهٗ اور ان دونوں کے ساتھ مہاجرین و انصار صحابہ میں سے جماعت تھی۔ پس انہوں نے بھی اسی طرح سلام بھیجا جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیجا تھا۔ پھر صف در صف کھڑے ہوئے ان میں سے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

امامت نہ کرائی۔

صلوٰۃ وسلام بصیغۂ خطاب صحابہ کرام سے ثابت ہے

مذکورہ حدیث سے چند مسائل ثابت ہوئے (اوّلاً) صلوٰۃ وسلام باصیغہ خطاب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ثابت ہے۔ ثانیاً ندائے یارسول اللہ شرک نہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ (ثالثاً) صحابہ کا عقیدہ تھا ہمارے نبی زندہ ہیں اسی لئے کسی نے آپ کے جنازہ کی امامت نہ کرائی۔ (رابعاً) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا عقیدہ تھا کہ نبی معصوم ہوتا ہے اس سے گناہ کبیرہ اور نہ صغیرہ ہو ہی نہیں سکتا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھا عام اموات مؤمنین کے جنازہ کی طرح دعائے مغفرت وغیرہ نہ پڑھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی میں بھی ہمارے امام تھے اور بعد از وصال بھی

(نمبر۱۴) وَاَخْرَجَ اِبْنُ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ قَالَ عَلِيٌّ لَا يَقُوْمُ عَلَيْهِ اَحَدٌ هُوَ اِمَامُكُمْ حَيًّا وَّ مَيِّتًا فَكَانَ يَدْخُلُ النَّاسُ رِسْلًا رِسْلًا صَفًّا صَفًّا لَيْسَ لَهُمْ اِمَامٌ يُكَبِّرُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ (خصائص الکبریٰ ج۲ ص ۲۷۷ للامام الحافظ جلال الدین سیوطی)

ابن سعد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (بعد از وصال) چار پائی مبارک پر رکھا گیا تو حضرت علی نے فرمایا آپ پر جنازہ کی امامت کیلئے کوئی بھی کھڑا نہ ہو وہ تو زندگی میں تمہارے امام تھے اور وصال کے بعد بھی تو لوگ ایک ایک جماعت صف بنا کر آتے بغیر امام کے تکبیر کہتے اور پڑھتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف وصال کے بعد بھی جاری ہے

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف بعد از وصال بھی موجود ہے اسی لئے حضرت علی نے فرمایا کہ حضور اب بھی تمہارے امام ہیں اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔

عبداللہ ابن عمر جب سفر سے واپس آتے تو حضور کے روضہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے

(نمبر ۱۵) شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں مصنف عبدالرزاق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر حاضر

ہوتے اور پڑھتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ۔ یارسول اللہ آپ پر سلام ہو اے ابوبکر آپ پر سلام ہو اے میرے باپ آپ پر سلام ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ

مسند امام اعظم میں ایک روایت امام صاحبؒ اپنی سند کے ساتھ یوں بیان فرماتے ہیں۔

(نمبر ۱۶) اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ تَاْتِیَ قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ وَ تَجْعَلُ ظَھْرَکَ اِلَی الْقِبْلَۃِ وَ تَسْتَقْبِلُ بِوَجْھِکَ ثُمَّ تَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

امام ابوحنیفہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا مسنون طریقہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر قبلہ کی جانب سے آئے اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کر اور اپنے چہرہ کو قبر منورہ کی طرف کر پھر پڑھ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ان روایتوں سے ایک تو درود و سلام با صیغہ خطاب اور بحرف نداء ثابت ہوا دوسرا ان بدعقیدوں کا رد ہوا جو روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنیت زیارت جانے کو حرام کہتے ہیں۔

(نمبر ۱۷) دیوان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سیدۃُ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مرثیہ منقول ہے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد پڑھا۔ ملاحظہ ہو:

یَاخَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَکُ وَجْهُهُ صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْآنِ یعنی اے خاتم الرسل جس کا چہرہ مبارک ہے تجھ پر قرآن اتارنے والا رب درود بھیجے۔ اب اس کے ثبوت پر مفسرین وفقہاء اور علمائے دین سے اختصاراً کچھ حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

(وَسَلِّمُوْا کا معنی ہے کہ بصیغہ خطاب سلام پڑھو)

(نمبر ۱۸) علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود الالوسی البغدادیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وَقُوْلُوْا وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَنَحْوَهٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مراد یہ ہے کہ پڑھو السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ یا اسی طرح کسی اور صیغہ کے ساتھ۔

صلوٰۃ وسلام دونوں ملا کر پڑھو، مفسرین کا ارشاد

(نمبر ۱۹) یہی تفسیر اس کی قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر بیضاوی میں لی ہے اور ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوتا کہ آیہ مبارکہ کا تقاضا ہے کہ صلوٰۃ وسلام دونوں کو ملا کر پڑھا جائے۔

(نمبر۲۰) علامہ احمد صاوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: اَیْ اَجْمَعُوْا بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَ السَّلَامِ وَ صِیْغَۃُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرَۃٌ لَا تُحْصٰی وَاَفْضَلُھَا مَا ذُکِرَ فِیْہِ لَفْظُ الْاٰلِ وَ الصَّحْبِ فَمَنْ تَمَسَّکَ بِاَیِّ صِیْغَۃٍ حَصَلَ لَہُ الْخَیْرُ الْعَظِیْمُ۔ یعنی درود و سلام دونوں کو جمع کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے صیغے بے شمار ہیں اور افضل ان میں سے وہ درود ہے جس میں آپ کی آل اور اصحاب کا بھی ذکر ہو تو کچھ نے دلیل دی ہے کہ (افضل) وہ ہے جس میں خیر عظیم کا معنی ہو۔ مخفی نہ رہے کہ ان مفسرین کرام نے آیہ مقدسہ کے یہ معانی اپنے پاس سے نہیں کئے بلکہ ان کا ماخذ وہ حدیث شریف ہے جسے صحابہ عظام سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام پڑھنا تو ہمیں معلوم ہے کہ کیسے پڑھنا ہے آپ ہمیں بتائیں آپ پر درود کس طرح پڑھیں جبکہ اللہ نے ہم کو درود و سلام دونوں کا حکم دیا ہے تو وہ یہی درود و سلام تھا جو ہر مسلمان نماز کے بعد تشہد میں پڑھتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ثانیاً اس حدیث اور تفسیری عبارتوں سے معلوم ہوا کہ درود و سلام بصیغہ خطاب و نداء یعنی الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اول سے شریعت میں مشروع ہے کسی نے نیا ایجاد نہیں کیا۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے کہ نمازی

آپ کو نماز میں مخاطب کرتا ہے

(نمبر۲۱) جلال الملت والدین الحافظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اِخْتِصَاصُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ الْمُصَلِّیْ یُخَاطِبُهٗ بِقَوْلِهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَلَا یُخَاطِبُ سَائِرَ النَّاسِ۔ (خصائص الکبریٰ جز ۲ ص ۲۵۳)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ (امتی) آپ کو حاضر و ناظر جان کر نماز میں عرض کرے السلام عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ لوگوں میں سے اور کسی کو اس طرح مخاطب نہ کرے۔

(بصیغۂ خطاب صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے فوائد)

(نمبر۲۲) علامہ امام المفسرین اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ زیر تفسیر آیۃ مبارکہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بصیغۂ خطاب و نداء مثل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ۔

درود و سلام لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

ایں صلوٰت را صلوت فتح گویند چهل کلمہ است صلوتے مبارکست و نزد علماء معروف و مشهور و بہرے مراد لے کہ بخوانند حاصل گردو ہر کہ چهل باداد از ادائے فرض بگوید کار فروبستہ او بکشاید و بردشمن ظفر یابد و اگر درحبس بود حق سبحانہٗ تعالیٰ اورا

ربائی بخشد و خواص او بسیارست و حضرت عارف صمدانی سید امیر علی ہمدانی قدس سرہ بعضے ازیں صلوات در آخر اوراد فتحیہ ایراد فرمودہ اند و شرط خواندن ایں صلوات آنست کہ حضرت پیمبر را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر بیند و مشافہ باایشاں خطاب کند۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۳۷)

یعنی ان درودوں کو درود فتح کہتے ہیں یہ درود بہت مبارک ہے علماء میں معروف و مشہور ہے کہ جس مراد کیلئے پڑھے جائیں حاصل ہوتی ہے اور جو شخص چالیس بار صبح کو بعد ادائے فرض نماز پڑھے اس کا اڑا ہوا مقصد حاصل ہوتا ہے اور دشمن پر فتح یاب ہوگا اور اگر قید میں ہو تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اسے رہائی دے گا اور اس کے علاوہ بھی اس کے خواص کثیر ہیں اور حضرت عارف صمدانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ نے ان (خطاب و نداء والے) درودوں میں سے کچھ کو اوراد فتحیہ کے آخر میں بیان کیا ہے اور فرمایا کہ ان درودوں کے پڑھنے کی شرط یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جانے اور بالمشافہ آپ سے ان صیغوں کے ساتھ مخاطب ہو۔

(نمبر۲۳) واضح رہے کہ امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کی اس اوراد فتحیہ کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جسے وھابی دیو بندی بھی اپنا بزرگ مانتے ہیں اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں یوں رطب اللسان ہیں۔

درود و سلام بخطاب و نداء پڑھنے والا چودہ سو اولیائے

کاملین کی ولایت سے حصہ پاتا ہے

بعدہ فریضہ نماز بگزارد و چوں سلام دھد ایں اورادفتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات النفاس ہزار چھار صد ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہر یک ازاں کلمہ بودہ است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و صفائی آں مشاہدہ خواھد نمود و از ولایت ہزار و چھار صد ولی نصیب یابد۔

یعنی صبح کے فرض پڑھ کر جب سلام پھیرے تو ان اورادفتحیہ کے پڑھنے میں مشغول ہوجائے کہ یہ ایک ہزار چار سو اولیائے کاملین کے کلام سے جمع ہوا ہے اور کامیابی ان میں سے ہر ایک کلمہ سے ہر ولی کو ہوئی ہے تو جو حضور دل سے اس کا ورد اپنے پر لازم کرلے اس کی برکت و صفائی کا مشاہدہ کرے گا اور چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا۔

بصیغۂ خطاب درود و سلام پر فتویٰ بازوں سے ایک سوال

وھابی اور دیو بندی بتائیں کہ اگر درود و سلام بصیغہ خطاب و نداء شرک ہے تو شاہ ولی اللہ کیا ہوئے؟ اب یا تو ان کو چاہئے کہ ولی اللہؒ کے عقیدہ کو اپنالیں یا پھر ان کو اپنا بزرگ کہنا چھوڑ دیں۔

(نمبر ۲۴) اب دیکھیں وھابیہ دیابنہ کے بڑوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ درود و سلام بصیغۂ خطاب ونداء کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

الصلوۃ وسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے سے حضور کی زیارت ہوتی ہے

جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق ہو وہ بعد نماز عشاء باطہارت کامل و جامعہ نو و استعمال خوشبو باادب تمام روبسوئے مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جناب قدس حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے حصول زیارت جمال مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ لباس بسیار سفید و عمامہ سبز وچہرہ منورہ مثل بدر بر کرسی تصور کند۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ راست اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ چپ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔

در دل ضرب کندویں درود شریف راہر قدر کہ تواند پے در پے تکرار کند انشاء اللہ تعالیٰ بہ مطلوب خواہد رسید (ضیاء القلوب ص ۴۸)

بعد از نماز عشاء پاک و صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بارگاہ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام وسواس و خیالات سے خالی کر کے تصور کرے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی سفید لباس مبارک زیب تن کئے ہوئے اور سبز عمامہ شریف باندھ کر کرسی پر مثل چودھویں کے چاند کی

جلوہ افروز ہیں اور اپنے دائیں طرف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یارَسُوْلَ اللّٰہ اور بائیں طرف اَلصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلَیْکَ یاَ حَبِیْبَ اللّٰہ اور دل پر اَلصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یا نَبِیَّ اللہ کی ضرب لگائے اور جس قدر ہوسکے اس درود شریف کو پے در پے بار بار پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

فتویٰ میں اپنے بگانے، بڑے چھوٹے کا امتیاز نہیں ہونا چاہئے

یہاں کرنے کی بات یہ کہ اگر بقول قائلین اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا شرک ہے تو پھر اس شرک کا اطلاق سب پر یکساں ہونا چاہئے کسی بڑے چھوٹے اپنے بیگانے کی رعایت ملحوظ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر کو بھی شرک کی چھٹی نہیں دی مگر اس شرک کے قائلین وھابیہ و دیابنہ کے فتویٰ عجیب ہیں کہ اہل سنت بریلوی حضرات پر تو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علیکَ یارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنے پر شرک کا فتویٰ مگر اپنے گھر کے بزرگوں سے یہی پڑھنے پر نہ صرف چشم پوشی بلکہ ان کی مداح سراہی بھی۔ جیسا کہ اشرف علی تھانوی صاحب حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امداد المشتاق میں کہتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں اللہ کی حجت ہیں ہمیں ان کے حجت ہونے پر اعتراض نہیں پوچھنا یہ ہے کہ اگر درود و سلام بصیغہ

خطاب و نداء تمہارے نزدیک شرک ہے تو پھر وہ شرک کرنے کے باوجود اللہ کی حجت کیسے ہوئے کیا مشرک بھی اللہ کی حجت بن سکتا ہے؟

الصَّلٰوۃ والسلام عَلَیْکَ یارسول اللہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے، اشرف علی تھانوی

(نمبر ۲۵) یہی تھانوی صاحب اپنی کتاب شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ میں لکھتے ہیں۔ یوں جی چاہتا کہ آج درود شریف کچھ زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ اَلصَّلٰوۃُ والسَّلامُ علَیْکَ یا رسُوْل اللّٰہ۔

وھابیہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں، حسین احمد ٹانڈوی صاحب

(نمبر ۲۶) دیوبند کے شیخ الھند حسین احمد ٹانڈوی مدنی صاحب کی سن لیجئے۔ الشہاب الثاقب میں لکھتے ہیں چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اھل حرمین پر سخت نفرین اس ندی اور خطاب پر کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اسی صورت اور جملہ صور درود شریف اگرچہ بصیغہ خطاب و نداء کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں اس میں غور کی بات یہ ہے کہ حسین احمد ٹانڈوی

صاحب وہابیوں پر اظہار ناراضگی کررہے ہیں کہ وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے منع کرتے ہیں اور اسے پڑھنے والے حرمین شریفین کے لوگوں کو برا کہتے ہیں افسوس کہ آج یہی کام ان کے پیروکار فریضہ سمجھ کر انجام دے رہے ہیں اس درود و سلام کے پڑھنے والوں کو مشرک تک کہتے ہیں۔ دوم: یہ کہ حسین احمد ٹانڈوی کے نزدیک الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کا پڑھنا حرمین شریفین والوں کا معمول ہے اور اسے مستحب و مستحسن جاننا اور پڑھنا اور اپنے متعلقین کو اسے پڑھنے کا حکم دینا بزرگان دین کا طریقہ ہے۔

میرے نزدیک الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا زیادہ اچھا ہے، مولوی ذکریا صاحب

(نمبر ۲۷) اب وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت کے مقتداء اور ان کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے شیخ الحدیث کی سن لیجئے اپنی کتاب تبلیغی نصاب کے باب فضائل درود شریف میں لکھتے ہیں بندے کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ السلام عَلَیْکَ یَا نبی اللّٰہ وغیرہ الصَّلٰوۃُ و السَّلَامُ عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ اس طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ (فصل دوم) درود و سلام بخطاب و نداء پر مخالفین کے

اعتراضات کے جواب میں۔ (اعتراض اول) درود و سلام بصیغۂ خطاب و نداء شرک ہے اس لئے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔

درود و سلام پر مخالفین کے ایک اعتراض کے تین جواب

(جواب اول) درود و سلام بخطاب و نداء ہر گز شرک نہیں بلکہ شرک کی جڑ کاٹتا ہے کیونکہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَلصَّلٰوۃ وَالسَّلام عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ اس کے معانی ہیں اے اللہ کے رسول اے اللہ کے نبی آپ پر درود و سلام ہو۔

گویا کہ ایسا پڑھنے والا اقرار کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول و نبی ہیں شریک نہیں۔

(دوم) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ یَا نَبِیَّ اللّٰہ صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد فقہاء و محدثین بزرگان دین سے ثابت ہے جیسا کہ حوالہ جات گزر چکے ہیں کیا یہ حضرات شرک کو سمجھ نہ سکے جو تم سمجھے؟

(سوم) اگر بقول تمہارے یہ شرک ہو تو پھر اس شرک سے تم بھی نہیں بچ سکو گے کیونکہ نماز میں تو بشمول تمہارے سب بصیغۂ خطاب و نداء ہی پڑھتے ہیں یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

(اعتراض دوم) درود و سلام بخطاب و ندائے اس لئے شرک ہے کہ تم نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر پڑھتے ہو۔

(جواب اول) جی ہاں مسلمانوں کا عقیدہ تو یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر اَلصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

اے اللہ کے رسول اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی ہم نے تمہیں حاضر و ناظر اور ڈر سنانے والے بھیجا۔

نمازی نماز میں حضور کو حاضر ناظر جان کر مخاطب کرے، امام شعرانی

قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب المیزان الکبریٰ جز اول کے صفحہ ۱۶۷ پر فرماتے ہیں:

لَم سَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیًّا الْخَوَاصِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ التَّشَھُّدِ یُنَبِّہُ الْغَافِلِیْنَ فِیْ جُلُوْسِھِمْ بَیْنَ یَدَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی شُھُوْدِ نَبِیِّھِمْ فِیْ تِلْکَ الْحَضْرَۃِ فَاِنَّہٗ لَا یُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللّٰہِ اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَھَۃً۔

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے شارع سبحانہ و تعالیٰ نے تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ و سلام پڑھنے کا حکم اس لئے دیا کہ ان غافلوں کو جو اللہ عز وجل کی بارگاہ میں بیٹھے ہیں اس پر آگاہ کردے کہ جہاں وہ حاضر ہیں وہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جلوہ گر ہیں۔ اس لئے کہ وہ بارگاہ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالمشافہ روبرو جان کر سلام کے ساتھ مخاطب کریں۔ حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلویؒ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کی شرح میں فرماتے ہیں:

ونیز آں ہمیشہ نصب العین مؤمناں و قرۃ العین عابداں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی اگاہ باشد و ازیں شہود غافل بنود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ا ص ۴۰۱)

حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے ذرے ذرے میں جلوہ گر ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادت کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت و انکشاف بہت قوی تر ہوتا ہے اور بعض عارفین نے فرمایا کہ یہ خطاب اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اس لئے ہے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرامیت کئے ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں پس نمازی کو چاہئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوار کے قرب اور مغفرت کے اسرار سے منور اور فیض یاب ہو۔

دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر درود و سلام عرض کرے، امام غزالی

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ التحیات کے بیان میں فرماتے ہیں۔

وَاحْضُرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَیُصَدِّقُ اَمَلَکَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْکَ مَا ھُوَ اَوْفٰی مِنْہُ۔ (احیاء العلوم ج ا ص ۱۰۷)

یعنی اے نمازی التحیات السلام عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیّ پڑھتے وقت حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں حاضر کر کے اور آپ کی صورت مبارکہ کا تصور دل میں جما کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ عرض کر۔ اور یقین جان کر یہ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب اپنی شان کریمہ کے لائق دیتے ہیں یاد رہے کہ یہاں تین حوالے یہاں اہل السلام کی ممتاز شخصیات سے لکھے گئے ہیں اور حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا حوالہ بھی اسی طرح کا پہلے گزر چکا ہے۔ ان سے ثابت ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا اہل اسلام کا عقیدہ مسلمہ ہے اسے شرک کہنا کورچشمی و کم علمی ہے نیز مذکورہ حوالوں سے فریق مخالف کے اس جواب ناصواب کا بھی بطلان ہوگیا جو یہ کہتے ہیں جی التحیات میں السلام عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ بطور انشاء و حکایت پڑھا جاتا ہے۔

(اعتراض سوم) جب درود ابراہیمی افضل ہے تو تم افضل کو چھوڑ کر مفضول کو کیوں پڑھتے ہو۔ الجواب مذکورہ اعتراض ناصواب کے چند جوابات دیئے جاتے ہیں (اولاً) ہم درود ابراہیمی کو چھوڑتے نہیں بلکہ اس کو بھی پڑھتے ہیں۔ (ثانیاً) درود ابراہیمی صرف نماز میں افضل ہے علاوہ ازیں وہ درود پاک افضل ہے جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں پائے جائیں۔ (ثالثاً) ایک عمل کا افضل ہونا دوسرے عمل کے عدم جواز کی دلیل نہیں ہوتا دیکھیں قرآن مجید کی بعض صورتیں بعض سے افضل ہیں یوں ہی بعض اذکار بعض سے افضل ہیں اسی طرح عبادات میں سے بعض بعض سے افضل

ہیں تو یہ افضلیت مفضول کے عدم جواز کی ہرگز دلیل نہیں۔ (رابعاً) کسی چیز کا مخصوص محل و وقت میں افضل ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ ہرمحل و ہر وقت میں افضل ہو جیسے خاص محل و وقت کے اذکار و دعائیں اپنے اپنے موقعہ پر افضل ہیں دوسرے میں نہیں بلکہ دوسرے میں وہی افضل ہے جو اس جگہ یا وقت میں مسنون ہو۔ (خامساً) صرف درود ابراہیمی سے آیہ مبارکہ کے حکم صَلُّوا کی تعمیل ہوتی ہے دوسرے حکم وَسَلِّمُوا پر عمل نہیں کیونکہ درود ابراہیمی میں صرف درود ہے سلام نہیں لہذا نماز سے علاوہ وہی درود جس میں درود و سلام دونوں موجود ہوں افضل ہے نماز میں درود ابراہیمی پر اس لئے اکتفا کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے سلام ہو چکا ہوتا ہے۔ (سادساً) محدثین وفقہاء سے ثابت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھنے کے ساتھ درود ابراہیمی نہیں بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں جس میں درود و سلام دونوں ہیں۔ (سابعاً) خود مخالفین بھی اپنی تحریروں تقریروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لکھتے لیتے وقت درود ابراہیمی نہیں پڑھتے لکھتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھتے لکھتے ہیں تو پھر یہ افضل درود کو کیوں نہیں پڑھتے لکھتے

(اعتراض چہارم) جس درود و سلام بصیغۂ خطاب و نداء قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ (جواب اولاً) تم قرآن و حدیث سے اس کی ممانعت دکھا دو پھر انہیں دکھا سکتے ہو تو یہ ممانعت نہ ہونا ہی صلوٰۃ و سلام بصیغہ خطاب و نداء کے جواز کی دلیل ہے۔ (ثانیاً) ہماری دلیل قرآن مجید کی وہی آیہ مبارکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے

ایمان والوں کو درود و سلام کا حکم دیا کیونکہ اس درود و سلام کا حکم مطلق ہے جو صیغہ بھی درود و سلام کا معنیٰ دیتا ہے وہی جائز ہے دلیل تو تمہارے ذمہ ہے جو اس مطلق حکم کو مقید کرتے ہو کہ جس درود و سلام بصیغہ بخطاب و نداء جائز نہیں یا صرف درود ابراہیمی پڑھنا چاہئے۔ (ثالثاً) ہماری دلیل حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کی متواتر حدیث ہے جس پر امت مسلمہ کا عمل بھی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھایا کہ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھا کرو۔

(اعتراض پنجم) بعض دیابنہ کہتے ہیں کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنا جائز ہے اس کے علاوہ اور جگہوں پر شرک ہے جبکہ تم بریلوی حضرات ہر جگہ پڑھتے ہو لہٰذا تم شرک کرتے ہوئے (الجواب اولاً) معلوم ہونا چاہئے کہ شرک تو قبیح لذاتہٖ ہے جو کبھی اور کسی بھی زمان و مکان میں مباح نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا اگر بقول تمہارے اَلصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ شرک ہے تو پھر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ شرک جائز ہوا؟ اگر وہاں شرک نہیں تو یقیناً یہاں بھی شرک نہیں۔ (ثانیاً) اس مدعی پر جو کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے قریب صلوٰۃ و سلام بصیغہ خطاب و نداء جائز ہے مگر اور جگہ شرک ہے دلیل و صریحہ قطعیہ کا لانا لازم ہے نیز یہ بھی تعیین ثابت کرنا ضروری ہے کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اردگرد وہ کتنی مسافت ہے جس تک شرک نہیں اس سے زائد میں شرک ہے کیونکہ اگر یہ معلوم نہ ہو تو ممکن ہے کہ تم بھی زیادہ فاصلہ پر پہنے سے شرک کر بیٹھو پھر اگر یہ دونوں باتیں ثابت نہ کرسکو اپنا خود ساختہ عقیدہ چھوڑ کر اہلسنت کا عقیدہ سعیدہ تسلیم کرلو کہ صلوۃ وسلام بصیغۂ خطاب و نداء نہ یہاں پڑھنا شرک ہے اور نہ وہاں۔ (ثالثاً) یہ الزام بے بنیاد ہے کہ صرف تم سنی بریلوی حضرات ہر جگہ درود و سلام بخطاب و نداء پڑھتے ہو کیونکہ ہم نے قبل ازیں حدیث و تفاسیر بزرگان دین اور خود تمہارے بزرگوں سے بلا قید و بلا تعین مقام ہر جگہ پڑھنا ثابت کردیا ہے۔

(مخالفین کا اعتراض ششم) تم سنی بریلوی حضرات جو قبل از اذان درود و سلام پڑھتے ہو اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں۔ (الجواب اولاً) ہمارے لئے ثبوت یہی کافی و افی و شافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلا قید وقت اور زمان و مکان فرمایا۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اے ایمان والو نبی پر درود بھیجو اور خوب سلام پڑھو۔ قرآن میں درود و سلام کا حکم مطلق اور بلا استثناء ہے جبکہ تم قبل از اذان درود و سلام کے منع کا دعوٰی کر رہے ہو لہٰذا اصولاً دلیل تمہارے ذمہ ہے کہ دکھاؤ کونسی آیت و حدیث سے منع ثابت ہے۔ (ثالثاً) یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی امر کے جواز کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہ ہو جبکہ حرمت و عدم جواز کو ثابت کرنے کیلئے دلیل قطعی ہونا لازمی ہے لہٰذا براقتضائے اصول دلیل تمہارے ذمہ ہے کہ تم قبل از اذان درود و سلام کی حرمت اور عدم جواز کے مدعی ہو

ہمارے لئے قبل از اذان درود و سلام پڑھنے کے جواز پر یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔

(اعتراض ہفتم) اگر اذان سے پہلے درود و سلام پڑھنا جائز و مستحب تھا تو صحابہ کرام نے کیوں نہ پڑھا۔ (الجواب) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کسی کام کو کرنا اس کی حلت و جواز کی دلیل ضرور ہے مگر کسی عمل کو محض نہ کرنا اس کی حرمت و عدم جواز کی دلیل نہیں۔ دیکھیں مدارس میں مروجہ اصول و فنون صحابہ کے زمانہ مبارکہ میں نہ پڑھائے جاتے تھے مگر فی الزمانہ قرآن و حدیث فہمی کیلئے ان کا پڑھنا پڑھانا ضروری ہے اسی طرح قرآن مجید کو تیس پاروں پر تقسیم کرنا، رکوع قائم کرنا، اعراب لگانا، اسے پریس میں چھپوانا، یونہی حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، اس کی اسناد بیان کرنا، اسناد پر جرح کرنا، حدیث کی اقسام صحیح حسن ضعیف وغیرہ۔ ترتیب دینا زمانہ صحابہ سے بعد کے کام ہیں مگر ان کا ہونا ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ کسی کام کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا محض نہ کرنا اس کی حرمت و عدم جواز کی دلیل نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ معترضین کا یہ اعتراض کہ صحابہ نے اذان سے پہلے درود و سلام نہیں پڑھا تم کیوں پڑھتے ہو درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح دین سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ رسولہ الکریم الامین۔

باب درود شریف کے فوائد و برکات پر حکایات کے بیان میں واضح رہے کہ اختصار کے پیش نظر اس میں عبارتوں کے ترجموں پر ہی اکتفاء کیا جائے گا۔

ابولیث نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ طواف بیت اللہ کر رہے تھے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو ہر قدم پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا تھا تو اس نے پوچھا اے شخص تو تسبیح و تہلیل کو چھوڑ کر صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے تو کون ہے اس نے کہا میں سفیان ثوری ہوں تو اس نے کہا اگر تو اپنے اہل وطن سے دور نہ ہوتا تو میں تجھے اپنا حال نہ بتاتا اور نہ ہی تجھے اپنے بھید پر مطلع کرتا پھر اس نے مجھے بتایا کہ میں اور میرا باپ ہم دونوں اپنے گھر سے بیت اللہ کا حج کرنے کو نکلے جب ہم منازل طے کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے تو میرا باپ بیمار ہو گیا میں نے اس کے علاج کی ہر چند کوشش کی اسی اثناء میں ایک رات میں ان کے سر کی جانب کھڑا تھا جب میرا باپ مرا تو ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تو میں نے استرجاع پڑھا پھر کپڑا اس کے چہرے پر ڈال کر اسے ڈھانپ دیا پس نیند نے مجھ پر غلبہ کیا تو میں سو گیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جس جیسا میں نے حسین چہرے والا اور ستھرے کپڑوں والا اور پاکیزہ خوشبو والا کبھی دیکھا ہی نہیں وہ قدم بقدم چلتا ہوا میرے باپ سے قریب ہوا تو اس کے چہرے پر سے کپڑا اٹھا دیا پس اپنے ہاتھ کو ان کے چہرے پر پھیر دیا جس سے اس کا چہرا سفید ہو گیا پھر وہ واپس لوٹنے لگا تو میں ان کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی اے اللہ کے بندے آپ کون ہیں کہ جس کے سبب اللہ نے میرے باپ

پر بے کسی کے عالم میں احسان کیا فرمایا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب قرآن ہوں بر حال تیرا باپ گہنگار ضرور تھا لیکن وہ مجھ پر درود بکثرت پڑہا کرتا تھا تو جب اسے رنج والم نے آلیا اس نے مجھ سے مدد چاہی اور میں ہر اس کا مددگار ہوں جو مجھ پر درود کی کثرت کرتا ہوں اسی وقت میں بیدار ہو گیا جب دیکھا تو میرے باپ کا چہرا نورانی ہو چکا تھا۔

تنبیہ الغافلین ص ۱۹۱ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا'' (۲)

ابن ہشام نے محمد بن سعید بن مطرف الخیاط سے حکایت کی جو ایک نیک شخص تھے کہ اس نے کہا میں نے ہر رات بستر پر سوتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی ایک معین مقدار خود پر لازم کر رکھی تھی تو بعض راتوں میں کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ جب میں نے تعداد پوری کر لی مجھ پر نیند نے غلبہ کر لیا اور میں اس وقت کوٹھڑی میں تھا پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا وہ یوں کی کہ آپ میرے پاس کوٹھڑی کے دروازہ سے تشریف لائے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے روشن ہو گئی پھر آپ میری طرف اٹھ کر بڑھے اور ارشاد فرمایا وہ منہ میرے قریب کرو جس سے مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہوتا کہ میں اسے بوسہ دوں تو میں اس سے شرمانے لگا کہ آپ مجھ جیسے کے منہ کا بوسہ لیں پس میں نے چہرے کو گھما لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار کو چوم لیا

پس اسی وقت میں گھبرایا ہوا بے دار ہو گیا اور میری اہلیہ جو کہ میرے پہلو میں تھی وہ بھی جاگ اٹھی جب کہ ہمارا گھر کستوری سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے معطر ہو چکا تھا تو وہ کستوری جیسی خوشبو آٹھ دن بعد باقی رہی جیسے میری زوجہ میرے رخسار میں شب و روز محسوس کرتی رہی۔ مطالع المسرات ص ۶۱ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ صَلَاةً وَّسَلَامًا كَثِيْرًا وَّ كَثِيْرًا" (۳)

امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی کے والد گرامی مولانا الشاہ نقی علی خان بریلوی رضی اللہ عنہما اپنی کتاب سرور القلوب میں بحوالہ تحفۃ المقاصد لکھتے ہیں کہ کسی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وصال خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا فرمایا رحمت کی اور بخشش دیا دریافت کیا کس عمل کے سبب فرمایا اس سبب سے کہ میں یہ درود پڑھا کرتا تھا۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ" (۴)

اسی سرور القلوب میں در منضود کے حوالہ سے ایک حکایت یوں لکھی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک گنہگار شخص تھا جب وہ مرا تو لوگوں نے اسے غسل دیا نہ جنازہ پڑھا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا اے موسیٰ اسے غسل دو اور جنازہ پڑھو کہ

ہم نے اسے بخش دیا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ کس سبب سے جواب آیا اس نے ایک دن تورات کھولی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھ کر ان پر درود شریف پڑھا اس درود شریف کی برکت سے ہم نے بخش دیا۔

"مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ"(۵)

علامہ عثمان بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف درۃ الناصحین میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ صالحین میں سے ایک شخص نماز کے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑہنا بھول گیا تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تم مجھ پر درود پڑہنا کیوں بھول گئے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ درود شریف بھولنے کا سبب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ثناء عبادت میں مشغول رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تو نے میرا یہ قول نہ سنا کہ اعمال موقوف رہتے ہیں اور دعائیں رکی رہتیں ہیں جب تک کہ مجھ پر درود نہ پڑہے اور فرمایا اگر کوئی شخص بروز قیامت سب اہل دنیا کے برابر نیکیاں لائے جس میں مجھ پر درود پڑہنا شامل نہ ہو تو رد کیا جائے گا۔ اس سے کچھ قبول نہ ہوگا۔ "مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ"(۶)

اسی درۃ الناصحین میں ہے کہ ایک زاہد نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ کی طرف متوجہ ہوا آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی طرف نظر نہ کی تب اس زاہد نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مجھ پر ناراض ہیں

فرمایا نہیں عرض کی کیا آپ مجھے نہیں پہچان رہے کہ میں فلاں زاہد ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تجھے نہیں جانتا پس اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے علماء کو کہتے سنا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء نے سچ کہا بلا شبہ نبی ماں باپ سے بھی بڑھ کر اپنی امت کو جانتا ہے مگر اسے جو اپنے نبی پر درود پڑھے بقدر اس کے درود کے

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ" (۷)

الشاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے انفاس العارفین میں اپنے والد گرامی الشاہ عبدالرحیم کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا حاضرین میں سے ہر ایک شخص اپنے فہم و معرفت کے مطابق درود پیش کرتا ہے میں نے بھی "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ" پیش کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سنا تو آپ کے چہرہ اقدس سے انتہائی خوش و مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ" (۸)

الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی معروف کتاب مدراج النبوت کے باب وجوب درود و سلام اور اس کی فضیلت کے ضمن میں ایک حکایت

یوں بیان کی ہے کہ ایک دن شیخ شبلی قدس سرہ حضرت ابوبکر مجاہد کے پاس گئے جو کہ اپنے زمانہ کے امام اور علمائے وقت میں سے تھے۔ حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر ان کا اعزاز واکرام کیا اور معانقہ کر کے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حاضرین کہنے لگے یا سیدی شبلی کا آپ ایسا احترام اعزاز فرما رہے ہیں حالانکہ آپ اور بغداد کے تمام لوگ انہیں مجنون کہتے ہیں فرمایا میں نے یہ اعزاز اپنی طرف سے نہیں کیا اصل بات یوں ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں جیسا کرتے ہوئے دیکھا ہے ویسا ہی کیا ہے کیونکہ حضرت شبلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جب آئے تو حضور انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اس سے معانقہ کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس پر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ شبلی سے یہ سلوک فرما رہے ہیں؟ فرمایا ہاں یہ شبلی نماز کے بعد اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ۔ الخ " اس کے بعد مجھ پر درود بھیجتے ہیں۔

اس آیہ کریمہ کو درود شریف پڑھنے سے پہلے پڑھنا حرمین شریفین کے ان حضرات کے درمیان رائج ہے جو میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں اور ذکر میلاد کرتے ہیں۔ اس آیہ کریمہ کے بعد وہ حضرات آیہ کریمہ۔ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ " پڑھتے ہیں پھر اس حکم الٰہی کی بجا آوری میں۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ'' پڑھتے ہیں۔ (۹)

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں زیر تفسیر ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ'' ایک واقعہ بیان کیا کہ۔ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے تو وہ اس سے بہت پریشان ہوئی پھر اس کے بعد اس نے اسے نور و رحمت میں باسکون دیکھا تو اس عورت نے اپنے بیٹے سے اس کا سبب پوچھا اس نے بتایا کہ ایک شخص قبرستان سے گزرا تو اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھا اور اس کا ثواب بطور ہدیہ اموات کو پہنچا دیا تو جو اس سے میرے حصہ میں آیا اس کے بدلے میری مغفرت ہوگئی پس اللہ نے میری بخشش فرمادی۔ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ و اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ'' (۱۰)

واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مسلمان پر اونٹ چرانے کا دعویٰ کر دیا اور منافقین میں سے اس پر چار جھوٹے گواہ پیش کر دیئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ یہودی کو اور مسلمان کے لئے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا جس پر مسلمان بہت غمناک ہوا پس اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کیا اے الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ اونٹ چوری نہیں کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا فیصلہ حق ہے مگر آپ اس اونٹ سے پوچھ لیں کہ میں نے اسے چوری کیا

ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ تو کس کا ہے؟ پس اونٹ نے بازبان فصیح عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس مسلمان کا ہوں اور بے شک یہ گواہ سب جھوٹے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان سے پوچھا کہ تو نے کونسا ایسا عمل کیا ہے کہ جس کے سبب اللہ نے تیرے حق میں اونٹ کو گویا کر دیا تو اس مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہ میں کسی رات بھی نہ سوتا جب تک کہ آپ پر دس بار درود شریف نہ پڑھ لیتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی لئے مجھ پر درود پڑھنے کی برکت سے تو دنیا میں ہاتھ کٹنے سے نجات پا گیا اور آخرت میں عذاب سے نجات پا گیا۔ درۃ الناصحین "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ" (۱۱)

سعادۃ الدارین میں ہے کہ شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میرا ایک ہمسایہ جو کہ بادشاہ کا ملازم تھا فسق و فجور اور غفلت میں مشہور تھا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیک وآلہ وسلم کے دست مبارک میں اس کا ہاتھ ہے یہ دیکھ کر میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو بدکردار شخص ہے اللہ تعالیٰ سے اپنا منہ پھیرے ہوئے ہے اس کا ہاتھ آپ کے دست اقدس میں کیونکر ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اس کی حالت کو جانتا ہوں اور میں اسے دربار الٰہی میں لیجا رہا ہوں تا کہ اس کے

حق میں شفاعت کروں میں نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ کس سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا یہ سب کچھ اس کے درود پڑھنے کے سبب سے ہے کہ یہ شخص روزانہ سونے سے پہلے مجھ پر ہزار بار درود پڑھتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ وہ غفور و رحیم اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ پھر میں بیدار ہوا تو جب صبح ہوئی دیکھا کہ وہی شخص مسجد میں داخل ہوا اور رو رہا تھا تو میں اس وقت رات والا واقعہ دوستوں اور نمازیوں کو سنا رہا تھا وہ آیا اور سلام کہہ کر میرے سامنے بیٹھ گیا اور مجھے کہا آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لوں کیونکہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے کہ عبدالواحد کے ہاتھ پر توبہ کر لو پھر میں نے اس سے رات والے خواب کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میں تیرے بارے میں رب کریم کے دربار میں شفاعت کرتا ہوں کیونکہ تو مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا ہے اور مجھے دربار الٰہی میں لیجا کر شفاعت کر دی اور فرمایا کہ تیرے پچھلے گناہ معاف کروا دیئے اور اب آئندہ کیلئے صبح جا کر شیخ عبدالواحد کے ہاتھ پر توبہ کر لے اور اس توبہ پر قائم رہو اور نیک اعمال کر۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ"

اسی پر ہی کتاب اختتام کو پہنچی اس کا ثواب میں نے حضور شفیع المذنبین صلی

اللہ علیہ وآلہ وصحبہٖ وبارک وسلم کی بارگاہ عالیہ میں ہدیۃً پیش کیا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے اپنی بارگاہ مقدسہ میں قبول فرما کر تمام مؤمنین کی ارواح کو اس کے ثواب سے حصہ وافر عطا کرے اور اس فقیر اَحْقَرُ الْعِبَادِ وَ اَضْعَفُهُمْ و اَعْجَزُهُمْ ۔ کیلئے سبب بخشش وعزت بنائے آمین یا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الرَّحْمَةِ لِلْعٰلَمِیْنَ . رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

تاریخ اختتام ۔۲ صفر المظفر ۱۴۲۲ ہجری بروز جمعۃ المبارک بمطابق ۲۷ اپریل ۲۰۰۱۔ فقیر عبد مصطفےٰ غلام رضا محمد محبت علی قادری ابن محمد علی کھرل۔

فہرست

جماعت کے بعد ذکر بالجہر

شرعاً مستحب ہے

تصنیف

حضرت علامہ مولانا محمد محبت علی قادری مدظلہٗ

ناشر

مکتبہ قادریہ سکندریہ

حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

مُفِیدُ السَّالِکِین

(اردو ترجمہ)

حِکایاتُ الصّالِحِین

مصنف ○ شیخ عثمان بن عمر الکہف

مترجم ○ عبد مصطفٰی غلام رضا محمد محبت علی قادری

[illegible]

سید اعجاز علی شاہ گیلانی

زیب سجادہ آستانہ عالیہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

مکتبہ قادریہ سکندریہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الریحانین

فی مسئلۃ القراۃ خلف الامام و ترک رفع الیدین

امام کے پیچھے قرائت اور رفع یدین کی ممانعت کا ثبوت

تصنیف: عبدِ مصطفےٰ غلام رضا محمد محبت علی قادری

فاضل درس نظامی ایم اے عربی و اسلامیات

از خدام سید السادات سند الاصفیاء، پیر طریقت رہبر شریعت سید **اعجاز علی شاہ** گیلانی، زیب سجادہ، آستانہ عالیہ حجرہ شاہ مقیم

ملنے کا پتہ: مکتبہ قادریہ سکندریہ نزد تھانہ نواں کوٹ بندروڈ لاہور

نیز گنج بخش روڈ کے کتب خانوں سے دستیاب ہے!

قرۃ الابصار

اردو ترجمہ

دقائق الاخبار

تصنیفِ لطیف

حجۃ الاسلام ابو الحامد امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عبدِ مصطفیٰ غلام رضا محمد محبت علی قادری

فیضانِ نظر

حجۃ المحدثین سند المفسرین مظہر غوث اعظم نائب اعلیٰحضرت محمد عبد اللہ قادری رضوی برکاتی محدث قصوری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ قادریہ سکندریہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

عبدِ مصطفےٰ غلام رضا مولانا محمد محبت علی قادری